فیض الباری

علامہ محمد ابوالحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۱۱

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ الشُّرُوْطِ مَعَ النَّاسِ بِالْقَوْلِ

قول کے ساتھ لوگوں سے شرط کرنے کا بیان

فائدہ: یعنی فقط زبان سے شرط کرنا بغیر گواہ کرنے اور لکھنے کے۔

۲۵۲۶۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ وَّعَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ يَّزِيْدُ أَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ وَغَيْرُهُمَا قَدْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ إِنَّا لَعِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ حَدَّثَنِيْ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ. ﴿قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ كَانَتِ الْأُوْلٰى نِسْيَانًا وَّالْوُسْطٰى شَرْطًا وَّالثَّالِثَةُ عَمْدًا ﴿قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾ ﴿لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ﴾ . ﴿فَانْطَلَقَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ أَنْ يَّنْقَضَّ فَأَقَامَهُ﴾ قَرَأَهَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ.

۲۵۲۶۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ابی بن کعب نے اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہا موسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول نے پس ذکر کی تمام حدیث۔ اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیا نہ میں نے کہا تھا کہ تو میرے ساتھ ٹھہر نہ سکے گا پس پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو نہ پکڑ میری بھول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل۔ پھر دونوں چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو مار ڈالا پھر دونوں چلے یہاں تک کہ ایک گاؤں میں پہنچے اور پائی اس میں ایک دیوار کہ گرنا چاہتی تھی تو حضرت خضر علیہ السلام نے اس کو سیدھا کیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَرَائَهُمْ مَلَكٌ کی جگہ أَمَامَهُمْ مَلِكٌ پڑھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث خضر علیہ السلام کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس سے مراد یہ قول ہے کہ پہلا اعتراض بھول سے تھا اور دوسرا بطور شرط کے اور تیسرا جان بوجھ کر اور اشارہ کیا ساتھ شرط کے طرف قول موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی اگر تجھ سے کوئی چیز پوچھوں اس کے بعد تو مجھ کو اپنے ساتھ نہ رکھنا اور موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اپنے اوپر لازم کر لیا اور نہ دونوں نے اس کو لکھا اور نہ کسی کو گواہ بنایا اور اس میں عمل کرنے پر دلالت ہے مقتضیٰ اس چیز کے کہ اس پر شرط دلالت کرتی ہے پس تحقیق

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا جب کہ اس نے خلاف شرط کیا کہ یہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ہے اور موسیٰ علیہ السلام نے اس پر انکار نہ کیا۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْوَلَاءِ.

ولا میں شرط کرنے کا بیان یعنی اس کا کیا حکم ہے۔

۲۵۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْنِيْ بَرِيْرَةُ فَقَالَتْ كَاتَبْتُ أَهْلِيْ عَلٰى تِسْعِ أَوَاقٍ فِيْ كُلِّ عَامٍ أُوْقِيَّةٌ فَأَعِيْنِيْنِيْ فَقَالَتْ إِنْ أَحَبُّوْا أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ وَيَكُوْنَ وَلَآؤُكِ لِيْ فَعَلْتُ فَذَهَبَتْ بَرِيْرَةُ إِلٰى أَهْلِهَا فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا عَلَيْهَا فَجَآءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَقَالَتْ إِنِّيْ قَدْ عَرَضْتُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ الْوَلَآءُ لَهُمْ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذِيْهَا وَاشْتَرِطِيْ لَهُمُ الْوَلَآءَ فَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَآءُ اللّٰهِ أَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ أَوْثَقُ وَإِنَّمَا الْوَلَآءُ لِمَنْ أَعْتَقَ.

۲۵۲۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا میرے پاس آئی اور اس نے کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیوں پر مکاتبت کی کہ ہر سال میں ایک اوقیہ دوں گی سو مدد کر میری تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر وہ چاہیں کہ میں ان کو سب اوقیے ایک بار گن دوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہو تو کروں۔ تو بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے مالکوں کے پاس گئی اور ان سے کہا جو کچھ کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا تو انہوں نے اس پر انکار کیا تو وہ ان کے پاس سے آئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اس نے کہا کہ میں نے یہ بات ان سے پیش کی تھی پھر انہوں نے نہیں مانی مگر یہ کہ حق آزادی کا ان کے لیے ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو لے اور ان کے لیے ولا کی شرط کر پس سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آزادی کا حق تو اسی کا ہے جو آزاد کرے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو خرید کر آزاد کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں جو ایسی شرطیں کریں کہ جو اللہ کی کتاب میں نہیں تو وہ باطل ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں اگرچہ سو شرط ہو اللہ کا حکم لائق تر ہے ساتھ عمل کے اور شرط اللہ کی مضبوط تر ہے اور وہ حکم اللہ کا یہ ہے کہ آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے۔

فائدہ: یہ حدیث عتق کے آخر میں گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ إِذَا شِئْتُ أَخْرَجْتُكَ.

جب مزارعت میں مالک یہ شرط کرے کہ جب میں چاہوں گا تجھ کو زمین سے نکال دوں گا۔

فائدہ: یعنی کوئی مدت معین نہ کرے تو جائز ہے۔

۲۵۲۸۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى أَبُوْ غَسَّانَ الْكِنَانِيُّ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا فَدَعَ أَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى أَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَإِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ إِلٰى مَالِهِ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرَهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهْمَتُنَا وَقَدْ رَأَيْتُ إِجْلَاءَهُمْ فَلَمَّا أَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ أَتَاهُ أَحَدُ بَنِيْ أَبِي الْحُقَيْقِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَتُخْرِجُنَا وَقَدْ أَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الْأَمْوَالِ وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ أَظَنَنْتَ أَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ إِذَا أُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْ بِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هٰذِهٖ هُزَيْلَةً مِّنْ أَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ فَأَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَأَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّإِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِّنْ أَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ

۲۵۲۸۔ نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر والوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ خطبے کو کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود خیبر سے ان کے مالوں پر معاملہ کیا تھا یعنی ان کی زمینیں اور باغات انہی کو دے دیئے تھے کہ وہ ان میں محنت کریں اور جو پیدا ہو سو آدھا آدھا بانٹ لیں گے اور فرمایا تھا کہ ٹھہرائیں گے ہم تم کو جب تک کہ اللہ تم کو ٹھہرائے گا اور تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے مال کی طرف وہاں نکلا تو رات کو اس پر ظلم ہوا یعنی یہود نے اس کو مارا یا گھر کے اوپر سے گرایا سو ان کے ہاتھ پاؤں پہنچوں سے ٹوٹ گئے اور ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں وہ ہمارے دشمن ہیں اور انہیں کو ہم تہمت کرتے ہیں اور میں نے مناسب جانا کہ ان کو اپنے وطن سے نکال دوں۔ تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے جلاوطن کرنے کا قصد کیا تو ابن ابی حقیق (یہود کے ایک قبیلے کا نام ہے) کا ایک مردان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ اے امیر المومنین کیا تو ہم کو وطن سے نکالتا ہے اور حالانکہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرایا ہے اور ہم سے اپنے مالوں پر معاملہ کیا اور ہمارے لیے یہ شرط کی ہے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو نے گمان کیا ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بھول گیا ہوں کہ آپ نے تجھ سے فرمایا کہ کیا حال ہوگا تیرا جس وقت تو خیبر سے نکالا جائے گا تیری اونٹنی تجھ کو لے دوڑے گی رات کو بعد رات کے یعنی ایک وقت تجھ پر ایسا آئے گا کہ راتوں رات یہاں سے نکل جائے گا یعنی

وَغَيْرِ ذٰلِكَ. رَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ أَحْسِبُهُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْتَصَرَهُ.

حضرت ﷺ نے اس حدیث میں تمہارے نکالنے کا اشارہ کیا ہے تو یہودی نے کہا کہ ابو القاسم یعنی حضرت ﷺ نے یہ کلام ٹھٹھے کے راہ سے کہا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو نکال دیا اور ان کے حصے کے میوے کی ان کو قیمت دی نقد سے اور اونٹوں سے اور اسباب سے یعنی پالان اور رسیوں وغیرہ سے یعنی ان کو میووں کی قیمت کچھ نقد مال سے دی اور کچھ اونٹ وغیرہ اسباب دیا۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے اس ترجمہ کو مختصر اور باب باندھا ہے حدیث باب کے لیے۔ مزارعت میں زیادہ تر واضح اس سے پس کہا کہ جب زمین کا مالک کہے کہ میں قائم رکھوں گا تجھ کو جب تک کہ اللہ تجھ کو برقرار رکھے اور کسی مدت معین کو ذکر نہ کرے تو وہ دونوں اپنی رضامندی پر ہیں اور روایت کی اس جگہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث یہود خیبر کے قصے کے بارے میں اس لفظ کے ساتھ کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ چاہیں۔ اور اس جگہ میں اس حدیث کو اس لفظ سے وارد کیا کہ برقرار رکھیں گے ہم تم کو جب تک کہ تم کو اللہ برقرار رکھے گا پس لایا گیا ہر ترجمہ میں لفظ متن کو جو دوسری روایت میں ہے اور ایک روایت نے دوسری کی مراد بیان کی اور یہ کہ حضرت ﷺ کے قول مَا أَقَرَّكُمُ اللّٰهُ سے مراد یہ کہ جب تک کہ مقدر کیا ہے اللہ نے یہ کہ چھوڑ دیں ہم تم کو اس میں پس جب چاہیں ہم پس نکالیں ہم تم کو۔ تو معلوم ہوا کہ مقدر کیا ہے اللہ نے نکالنا تمہارا اور تحقیق پہلے گذر چکی ہے استدلال کی توجیہ اس کے ساتھ جواز مخابرۃ پر۔ اور اس حدیث میں ہے جائز ہونا مساقات کا مالک کے لیے بغیر مدت معین کے اور جو اس کو جائز نہیں رکھتا وہ جواب دیتا ہے کہ مدت اس میں مذکور تھی لیکن منقول نہیں ہوئی یا مذکور نہیں ہوئی لیکن معین کی گئی ہر سال ساتھ اتنے کے یا خیبر والے مسلمانوں کے غلام ہو گئے تھے اور سردار کا معاملہ اپنے غلام کے ساتھ اس میں نہیں شرط لگائی جاتی وہ کہ جو اجنبی میں لگائی جاتی ہے اور اس حدیث میں نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ عداوت ظاہر کرتی ہے مطالبہ قصور کے ساتھ جیسا کہ مطالبہ کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہود سے اپنے بیٹے کے ہاتھ پاؤں توڑنے کی وجہ سے اور اس کو ترجیح دی اس طرح سے کہ کہا کہ ان کے سوائے ہمارا کوئی دشمن نہیں پس معلوم کیا مطالبہ کو ساتھ شاہد عداوت کے اور قصاص ان سے اس لیے طلب نہ کیا کہ جس حال میں اس کے ہاتھ پاؤں توڑے گئے اس وقت وہ سویا ہوا تھا سو اس نے مارنے والوں کو نہ پہچانا کہ وہ کون کون تھا۔ اھ یہ کہ حضرت ﷺ کے اقوال اور افعال حقیقت پر محمول ہیں یعنی ان کے حقیقی معنی مراد ہیں یہاں تک کہ مجاز کی دلیل قائم ہو اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو یہود کو خیبر سے نکالا تو اس کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ پاؤں توڑ ڈالے تھے لیکن یہ نہیں تقاضہ کرتا سبب کے حصر ہونے کو عمر رضی اللہ عنہ کے ان کے نکالنے میں اور تحقیق واقع ہوئی ہیں میرے لیے اس کے بارے میں دو علتیں اور ایک یہ ہے جس کو روایت کیا زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ سے کہ ہمیشہ رہا عمر رضی اللہ عنہ یہاں تک کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثبوت پایا یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ جمع ہوں گے عرب کے جزیرے میں دو دین اور فرمایا کہ یہود اور نصاری سے جس کے پاس عہد ہے تو چاہیے کہ اس کو لائے کہ میں اس کو اس کے لیے جاری کروں نہیں تو میں جلاوطن کرنے والا ہوں پس جلاوطن کیا ان کو۔ روایت کی یہ حدیث ابن ابی شیبہ وغیرہ نے۔ اور دوسری عمر بن شبہ نے مدینے کی اخبار میں روایت کیا عثمان بن محمد کے طریق سے کہ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں خادم بہت ہوئے اور انہوں نے زمین میں محنت کرنے پر قوت پائی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو وطن سے نکال دیا۔ اور احتمال ہے کہ ہو ہر ایک ان چیزوں میں سے جز وعلت بیچ ان کے نکال دینے کے۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ أَهْلِ الْحَرْبِ وَكِتَابَةِ الشُّرُوْطِ.

باب ہے بیچ بیان شرطوں کے جہاد میں اور صلح کرنے میں ساتھ کافروں لڑنے والوں میں اور لکھنا شرطوں کا ساتھ لوگوں کے قول سے۔

فائدہ: ترجمہ میں اس آخری زیادتی کی کوئی ضرورت نہیں اس لیے کہ وہ مستقل ترجمہ میں پہلے گذر چکی ہے مگر یہ کہ حمل کیا جائے پہلا ترجمہ صرف اشتراط بالقول پر اور یہ اوپر اشتراط کے قول اور فعل دونوں کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۲۹۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ يُصَدِّقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا حَدِيْثَ صَاحِبِهٖ قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِيْ خَيْلٍ لِّقُرَيْشٍ طَلِيْعَةٌ فَخُذُوْا ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَوَاللهِ مَا شَعَرَ بِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى إِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ

۲۵۲۹۔ مسور بن مخرمہ اور مروان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ (ایک گاؤں کا نام ہے قریب مکہ کے اور اکثر اس کا حرم میں ہے یا کنویں کا نام ہے پھر وہ مکان اس کے نام سے مشہور ہوا) کے سال نکلے (یعنی عمرے کی نیت سے آپ کی لڑائی کی نیت نہ تھی) یہاں تک کہ بعض راہ میں تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالد بن ولید قریش کے دوسو سواروں کو لے کر غمیم (ایک جگہ کا نام ہے درمیان مکے اور مدینے کے) میں آکر روکے کھڑا ہے سو تم دائیں طرف کی راہ لو یعنی جس راہ میں خالد اور اس کے ساتھی ہیں پس قسم ہے اللہ کی نہ معلوم کیا ان کو خالد نے یہاں تک کہ جب لشکر کے غبار ان کو پہنچے تو چلا خالد دوڑتا ہوا اس حال میں کہ قریش کو ڈرانے

يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِّقُرَيْشٍ وَّسَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يُهْبَطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَأَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَّلٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِأَقْصَى الْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَآءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يُلَبِّثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ أَمَرَهُمْ أَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ حَتّٰى صَدَرُوْا عَنْهُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ جَآءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانُوْا عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ إِنِّيْ تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَعَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوْا أَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَصَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

والا تھا ساتھ آمد حضرت ﷺ کے اور حضرت ﷺ چلے (اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ لے نکلے ہم کو ایک راہ سے سوائے اس راہ کے کہ وہ اس میں ہیں تو اسلم کا ایک مردان کو ایک راہ مشکل سے لے کر چلا تو وہ اس سے نکلے بعد اس کے کہ دشوار ہوا اور ایک نرم زمین میں پہنچے) یہاں تک کہ جب اس پہاڑی پر پہنچے جس طرف سے کہ لوگ مکے والوں پر اترتے ہیں تو آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ بیٹھ گئی تو لوگوں نے کہا کہ حل حل (اونٹ کے اٹھانے کے لیے یہ کلمہ بولتے ہیں) سو اس نے اس جگہ کو لازم پکڑا اور نہ اٹھی تو لوگوں نے کہا کہ اڑی قصوانی (نام حضرت ﷺ کی اونٹنی کا تھا) تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اڑی قصوانی اور یہ اس کی عادت نہیں لیکن اس کو روکا ہے ہاتھی کے بند کرنے والے نے یعنی اللہ نے کہ اس نے اصحاب فیل کو مکے سے روکا تھا پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ مکے والے نہ مانگیں گے مجھ سے کوئی کام جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم کریں یعنی حرم مکہ میں لڑائی ترک کرنے سے مگر کہ میں ان کو دوں گا یعنی اس صلح میں جو کچھ قریش مجھ سے حرم کی تعظیم کی بابت طلب کریں گے میں اس کو قبول کروں گا پھر حضرت ﷺ نے اونٹنی کو جھڑکا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی پھر اہل مکہ سے ایک طرف ہوئے یعنی ان کی راہ سے اور متوجہ ہوئے اور طرف یہاں تک کہ حدیبیہ کی پرلی طرف میں اترے ایک جگہ پر کہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو لوگ اس سے تھوڑا تھوڑا پانی لیتے تھے سو نہ ٹھہرنے دیا لوگوں نے پانی کو یہاں تک کہ اس کو کھینچ ڈالا یعنی اس میں کچھ پانی باقی نہ رہا اور حضرت ﷺ کے پاس پیاس کی شکایت ہوئی تو حضرت ﷺ

وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَجِئْ لِقِتَالِ أَحَدٍ وَّلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَأَضَرَّتْ بِهِمْ فَإِنْ شَآئُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَّيُخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ النَّاسِ فَإِنْ أَظْهَرْ فَإِنْ شَآئُوْا أَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَإِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَإِنْ هُمْ أَبَوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى أَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ أَمْرَهٗ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَأُبَلِّغُهُمْ مَا تَقُوْلُ قَالَ فَانْطَلَقَ حَتّٰى أَتٰى قُرَيْشًا قَالَ إِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ قَوْلًا فَإِنْ شِئْتُمْ أَنْ نَّعْرِضَهٗ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهَاؤُهُمْ لَا حَاجَةَ لَنَا أَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَّقَالَ ذَوُو الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَا سَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ أَيْ قَوْمِ أَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ أَوَلَسْتُ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِيْ قَالُوْا لَا قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ اسْتَنْفَرْتُ أَهْلَ عُكَاظَ فَلَمَّا بَلَّحُوْا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِأَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَمَنْ أَطَاعَنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ قَالُوا ائْتِهٖ فَأَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے اپنے ترکش میں سے ایک تیر نکالا اور اصحاب کو حکم کیا کہ تیر کو پانی میں رکھ دیں سو قسم ہے اللہ کی کہ ہمیشہ رہا جوش مارتا ان کے لیے پانی ساتھ سیرابی کے یعنی ساتھ پانی کے کہ سیراب کرے ان کو یہاں تک کہ لوگ پانی سے پھرے یعنی اور وہاں پانی باقی تھا پس وہ اس طرح تھے کہ اچانک بدیل بن ورقہ اپنی قوم خزاعہ کے کچھ لوگوں کے ساتھ آیا اور وہ اہل تہامہ سے تھا (یعنی مکہ اور اس کے گرد کے لوگوں سے تھا) حضرت ﷺ کے خیر خواہ اور بھید چھپانے کی جگہ تھی تو اس نے کہا کہ چھوڑا میں نے کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو کہ حدیبیہ کے جاری پانیوں پر اترے ہیں اور ان کے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں ہیں یعنی وہ اپنے ساتھ دودھ والی اونٹنیاں لے آئیں ہیں تاکہ ان کے دودھ سے توشہ پکڑیں تو نہ پھریں یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو روکیں یا مراد ساتھ ان کے جورو اور بچے ہیں (یعنی وہ اپنے بیوی اور بچوں کو ساتھ اپنے لے آئے ہیں طول قیام کے ارادے کی وجہ سے) اور وہ آپ سے لڑنے والے ہیں اور آپ کو خانے کعبے سے روکنے والے ہیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم کسی سے لڑنے کو نہیں آئے لیکن ہم تو عمرہ کرنے کو آئے اور بے شک قریش کو لڑائی نے سست کر ڈالا اور ان کو ضرر پہنچایا سو اگر وہ صلح چاہیں تو میں ان کے لیے کچھ مدت مقرر کروں کہ اس مدت میں نہ ہم ان سے لڑیں اور نہ وہ ہم سے لڑیں اور وہ ہمارے اور لوگوں کے درمیان راہ چھوڑ دیں یعنی جو لوگ کہ ان کے سوائے ہیں کفار عرب وغیرہ سے پھر اگر صلح کی مدت میں کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اور اگر میں کافروں پر غالب ہوا تو اگر قریش داخل ہونا چاہیں جس میں لوگ داخل ہوئے

وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَحْوًا مِّنْ قَوْلِهٖ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ
ذٰلِكَ أَيْ مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنِ اسْتَأْصَلْتَ أَمْرَ
قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِأَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ
اجْتَاحَ أَهْلَهٗ قَبْلَكَ وَإِنْ تَكُنِ الْأُخْرٰى فَإِنِّيْ
وَاللّٰهِ لَأَرٰى وُجُوْهًا وَّإِنِّيْ لَأَرٰى أَوْشَابًا
مِّنَ النَّاسِ خَلِيْقًا أَنْ يَّفِرُّوْا وَيَدَعُوْكَ فَقَالَ
لَهٗ أَبُوْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ امْصُصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ
أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهٗ فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوْا أَبُوْ
بَكْرٍ قَالَ أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْلَا يَدٌ
كَانَتْ لَكَ عِنْدِيْ لَمْ أَجْزِكَ بِهَا لَأَجَبْتُكَ
قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ أَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ
وَالْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ
الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا أَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهٖ إِلٰى لِحْيَةِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَهٗ
بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَهٗ أَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ
عُرْوَةُ رَأْسَهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمُغِيْرَةُ
بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ أَيْ غُدَرُ أَلَسْتُ أَسْعٰى فِيْ
غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِي
الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَأَخَذَ أَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَآءَ
فَأَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَمَّا الْإِسْلَامَ فَأَقْبَلُ وَأَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ

یعنی مسلمان ہونا چاہیں تو مسلمان ہوں اور اگر مسلمان ہونے کا ارادہ نہ ہو تو صلح کی مدت میں انہوں نے آرام ہی پایا یعنی لڑائی سے اور اگر قریش یہ بھی نہ مانیں گے تو قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ البتہ میں لڑا کروں گا ان سے اپنے کام پر یعنی دین پر یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو اور البتہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا تو بدیل نے کہا کہ میں تیری بات قریش کو پہنچاؤں گا سو وہ چلا یہاں تک کہ قریش کے پاس آیا تو ان کو کہا کہ ہم تمہارے پاس اس مرد کے نزدیک سے آئے ہیں اور ہم نے اس سے سنا کہ ایک بات کہتا ہے پس اگر تم چاہو کہ ہم اس کو تمہارے آگے ظاہر کریں تو کہیں تو قریش کے بیوقوفوں نے کہا کہ ہم کو حاجت نہیں کہ تو ہم کو اس سے کسی چیز کی خبر دے اور ان کے عقلمندوں نے کہا کہ لا جو کچھ تو نے اس کو کہتے سنا ہے بدیل نے کہا کہ میں نے اس سے سنا ہے کہ ایسا ایسا کہتا تھا پس بیان کیا اس نے جو کچھ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا تھا تو عروہ بن مسعود کھڑا ہوا اور کہا کہ اے قوم کیا میں تمہارا باپ نہیں انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم میرے بیٹے نہیں تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اس نے کہا کہ کیا تم مجھ کو تہمت کرتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں پھر اس نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں نے اہل عکاظ کو تمہاری مدد کے لیے بلایا تھا سو جب وہ باز رہے تو میں اہل اور اولاد اور تابعداروں کے ساتھ تمہارے پاس آیا انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں پس اس نے کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ نے پہلی بات تمہارے پیش کی سو اس کو قبول کرو اور مجھ کو چھوڑو کہ میں اس کے پاس آؤں تو وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے کلام کرنے لگا تو

فِیْ شَیْءٍ ثُمَّ إِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللَّهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهُ فَرَجَعَ عُرْوَةُ إِلٰى أَصْحَابِهِ فَقَالَ أَیْ قَوْمِ وَاللَّهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللَّهِ إِنْ رَّأَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ أَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللَّهِ إِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً إِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهُ وَجِلْدَهُ وَإِذَا أَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا أَمْرَهُ وَإِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهِ وَإِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهُ وَمَا يُحِدُّوْنَ إِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهُ وَإِنَّهُ قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ فَاقْبَلُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ كِنَانَةَ دَعُوْنِیْ آتِيْهِ فَقَالُوْا ائْتِهِ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ قَالَ رَسُوْلُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ يُعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جیسا کہ بدیل کو فرمایا تھا تو عروہ نے اس وقت کہا کہ اے محمد ﷺ بھلا بتلا تو کہ اگر تو اپنی قوم کے کام کو جڑ سے اکھاڑ ڈالے گا تو کیا تو نے عرب سے کسی کو سنا ہے کہ تجھ سے پہلے اپنی قوم کی جڑ اکھاڑی ہو اور اگر دوسری شق ہو یعنی قریش کو غلبہ ہو تو قسم ہے اللہ کی البتہ میں نہیں دیکھتا کئی منہ اور البتہ دیکھتا ہوں کہ آدمی مختلف قوموں کے لائق نہیں کہ بھاگ جائیں اور تجھ کو اکیلا چھوڑ دیں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ کیا ہم حضرت ﷺ سے بھاگ جائیں گے اور اس کو چھوڑ دیں گے تو عروہ نے کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اس نے کہا خبردار ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر دغا بازی کے مٹانے اور اس کی بدی کے دور کرنے میں کوشش نہیں کی اور مغیرہ کفر کی حالت میں ایک قوم کے ساتھ رہا تھا پھر دھوکا دے کر ان کو قتل کیا اور ان کا مال لیا پھر آ کر مسلمان ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہا اسلام کو تو میں قبول کرتا ہوں اور مال کا حال یہ ہے کہ مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس کو دھوکے سے لیا تھا پھر عروہ اپنی دونوں آنکھوں سے حضرت ﷺ کے اصحاب کو دیکھنے لگا راوی نے کہا کہ قسم ہے اللہ کہ حضرت ﷺ نے کوئی کھنگار میں سے نہ ڈالا مگر کہ ان میں سے کسی مرد کے ہاتھ میں پڑا تو اس نے اس کو اپنے منہ اور بدن پر ملا اور آپ کا کوئی بال نہ گرتا تھا مگر اس کو لے لیتے تھے اور جب ان کو کوئی کام فرماتے تھے تو آپ کے کام میں جلدی کرتے تھے اور جب حضرت ﷺ وضو کرتے تھے تو قریب تھے کہ آپ کے وضو پر آپس میں لڑ مریں اور جب آپ کلام کرتے ہیں تو اپنی

فَابْعَثُوْهَا لَهُ فَبُعِثَتْ لَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ يُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا يَنْبَغِيْ لِهٰؤُلَاءِ أَنْ يُصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَلَمَّا رَجَعَ إِلٰى أَصْحَابِهٖ قَالَ رَأَيْتُ الْبُدْنَ قَدْ قُلِّدَتْ وَأُشْعِرَتْ فَمَا أَرٰى أَنْ يُصَدُّوْا عَنِ الْبَيْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ مِكْرَزُ بْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ فَقَالُوا ائْتِهٖ فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِكْرَزٌ وَّهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ يُكَلِّمُهُ إِذْ جَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ مَعْمَرٌ فَأَخْبَرَنِيْ أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّهُ لَمَّا جَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَجَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ هَاتِ اكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ

آوازیں پست کرتے ہیں اور تعظیم کے لیے آپ کی طرف تیز نظر سے نہ دیکھتے تھے تو عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ہیں تو عروہ نے کہا کہ اے دغاباز مجھ پر تیرا احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تجھ کو بدلہ نہیں دیا تو البتہ میں تجھ کو اس گالی کا جواب دیتا پھر حضرت ﷺ سے کلام کرنے لگا سو جب آپ سے بات کرتا تھا تو آپ کی داڑھی کو پکڑ لیتا تھا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے سر پر کھڑا تھا اور اس کے ساتھ تلوار تھی اور اس کے سر پر خود تھی سو جب عروہ اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کی داڑھی کی طرف جھکاتا تھا تو مغیرہ رضی اللہ عنہ تلوار کی نعل اس کے ہاتھ کو مارتا تھا اور اس کو کہتا تھا کہ اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کی داڑھی سے پیچھے ہٹا پس تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں لائق ہے مشرک کو یہ کہ ہاتھ لگائے اس کو اور تحقیق اس نے پہلی بات تمہارے پیش کی ہے پس قبول کرو اس کو تو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ مجھ کو چھوڑو کہ میں اس کے پاس جاؤں یعنی حضرت ﷺ کے پاس تو انہوں نے کہا کہ جا سو جب وہ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب پر نمودار ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے اور وہ اس قوم سے ہے جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم اور عزت کرتے ہیں تو قربانی کے اونٹوں کو اس کے سامنے کرو تو وہ اس کے سامنے بھیجے گئے اور آگے ہوئے اس کے لوگ تلبیہ کہتے تھے پس جب اس نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ نہیں لائق ان لوگوں کے لیے کہ خانے کعبے سے روکے جائیں سو جب وہ اپنے یاروں کی طرف پھر آیا تو کہا کہ میں نے اونٹوں کو دیکھا کہ گلے میں ہار ڈالے گئے اور اشعار کیے گئے سو میں مناسب نہیں جانتا کہ خانے کعبے سے روکے

رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهٖ لَا يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُّعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفَ بِهٖ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَّلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَّعَلٰى أَنَّهٗ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَّإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهٗ إِلَيْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَآءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِيْ قُيُوْدِهٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتّٰى رَمٰى بِنَفْسِهٖ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهٗ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللّٰهِ إِذًا لَّمْ أُصَالِحْكَ عَلٰى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجِزْهُ لِيْ قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيْزِهٖ لَكَ

جائیں تو ایک مرد ان میں سے اٹھ کھڑا ہوا کہ اس کو مکرز کہا جاتا تھا سو اس نے کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں اس کے پاس جاؤں تو انہوں نے کہا کہ جا۔ سو جب وہ اصحاب کو نظر آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے اور وہ مرد گناہگار ہے یعنی شریر ہے سو وہ حضرت ﷺ سے کلام کرنے لگا سو اس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ سے کلام کرتا تھا کہ ناگہاں سہیل بن عمرو آیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا کام آسان ہوا یعنی صلح کو آیا ہے تو سہیل نے کہا کہ لا اپنے اور ہمارے درمیان ایک صلح نامہ لکھ تو حضرت ﷺ نے کاتب کو بلایا تو حضرت ﷺ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم نہیں جانتے کہ رحمٰن کیا ہے لیکن لکھ ساتھ نام تیرے کی اے اللہ جیسا کہ تو پہلے لکھا کرتا تھا تو مسلمانوں نے کہا کہ نہیں لکھیں گے ہم مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لکھ ساتھ نام تیرے کے اے اللہ پھر فرمایا کہ یہ وہ چیز ہے کہ صلح کی اس پر محمد ﷺ اللہ کے رسول نے۔ تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی کہ اگر ہم جانتے ہوتے کہ تو رسول ہے تو تجھ کو خانے کعبے سے نہ روکتے اور نہ تجھ سے لڑتے لیکن لکھ محمد بن عبداللہ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی کہ میں البتہ اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم نے مجھ کو جھٹلایا لکھ محمد بن عبداللہ ۔ زہری نے کہا کہ یہ قبول کرنا حضرت ﷺ کا سہیل کے قول کو آپ کے فرمانے کی وجہ سے تھا کہ قریش مجھ سے کوئی بات نہ طلب کریں گے جس میں کہ اللہ کے حرم کی تعظیم کریں مگر کہ میں اس کو قبول کروں گا تو حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے سبب سے اس کی بات کو قبول کیا پھر حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں اس بات پر

قَالَ بَلٰى فَافْعَلْ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُوْ جَنْدَلٍ أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ أُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا أَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ لَقِيْتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَابًا شَدِيْدًا فِي اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ أَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا إِذًا قَالَ إِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَسْتُ أَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ قُلْتُ أَوَلَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوْفُ بِهِ قَالَ بَلٰى فَأَخْبَرْتُكَ أَنَّا نَأْتِيْهِ الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ فَأَتَيْتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا إِذًا قَالَ أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهُ وَهُوَ نَاصِرُهُ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهِ فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قُلْتُ أَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوْفُ بِهِ قَالَ بَلٰى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيْهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَإِنَّكَ آتِيْهِ وَمُطَّوِّفٌ بِهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ

صلح کرتا ہوں کہ تم ہم کو کعبے کے جانے سے نہ روکو پس ہم اس کا طواف کریں تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی نہ چرچا کریں عرب کہ ہم پکڑے گئے قہر اور غلبے سے لیکن یہ آئندہ سال کو ہو گا پس سہیل نے کہا اور اس شرط پر کہ نہ آئے ہم میں سے تمہارے پاس کوئی اور اگرچہ تمہارے دین پر ہو مگر کہ اس کو ہماری طرف پھیر دو تو مسلمانوں نے کہا کہ اللہ پاک ہے کس طرح پھیرا جائے گا طرف مشرکین کی اور حالانکہ مسلمان ہو کر آیا ہے سو جس حالت میں کہ وہ اسی طرح تھے کہ ناگہاں ابو جندل رضی اللہ عنہ آیا اس حال میں کہ اپنی بیڑیوں میں چلتا تھا اور مکے کی نیچے کی طرف نکلا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے آپ کو مسلمانوں کے درمیان ڈالا تو سہیل نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ اول اس چیز کا ہے کہ صلح کرتا ہوں تجھ سے یہ کہ پھیر دے تو اس کو طرف میری تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ ہم صلح نامہ لکھنے سے ابھی فارغ نہیں ہوئے یہ شرط ابھی قرار نہیں پائی تو سہیل نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی میں اس وقت تجھ سے کبھی کسی چیز پر صلح نہ کروں گا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس کی اجازت دے کہ میں اس کو تمہاری طرف نہ پھیروں تو سہیل نے کہا کہ میں اس کی اجازت نہ دوں گا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں پس کر۔ سہیل نے کہا کہ میں نہیں کروں گا تو مکرز نے کہا کیوں نہیں ہم نے تجھ کو اس کی اجازت دی (لیکن اس کے قول کا اعتبار نہ ہوا) تو ابو جندل نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے کیا میں مشرکوں کی طرف پھیرا جاؤں گا اور حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں کیا تم نہیں دیکھتے جو کچھ کہ میں نے پایا اور اس کو اللہ کی راہ میں سخت مار ہوئی تھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ

أَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا قَالَ فَوَاللهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللهِ أَتُحِبُّ ذٰلِكَ اخْرُجْ ثُمَّ لَا تُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِّنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ فَلَمَّا رَأَوْا ذٰلِكَ قَامُوا فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَآءَهُ نِسْوَةٌ مُّؤْمِنَاتٌ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا إِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ـ حَتّٰى بَلَغَ ـ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَأَتَيْنِ كَانَتَا لَهُ فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ إِحْدَاهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ وَالْأُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ أُمَيَّةَ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَهُ أَبُوْ بَصِيْرٍ رَّجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّهُوَ مُسْلِمٌ فَأَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهِ رَجُلَيْنِ فَقَالُوا الْعَهْدَ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهُ إِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا بِهِ حَتّٰى بَلَغَا ذَا الْحُلَيْفَةِ

کیا آپ سچے نبی نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے دشمن باطل پر حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا پس اس وقت ہم اپنے دین میں خسیس حالت نہ دیں گے یعنی ہم مسلمانوں کو کافروں کے حوالے نہ کریں گے کہ اس میں ہمارے دین کا نقصان ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے میں نے کہا کہ کیا آپ ہم کو نہ کہا کرتے تھے کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں کیا میں نے تجھ کو خبر دی تھی کہ ہم اس سال خانے کعبے میں آئیں گے میں نے کہا نہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میں ابوبکر کے پاس آیا تو میں نے کہا کہ اے ابوبکر کیا یہ سچا نبی ﷺ نہیں اس نے کہا کہ کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا نہیں ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیوں نہیں تو میں نے کہا کہ ہم اس وقت بری خصلت دین میں نہ دیں گے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے مرد وہ اللہ کا رسول ہے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ اس کا مددگار ہے سو اس کے حکم کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ یعنی اس کی مخالفت نہ کر پس قسم ہے اللہ کی بے شک وہ حق پر ہے میں نے کہا کہ وہ ہم کو نہ کہا کرتا تھا کہ ہم خانے کعبے میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے اس نے کہا کیوں نہیں پس اس نے تجھ کو خبر دی تھی کہ تو اس سال خانے کعبے میں آئے گا میں نے کہا کہ نہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک تو خانے کعبے میں آئے گا اور اس کا طواف کرے گا

فَنَزَلُوْا يَأْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ فَقَالَ أَبُوْ بَصِيْرٍ لِّأَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرٰى سَيْفَكَ هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْآخَرُ فَقَالَ أَجَلْ وَاللّٰهِ إِنَّهُ لَجَيِّدٌ لَّقَدْ جَرَّبْتُ بِهٖ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ أَبُوْ بَصِيْرٍ أَرِنِيْ أَنْظُرْ إِلَيْهِ فَأَمْكَنَهُ مِنْهُ فَضَرَبَهُ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْآخَرُ حَتّٰى أَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَإِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَآءَ أَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ وَاللّٰهِ أَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِيْ إِلَيْهِمْ ثُمَّ أَنْجَانِي اللّٰهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْلُ أُمِّهٖ مِسْعَرَ حَرْبٍ لَّوْ كَانَ لَهُ أَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عَرَفَ أَنَّهُ سَيَرُدُّهُ إِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ أَبُوْ جَنْدَلِ بْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِأَبِيْ بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَّجُلٌ قَدْ أَسْلَمَ إِلَّا لَحِقَ بِأَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ إِلَى الشَّامِ إِلَّا اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَأَخَذُوْا أَمْوَالَهُمْ فَأَرْسَلَتْ قُرَيْشٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهُ بِاللّٰهِ وَالرَّحِمِ لَمَّا أَرْسَلَ فَمَنْ أَتَاهُ

زہری نے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اس گفتگو کے لیے یعنی توقف کے تدارک کے لیے کہ ابتداء میں مجھ سے حکم کے بجالانے میں واقع ہوئی کئی نیک عمل کیے کہ وہ میرا قصور پورا ہو راوی نے کہا کہ جب صلح نامہ کے لکھنے سے فراغت ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ اور اپنی قربانی کے جانور ذبح کرو پھر اپنے سر منڈواؤ۔ راوی نے کہا پس قسم ہے اللہ کی کہ ان میں سے کوئی کھڑا نہ ہوا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات تین بار فرمائی سو جب ان میں کوئی سے کھڑا نہ ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے پس ذکر کی اس کے لیے وہ چیز کہ لوگوں سے پائی یعنی نہ بجالانے حکم کے سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اے نبی اللہ کے کیا آپ چاہتے ہو کہ سب لوگ احرام اتار ڈالیں آپ نکلیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ کلام نہ کریں یہاں تک کہ اپنی ھدی ذبح کریں اور اپنے نائی کو بلائیں کہ وہ آپ کا سر مونڈے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور کسی سے کلام نہ کیا یہاں تک یہ کام کیا اپنی قربانی ذبح کی اپنا نائی بلایا اس نے آپ کا سر مونڈا سو جب اصحاب رضی اللہ عنہم نے یہ حال دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور قربانی ذبح کی اور بعض بعض کا سر مونڈنے لگا یہاں تک کہ قریب تھا کہ بعض بعض کو مار ڈالے یعنی ہجوم سے اور جلدی سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئی عورتیں مسلمان ہو کر آئیں تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اے ایمان والو جب آئیں تمہارے پاس مسلمان عورتیں ہجرت کر کے یہاں تک کہ پہنچے بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ یعنی اور نہ رکھو قبضہ میں ناموس کافر عورتوں کے یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھو اور طلاق دی عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت اپنی دونوں عورتوں کو کہ

فَهُوَ آمِنٌ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ۔ حَتّٰى بَلَغَ ۔الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ﴾ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ أَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوْا أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ يُقِرُّوْا بِـ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَحَالُوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿مَعَرَّةٌ﴾ الْعُرُّ الْجَرَبُ ﴿تَزَيَّلُوْا﴾ تَمَيَّزُوْا وَحَمَيْتُ الْقَوْمَ مَنَعْتُهُمْ حِمَايَةً وَأَحْمَيْتُ الْحِمٰى جَعَلْتُهُ حِمًى لَا يُدْخَلُ وَأَحْمَيْتُ الْحَدِيْدَ وَأَحْمَيْتُ الرَّجُلَ إِذَا أَغْضَبْتَهُ إِحْمَاءً وَقَالَ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ فَأَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْتَحِنُهُنَّ وَبَلَغَنَا أَنَّهُ لَمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ يَرُدُّوْا إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا أَنْفَقُوْا عَلٰى مَنْ هَاجَرَ مِنْ أَزْوَاجِهِمْ وَحَكَمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ أَنْ لَا يُمَسِّكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ أَنَّ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَيْنِ قُرَيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ أُمَيَّةَ وَابْنَةَ جَرْوَلٍ الْخُزَاعِيِّ فَتَزَوَّجَ قُرَيْبَةَ مُعَاوِيَةُ وَتَزَوَّجَ الْأُخْرٰى أَبُوْ جَهْمٍ فَلَمَّا أَبَى الْكُفَّارُ أَنْ يُقِرُّوْا بِأَدَاءِ مَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى أَزْوَاجِهِمْ أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَإِنْ فَاتَكُمْ

شرک میں تھیں یعنی کافر تھیں سو ایک سے معاویہ ؓ نے نکاح کیا اور دوسری سے صفوان نے پھر حضرت ﷺ مدینے کی طرف پھرے تو حضرت ﷺ کے پاس ایک قریشی مرد ابو بصیر ؓ آیا اور حالانکہ وہ مسلمان تھا تو مکے والے کافروں نے ان کی تلاش کو دو مرد بھیجے تو دونوں نے حضرت ﷺ سے کہا کہ جو تم نے ہم سے کیا ہے اس کو پورا کرو تو حضرت ﷺ نے اس کو دونوں کے حوالے کیا تو وہ اس کو لے نکلے یہاں تک کہ جب وہ ذوالحلیفہ میں پہنچے تو اتر کر اپنی کھجوریں کھانے لگے تو ابوبصیر ؓ نے دونوں میں سے ایک مرد کو کہا کہ قسم ہے اللہ کی اے فلانے البتہ میں گمان کرتا ہوں کہ تیری یہ تلوار بہت عمدہ ہے تو دوسرے نے اس کو میان سے کھینچا اور کہا کہ ہاں بہت عمدہ ہے میں نے اس سے بارہا تجربہ کیا ہے تو ابو بصیر ؓ نے کہا کہ مجھ کو دکھا تو اس نے اس کو اس تلوار پر قدرت دی تو اس نے اس کو تلوار ماری یہاں تک کہ وہ مر گیا اور دوسرا بھاگ گیا یہاں تک کہ مدینے میں آیا اور دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو جب اس کو حضرت ﷺ نے دیکھا تو فرمایا کہ بے شک اس شخص نے ڈر دیکھا سو جب وہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو کہا کہ قسم ہے اللہ کی میرا ساتھی مارا گیا اور میں بھی مارا جاتا ہوں ابو بصیر ؓ آیا اور کہا کہ اے نبی اللہ کے قسم ہے اللہ کی اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا یعنی آپ پر ان کی طرف سے کچھ عقاب نہیں اس چیز میں کہ میں نے کیا آپ نے مجھ کو ان کی طرف پھیر دیا پھر اللہ نے مجھ کو ان سے نجات دی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کی ماں کی کم بختی وہ تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا سو جب اس نے یہ بات سنی تو معلوم کیا کہ حضرت ﷺ اس کو کافروں

شَيْءٌ مِّنْ أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ﴾ وَالْعَقْبُ مَا يُؤَدِّي الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى مَنْ هَاجَرَتِ امْرَأَتُهُ مِنَ الْكُفَّارِ فَأَمَرَ أَنْ يُّعْطَى مَنْ ذَهَبَ لَهُ زَوْجٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مَا أَنْفَقَ مِنْ صَدَاقِ نِسَآءِ الْكُفَّارِ اللَّائِيْ هَاجَرْنَ وَمَا نَعْلَمُ أَنَّ أَحَدًا مِّنَ الْمُهَاجِرَاتِ ارْتَدَّتْ بَعْدَ إِيْمَانِهَا وَبَلَغَنَا أَنَّ أَبَا بَصِيْرِ بْنَ أُسَيْدٍ الثَّقَفِيَّ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا مُّهَاجِرًا فِي الْمُدَّةِ فَكَتَبَ الْأَخْنَسُ بْنُ شَرِيْقٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ أَبَا بَصِيْرٍ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

کی طرف پھیر دیں گے تو وہ وہاں سے نکلا یہاں تک کہ دریا کے کنارے آیا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ بھی مکے سے بھاگا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملا پھر یہ حال ہوا کہ قریش سے کوئی آدمی مسلمان ہو کر نہ نکلتا مگر کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جا ملتا تھا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ جمع ہوا یعنی ستر آدمی یا کم وبیش ۔سو قسم ہے اللہ کی کہ وہ قریش کے کسی قافلے کو نہ سنتے تھے کہ شام کی طرف نکلا ہو مگر اس کو راہ میں روکتے تھے سو ان کو مار ڈالتے تھے اور ان کا مال لے لیتے تھے تو قریش نے کسی کو حضرت ﷺ کے پاس بھیجا اس حال میں کہ قسم دیتے تھے حضرت ﷺ کو اللہ کی اور حق قرابت کی کہ ان کے اور حضرت ﷺ کے درمیان تھی کہ وہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ اور ان کے یاروں کو مدینے میں بلائیں اور جب بلا بھیجیں ان کو حضرت ﷺ اور وہ چلے آئیں پاس آپ کے تو جو کوئی ہم میں سے مسلمان ہو کر حضرت ﷺ کے پاس آئے وہ امن میں ہے یعنی اس کو ہماری طرف نہ پھیر دے یعنی قریش اپنی شرط سے پشیمان ہوئے اور کہا کہ آپ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو منع کریں ہم اس شرط سے باز آئے ۔تو حضرت ﷺ نے ان کو اپنے پاس بلا بھیجا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اللہ وہ ہے جس نے روک رکھے ہاتھ تمہارے کو ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے بیچ شہر مکے کے بعد اس کے کہ فتح دی اللہ نے ان کو ان پر یہاں تک کہ پہنچے اس قول تک حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ یعنی جب رکھی کافروں نے اپنے دل میں پچ نادانی کی ضد اور ان کی پچ اور ضد یہ تھی کہ انہوں نے اقرار نہ کیا کہ حضرت ﷺ اللہ کے پیغمبر ہیں اور نہ ہی اقرار کیا بسم اللہ کا اور ان کو کعبے کے جانے سے روکا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جو عورتیں مکے سے مسلمان

ہو کر آتیں تھیں حضرت ﷺ ان کا امتحان کرتے تھے۔اور پہنچی ہم کو یہ خبر کہ جب اللہ نے یہ حکم اتارا کہ پھیر دیں کافروں کو جو خرچ کیا انہوں نے ان پر جنہوں نے ہجرت کی ان کی بیویوں سے تو مسلمانوں کو حکم کیا کہ نہ رکھیں قبضے میں ناموس کافر عورتوں کی یعنی کافر عورتوں کو نکاح میں نہ رکھیں عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دو عورتوں کو طلاق دی ایک قریبہ ابی امیہ کی بیٹی کو اور دوسری جردل خزاعی کی بیٹی کو سو قریبہ سے معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے نکاح کیا اور دوسری سے ابو جہم نے نکاح کیا سو جب کافروں نے انکار کیا اس سے کہ اقرار کریں ساتھ ادا کرنے اس چیز کے کہ مسلمانوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کیا تھا تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ اگر جاتی رہے تمہارے ہاتھ سے کوئی چیز تمہاری عورتیں کافروں کی طرف پھر تم عقوبت کرو اور عقوبت وہ ہے کہ ادا کرے مسلمان طرف اس شخص کی کہ جس کی عورت کافروں سے مسلمان ہو کر ہجرت کرے پس حکم کیا اللہ نے یہ کہ دیا جائے وہ شخص جس کی بیوی مسلمانوں سے مرتد ہو گئی جو کچھ کی اس نے خرچ کیا کافروں کی عورتوں کے مہر سے جنہوں نے ہجرت کی یعنی جس مسلمان کی عورت مرتد ہو کے گئی اور کافر اس کا خرچ کیا یعنی مہر نہیں پھیر دیتے تو جس کافر کی عورت مسلمان ہو کر آئی اس کا مہر تھا اس کے خاوند کو سو اس کو نہ دیں اس مسلمان کی دیں جس کی عورت چلی گئی یہ مال گروی میں رکھا اس مال کے اور ہم نہیں جانتے کہ ہجرت کرنے والی عورتوں سے کوئی ایمان لانے کے بعد مرتد ہوئی ہو اور ہم کو خبر پہنچی کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا مسلمان ہو کے ہجرت کر کے صلح کی مدت میں تو اخنس نے حضرت ﷺ کو لکھا کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ ان کو پھیر دیں پھر ساری حدیث بیان کی۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اس فصل میں چھپنے کا جواز ہے کافروں کی گذرگاہ کو روکنے کے لیے اور ان کی بے خبری میں اچانک ان پر حملہ کر دینے کا۔اور یہ کہ حاجت کی وجہ سے تنہا سفر کرنا جائز ہے اور آسان راہ کو چھوڑ کر مشکل راہ پر چلنا بھی جائز ہے کسی مصلحت کے پیش نظر اور یہ کہ جائز ہے حکم کرنا ایک چیز پر اس چیز کے ساتھ کہ اس کی عادت سے معلوم ہوا گرچہ جائز ہے کہ اس کا غیر اس پر عارض ہو پس جب کسی شخص سے ہفوہ واقع ہو کہ اس کی مانند اس سے آگے معلوم نہ ہو تو نہیں نسبت کیا جاتا اس کی طرف اور رد کیا جائے اس پر جو اس سے ہو اس کی طرف اور یہ کہ جائز ہے دست اندازی کرنی غیر کے ملک میں مصلحت کے پیش نظر اس کی صریح اجازت کے بغیر جب کہ سبقت کی ہو اس سے اس چیز نے کہ اس کی رضامندی پر دلالت کرے اس لیے کہ اصحاب نے کہا حل حل تو انہوں نے اس کو بغیر اجازت کے جھڑکا اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو ہاتھی کے روکنے والے نے روکا ہے تو اس کا قصہ مشہور ہے اور اپنی جگہ میں اس کی طرف اشارہ آئے گا۔اور اس جگہ اس کے ذکر کرنے کی مناسبت یہ ہے کہ اگر اصحاب اس صورت میں مکے میں داخل ہوتے اور قریش ان کو اس سے روکتے تو البتہ ان کے درمیان لڑائی واقع ہوتی جو کبھی خون ریزی اور مال لوٹنے کی طرف پہنچاتی ہے جیسا کہ اگر فرض کیا جاتا داخل ہونا ہاتھی کا اور اس کے اصحاب کا مکے میں لیکن دونوں جگہوں میں اللہ کے علم میں گذر چکا تھا کہ ان میں سے بہت خلقت اسلام میں داخل ہوگی اور ان کی پشتوں سے لوگ پیدا ہوں گے جو مسلمان ہوں گے اور جہاد کریں گے اور صلح حدیبیہ کے وقت مکے میں بہت سے لوگ مسلمان ہوئے تھے جو بے چارہ اور بے بس تھے مرد اور عورتوں اور لڑکوں سے سو اگر اصحاب مکے میں داخل ہوتے تو نہیں امن تھا اس سے کہ ان میں سے کئی آدمی بے قصد مارے جائیں جیسا کہ اشارہ کیا اس کی طرف اللہ نے **ولولا رجال مومنون۔ الآیۃ** اور مہلب نے کہا اللہ کو حابس الفیل کہنا جائز نہیں پس کہا مراد یہ ہے کہ اس کو اللہ کے حکم نے روکا۔اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ کے حق میں اس کا بولنا جائز ہے پس کہا جاتا ہے **حبسھا اللّٰہ حابس الفیل** یعنی روکا اس کو اللہ ہاتھی کے روکنے والے نے اور سوائے اس کے نہیں جو چیز کہ ممکن ہے کہ منع کیا جائے اس سے نام رکھنا اس کا ساتھ حابس الفیل کے اور مانند اس کی اسی طرح جواب دیا ہے ابن منیر نے اور یہ مبنی ہے اس پر کہ اللہ کے نام توقیفی ہیں اور غزالی اور ایک گروہ بیچ کی راہ چلے ہیں پس انہوں نے کہا کہ منع کی جگہ وہ ہے کہ اس کے بارے میں نص وارد نہ ہوئی ہو کہ اس سے مشتق ہوتی ہے اس شرط سے کہ نہ ہو یہ نام مشتق مشعر نقص کے ساتھ۔پس جائز ہے اللہ کا نام رکھنا ساتھ واقی کے یعنی نگاہ رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے قول کی وجہ سے کہ جس کو تو آج کے دن گناہ سے نگاہ رکھے سو تو نے اس پر رحمت کی۔اور نہیں جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا بنا کے ساتھ یعنی بنا کرنے والا اگرچہ وارد ہوا اللہ تعالیٰ کا قول **وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِاَيْدٍ**۔اور اس قصے میں تشبیہ کا جائز ہونا ہے عام جہت سے اگرچہ مختلف ہو خاص جہت سے اس لیے کہ اصحاب الفیل محض باطل پر تھے اور اس اونٹنی والے محض حق پر تھے لیکن آئی تشبیہ اللہ کے ارادے کی جہت سے حرام سے مطلق منع کرنے میں۔اے پر اہل باطل کی طرف سے پس واضح ہے اور پس اہل

حق کی طرف سے پس ان معنی کی وجہ سے جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے یعنی مکے میں ضعیف مسلمانوں کا ہونا۔ اور یہ کہ جائز ہے مثال کا بیان کرنا اور عبرت پکڑنا اس شخص کا جو باقی ہے اس کے ساتھ جو گذر چکا ہو تابعی نے کہا اس قصہ میں حرمات اللہ کی تعظیم کے یہ معنی ہیں کہ حرم میں لڑائی نہ کی جائے اور صلح کی طرف رخ کیا جائے اور خون ریزی سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بات مجھ سے طلب نہ کریں گے کہ جس میں اللہ کے حرم کی تعظیم ہو مگر کہ میں ان کو دوں گا تو سہیلی نے کہا کہ اس حدیث کے کسی طریق میں واقع نہیں ہوا کہ حضرت ﷺ نے انشاء اللہ کہا ہو اس کے باوجود کہ آپ کو ہر حال میں انشاء اللہ کہنے کا حکم تھا اور اس کا جواب یہ ہے کہ وہ امر واجب تھا پس اس میں انشاء اللہ کہنے کی حاجت نہ تھی۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اللہ نے اس قصے میں فرمایا: لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ تو اللہ نے اس جگہ انشاء اللہ کہا اس کے وقوع کے متحقق ہونے کے باوجود تعلم اور ارشاد کے لیے پس اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس پر کہ انشاء اللہ راوی سے ساقط ہوا یا یہ قصہ اس حکم کے نازل ہونے سے پہلے تھا اور نہیں معارض ہے اس کا سورہ کہف کا مکی ہونا۔ اس لیے کہ نہیں کوئی مانع یہ کہ بعض سورت کا نزول متاخر ہوا ہو اور یہ جو راوی نے کہا کہ حضرت ﷺ نے اپنے ترکش سے تیر نکال کر پانی میں ڈالا اور پانی جوش مارنے لگا تو یہ قصہ اس قصے کے علاوہ ہے جو مغازی میں جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے آئے گا کہ لوگوں کو حدیبیہ میں پیاس لگی اور حضرت ﷺ کے آگے ایک لوٹا تھا تو حضرت ﷺ نے اس سے وضو کیا پھر اپنا ہاتھ اس میں رکھا تو آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا آخر حدیث تک اور یہ قصہ کنویں کے قصے سے پہلے تھا اور اس فصل میں کئی معجزے ظاہر ہیں اور اس میں بیان ہے حضرت ﷺ کے ہتھیاروں کی برکت کا اور جو آپ کی طرف نسبت کیا گیا ہے اور اس جگہ کے علاوہ اور کئی جگہوں میں ہے کہ حضرت ﷺ کی انگلیوں سے پانی کا نکلنا واقع ہوا اور یہ جو کہا کہ خزاعہ حضرت ﷺ کے خیر خواہ تھے تو اس کی اصل یہ ہے کہ کفر کی حالت میں بنی ہاشم نے خزاعہ کے ساتھ قسم کھائی تھی کہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے پھر اسلام میں بدستور اس پر قائم رہے اور اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض معاہدین اور اہل ذمہ سے جب کہ دلالت کرے ان کی خیر خواہی پر اور گواہی دے تجربہ ان کے مقدم کرنے کے ساتھ اہل اسلام کو ان کے غیر پر اگرچہ وہ ان کے ہم دین ہوں۔ اور سمجھا جاتا ہے اس سے کہ جائز ہے خیر خواہی چاہنی بعض بادشاہوں کے دشمن سے مدد لینے کے لیے غیروں کے خلاف اور یہ کافروں کی دوستی نہیں گنی جاتی بلکہ یہ ان سے خدمت لینے کے قبیل سے ہے اور کم کرنے سے ہے شرکت ان کی جماعت کی اور بعض کا بعض کو زخمی کرنا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کافروں سے مدد لینی مطلق جائز ہو۔ اور یہ جو فرمایا کہ اگر کافر مجھ پر غالب ہوئے تو ان کی مراد حاصل ہوئی اگر میں ان پر غالب ہوا الخ تو حضرت ﷺ نے اس میں شک کیا باوجود اس کے کہ آپ کو یقین تھا کہ اللہ آپ کی مدد کرے گا اور آپ کو غالب کرے گا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے اس کا وعدہ کیا ہے تو یہ شک بطور تنزل کے ہے خصم کے ساتھ اور امر کے فرض کے ساتھ خصم کے گمان پر اسی نکتہ کے لیے پہلی قسم

کو حذف کیا اور آئندہ یقین کیا اور یہ جو فرمایا کہ یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو تو مراد یہ ہے کہ میں مر جاؤں اور اپنی قبر میں تنہا باقی رہوں اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ کافروں سے لڑیں یہاں تک کہ ان کی لڑائی میں تنہا رہیں۔ اور ابن منیر نے کہا کہ شاید حضرت ﷺ نے تنبیہ کی ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر یعنی میرے لیے قوت سے ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وہ چیز کہ تقاضا کرتی ہے کہ میں اس کے دین کے لیے لڑوں اگر تنہا ہوں پس کس طرح نہ لڑوں میں اس کے دین کے لیے ساتھ موجود ہونے مسلمانوں اور ان کی کثرت کے۔ اور اس فصل میں رغبت دلانی ہے برادر پروری پر اور باقی رکھنا اس شخص پر کہ ہو اس کے اہل سے اور خرچ کرنا خیر خواہی کا قرابتوں کی وجہ سے۔ اور اس میں اس چیز کا بیان ہے کہ تھے جس پر حضرت ﷺ قوت سے اور ثابت رکھنے سے اللہ کے حکم کے جاری رکھنے میں اور اس کے امر کے پہنچانے میں اور اس حدیث میں ہے کہ عادت جاری ہے جمع ہوئے لشکروں پر بھاگنے کا امن نہیں بخلاف اس کے کہ ایک قبیلے سے ہو کہ وہ عادت میں بھاگنے کو عار سمجھتے ہیں اور کس چیز نے معلوم کروایا عروہ کو کہ اسلام کی دوستی قرابت کی دوستی سے اعظم ہے اور یہ بات اس کو اس سے ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں نے حضرت ﷺ کی تعظیم میں نہایت مبالغہ کیا اور یہ جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ لات کی شرمگاہ چاٹ۔ تو لات ایک بت کا نام ہے ان بتوں میں سے جن کو قریش اور ثقیف پوجتے ہیں اور عرب کی عادت تھی کہ اس کے ساتھ گالی دیتے تھے لیکن ام کے لفظ سے یعنی لات کی جگہ ماں کا لفظ بولتے تھے تو صدیق رضی اللہ عنہ نے مبالغہ کا ارادہ کیا عروہ کو گالی دینے میں ساتھ قائم کرنے اس کے معبود کو اس کی ماں کی جگہ میں اور ان کے اس غصے کا سبب یہ تھا کہ اس نے مسلمانوں کی طرف بھاگنے کی نسبت کی اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خراب لفظ کا بولنا اس شخص کو جھڑکنے کے ارادے سے کہ ظاہر ہوئی اس شخص سے وہ چیز کہ وہ اس کے سبب سے اس کا مستحق ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قول میں خسیس کام کرنا ہے دشمن کے لیے اور ان کا جھٹلانا اور تعریض ہے یعنی اشارہ ہے ان کے الزام دینے کے ساتھ ان کے قول پر کہ لات اللہ کی بیٹی ہے بلند ہے اور اللہ اس سے بہت بلند ہے یعنی شرمگاہ اور یہ جو عروہ نے کہا کہ اے دغاباز کیا میں نے تیری دغابازی مٹانے میں کوشش نہیں کی تو اشارہ ہے اس چیز کی طرف ہے کہ جو اسلام سے پہلے مغیرہ رضی اللہ عنہ کے لیے واقع ہوا تھا اور وہ قصہ یوں ہے کہ مغیرہ ثقیف کے تیرہ آدمیوں کے ساتھ نکلا تو اس نے ان کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور ان کا مال لے لیا تو دونوں فریق جوش میں آئے یعنی قاتل اور مقتول کے وارث تو عروہ نے کوشش کر کے ان کے درمیان صلح کروائی اور تیرہ آدمیوں کی دیت مقتولوں کے وارثوں کے وارثوں کو دلائی اور یہ قصہ دراز ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ رہا مال پس مجھ کو اس سے کچھ طلب نہیں یعنی میں اس سے تعرض نہیں کرتا اس لیے کہ اس نے اس کو دھوکے سے لیا اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ نہیں ہے حلال مال کافروں کا امن کی حالت میں دھوکے سے اس لیے کہ رفیق صحبت کرتے ہیں امانت پر اور امانت اپنے مالکوں کی طرف ادا کی جاتی ہے مسلمان ہو یا کافر۔ اور یہ کہ کافروں کے مال تو صرف لڑائی اور غلبہ سے حاصل ہوتے ہیں اور شاید حضرت ﷺ نے مال کو اس کے ہاتھ میں

چھوڑا اس بات کے ممکن ہونے کی وجہ سے کہ اس کی قوم مسلمان ہو اور اس کا مال ان کو پھیر دے۔ اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ حربی کافر جب حربی کا مال طلب کرے تو اس پر ضمان نہیں یعنی اس کا بدلہ نہیں اور یہ ایک وجہ ہے شافعیہ کے لیے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کا کھنگار اپنے منہ اور بدن کو مل لیتے تھے تو اس سے معلوم ہوا کہ کھنگار پاک ہے اور اسی طرح کہ جو بال جدا ہو اور یہ کہ جائز ہے برکت حاصل کرنی نیک لوگوں کے فضل سے جو کہ پاک ہوں۔ اور شاید اصحاب نے اس کو عروہ کے سامنے کیا اور اس میں مبالغہ کیا اشارہ کرنے کے لیے ان سے رد کی طرف اس پر جو اس نے خوف کیا تھا ان کے بھاگنے کا اور گویا کہ انہوں نے زبان حال سے کہا کہ جو اپنے امام سے ایسی محبت رکھتا ہو اور جو اس کی ایسی تعظیم کرتا ہو کس طرح گمان کیا جاتا ہے اس کے ساتھ کہ وہ اس کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور اس کو دشمن کے سپرد کر دے گا بلکہ وہ سخت غیرت کرنے والے ہیں اس کے ساتھ اور اس کے دین کے ساتھ اور اس کی مدد کے ان قبیلوں سے کہ برادری کے سبب سے ایک دوسرے کی رعایت کرتے ہیں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز پہنچنے کا مقصود کی طرف ہر جائز طریقے سے عروہ کے قصے میں فوائد سے ہے وہ چیز کہ دلالت کرتی ہے اس کو جودت اور بیدار ہونے پر اور بیان ہے اس کا کہ تھے اس پر اصحاب مبالغہ کرنے سے حضرت ﷺ کی تعظیم میں اور توقیر میں اور آپ کے حکموں کی رعایت کرنے میں اور دور کرنے اس شخص کے جو حضرت ﷺ پر ظلم کرے ساتھ فعل کے یا قول کے اور برکت حاصل کرنے کے آپ کے آثار کے ساتھ۔ اور یہ جو بنی کنانہ کے ایک مرد نے کہا کہ میں مناسب نہیں جانتا کہ یہ لوگ خانہ کعبہ سے روکے جائیں تو قریش نے اس سے کہا کہ ہم سے دور ہو جاؤ یہاں تک کہ لیں ہم اپنی جانوں کے لیے جس کے ساتھ ہم راضی ہوں۔ اور اس قصے میں معلوم ہوا کہ لڑائی میں دغا کرنا درست ہے اور جائز ہے ظاہر ارادہ ایک چیز کا اور حالانکہ اس کا مقصود غیر ہو اور یہ کہ بہت مشرک احرام کا ادب اور حرم کی تعظیم کرتے تھے اور جو اس سے روکے اس پر انکار کرتے تھے دلیل پکڑنے کے لیے دین ابراہیمی کی باقیات سے۔ اور یہ جو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہے کہ مکرز گناہگار مرد ہے تو یہ اس لیے ہے کہ پچاس آدمی لے کر رات کو حدیبیہ میں آیا تھا کہ اصحاب پر شب خون مارے تو محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ان کو پکڑ لا اور مکرز بھاگ گیا اور شاید حضرت ﷺ نے اس طرف اشارہ کیا ہوگا۔ اور یہ جو راوی نے کہا کہ اچانک سہیل آیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور اس کو کہا کہ اس مرد یعنی پیغمبر ﷺ کے پاس جا اور اس سے صلح کر تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قریش کا ارادہ صلح کا ہے جب کہ انہوں نے اس کو بھیجا اور یہ جو اس نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان صلح نامہ لکھو تو ایک روایت میں ہے کہ جب وہ حضرت ﷺ کے پاس پہنچا تو ان کے درمیان بات چیت ہوئی یہاں تک کہ واقع ہوئی ان کے درمیان صلح اس پر کہ دس برس لڑائی موقوف رہے یہ کہ امن میں رہیں لوگ ایک دوسرے سے اور یہ کہ پیغمبر ﷺ اس سال پھر جائیں۔ اور یہ جو ابو بصیر نے کہا کہ اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کیا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں ان کے پاس جاؤں تو مجھ

کو اپنے دین سے فتنے میں ڈالیں گے سو کیا میں نے جو کچھ کیا اور نہیں میرے اور ان کے درمیان کوئی عہد یا عقد۔ اس سے معلوم ہوا کہ کوئی مسلمان صلح کے زمانے میں دار الحرب میں آئے تو جو اس کی تلاش میں آئے اس کو قتل کیا جائے جب کہ ان کی طرف پھیر دینے کی شرط ہو اس لیے کہ جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کو مار ڈالا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور نہ اس میں قصاص کا حکم کیا اور نہ دیت کا۔ اور یہ جو کہا کہ کاش اس کا کوئی مددگار ہوتا تو اس میں اس کی طرف اشارہ ہے بھاگ جانے کے ساتھ تاکہ نہ پھیر دیں اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی طرف۔ اور رمز ہے اس کی طرف کہ پہنچے اس کی یہ بات مسلمانوں سے یہ کہ اس کو جا ملیں اور جمہور علماء شافعیہ وغیرہ سے کہتے ہیں کہ جائز ہے تعریض اس کے ساتھ نہ تصریح جیسا کہ اس قصے میں ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو ابو بصیر رضی اللہ عنہ وغیرہ کے بلانے کو بھیجا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط پہنچا اور وہ مرض الموت میں تھا سو وہ مر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط اس کے ہاتھ میں تھا اور ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اس کو اس جگہ دفنایا اور اس کی قبر کے پاس مسجد بنائی اور ابو جندل رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھی مدینے میں آئے سو ابو جندل رضی اللہ عنہ ہمیشہ مدینے میں رہا یہاں تک کہ جہاد کے لیے شام کو نکلا اور شہید ہوا اور ابو بصیر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جائز ہے قتل کرنا ظلم کرنے والے کافر کو دھوکے سے اور یہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ سے دغا نہیں گنا جاتا اس لیے کہ وہ صلح میں داخل نہ ہوا تھا کہ وہ اس وقت مکے میں قید تھا لیکن جب اس نے خوف کیا کہ وہ مشرک اس کو مشرکوں کی طرف پھیر لے جائے تو اس کو اپنی جان سے دفع کیا اس کو قتل کرنے کے ساتھ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا اور اس سے معلوم ہوا کہ جو ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی طرح کرے تو اس پر نہ قصاص ہے اور نہ دیت اور ایک روایت میں ہے کہ جب مقتول کے وارثوں کو خبر پہنچی تو انہوں نے قاتل کی قوم سے دیت کا مطالبہ کیا تو ابو سفیان نے اس کو کہا کہ نہ اس کا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ اس نے اپنا عہد پورا کیا اور اس کو تمہارے ایلچی کے حوالے کیا اور اس نے اس کو اس کے حکم سے قتل نہیں کیا اور نہ ابو بصیر رضی اللہ عنہ کی قوم پر مطالبہ ہے اس لیے کہ وہ ان کے دین پر نہیں اور یہ کہ جو کافروں سے مسلمان ہو کر آتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کافروں کی طرف نہ پھیرتے تھے مگر ان کے طلب کرنے سے یعنی خود بخود نہ پھیرتے تھے اس لیے کہ جب انہوں نے ابو بصیر رضی اللہ عنہ کو پہلی بار طلب کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان کے حوالے کیا اور جب دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو اس کو ان کی طرف نہ بھیجا یعنی خود بخود بلکہ اگر وہ کسی کو اس کے لینے کے لیے بھیجتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ان کے حوالے کر دیتے سو جب ابو بصیر رضی اللہ عنہ نے اس کا خوف کیا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ اور اس سے معلوم ہوا کہ شرط پھیر دینے کی یہ ہے کہ جو مسلمان ہو کر بھاگ آیا ہو اور وہ امام کے شہر میں ٹھہرا ہو اور اس کے قبضے میں ہو اور جو اس کے ہاتھ کے تلے نہ ہوں اس کو پھیر دینا لازم نہیں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض متاخرین نے کہ اگر بعض بادشاہ مسلمان مثلاً بعض کافر بادشاہوں سے صلح کریں اور کوئی اور بادشاہ مسلمان ان سے جہاد کرے اور ان کو مار ڈالے اور ان کے مال لوٹ لے تو یہ اس کے لیے جائز ہے جس نے اس سے صلح

کی ہے بس کی صلح اس شخص کو شامل نہیں جس نے اس سے صلح نہیں کی اور نہیں پوشیدہ ہے یہ کہ محل اس کا وہ ہے کہ اس جگہ تعمیم کا کوئی قرینہ نہ ہو۔اور یہ جو کہا کہ اللہ نے یہ آیت اتاری ﴿هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَكُمْ﴾ الایۃ تو ظاہر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ابوبصیر کے حق میں اتری اور اس کے شان نزول میں مشہور یہ ہے کہ جس کو مسلم نے روایت کیا ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے چاہا کہ مسلمانوں کو غافل پا کر مار ڈالیں تو مسلمانوں نے ان کو پکڑ لیا سو حضرت ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا۔اور یہ جو زہری نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ مہاجر عورتوں سے ایمان لانے کے بعد کوئی مرتد ہوئی ہو تو مراد اس سے اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ معاقبہ جو بنسبت دونوں طرفوں کے مذکور ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ صرف ایک ہی طرف میں واقع ہوا ہے اس لیے کہ نہیں معلوم ہے کہ مہاجر عورتوں میں سے کوئی مرتد ہو کر کافروں کی طرف بھاگ گئی ہو بخلاف اس کے عکس۔اور ابن ابی حاتم نے ذکر کیا ہے کہ ام الحکم ابوسفیان کی بیٹی مرتد ہوئی اور اپنے خاوند عیاض سے بھاگ گئی پس نکاح کیا اس سے ایک مرد نے ثقیف سے اور قریش میں سے اس کے سوائے کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی لیکن وہ اس کے بعد پھر مسلمان ہوگئی تھی جب کہ ثقیف مسلمان ہوئے۔پس اگر یہ بات ثابت ہو تو تطبیق دی جائے گی ان دونوں کے درمیان اس طرح سے کہ اس نے اس سے پہلے ہجرت نہیں کی تھی پس وہ مہاجرات میں معدود نہ تھی اور اس حدیث میں کئی فوائد ہیں ان کے علاوہ جو پہلے گذر چکے۔ایک یہ کہ ذوالحلیفہ اہل مدینہ کا میقات ہے حاجی کے لیے اور عمرہ کرنے والے کے لیے اور یہ کہ قربانی کے گلے میں ہار ڈالنا اور اس کا اپنے ساتھ ہانکنا سنت ہے حاجی اور معتمر کے لیے کہ حج اور عمرہ فرض ہو یا نفل اور یہ کہ اشعار سنت ہے مثلہ نہیں اور یہ کہ سر منڈوانا بال کترانے سے افضل ہے اور یہ کہ وہ عمرہ کرنے والے کے حق میں عبادت ہے بند کیا گیا ہو یا بند نہ کیا گیا ہو اور یہ کہ بند کیا ہوا جس جگہ بند ہوا اسی جگہ اپنی قربانی ذبح کرے اگرچہ حرم میں نہ پہنچے اور جو اس کو کعبے جانے سے روکے اس سے لڑے اور اولیٰ اس کے حق میں یہ ہے کہ نہ لڑے جب کہ صلح کا راستہ پائے۔اور یہ کہ مستحب ہے پہنچنا طلاع اور جاسوسوں کا لشکر کے آگے اور یقینی بات کو لینا دشمن کے کام میں تاکہ مسلمانوں کو غافل نہ پائیں۔اور جائز ہونا دھوکے کا لڑائی میں اور اس کے ساتھ تعریف حضرت ﷺ سے اگرچہ آپ کا خاصہ ہے کہ آپ خیانت سے ممنوع ہیں۔اور نیز اس حدیث میں مشورہ کرنے کی فضیلت ہے اور وجہ رائے کے نکالنے کے لیے اور خوش کرنے دلوں اتباع کے اور یہ کہ جائز ہے بعض مسامحت کرنے دین کے امر میں اور یہ کہ نہیں لائق ہے تابع کو اعتراض کرنا اپنے متبوع پر محض اس چیز کے ساتھ کہ ظاہر ہو حال میں بلکہ اس پر ماننا لازم ہے اس لیے کہ متبوع بہت پہچاننے والا ہے کاموں کے انجام کو اکثر اوقات زیادہ تجربہ رکھنے کی وجہ سے خاص کر وہ شخص کہ وحی سے مدد کیا گیا ہو۔اور یہ کہ جائز ہے اعتماد کرنا کافر کی خبر پر جب کہ قائم ہو کوئی قرینہ اس کے صدق پر یہ بات خطابی نے کہی استدلال کرنے کے لیے اس طرح سے کہ جس خزاعی مرد کو حضرت ﷺ نے قریش کی خبر لانے کو بھیجا تھا وہ کافر تھا میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے خزاعی اس وقت مسلمان ہو لیکن اس کا اسلام مشہور نہ ہوا ہے پس یہ دلیل اس کے دعوے پر

قائم نہیں ۔ (فتح)

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْقَرْضِ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا سَأَلَ بَعْضَ بَنِي إِسْرَآئِيْلَ أَنْ يُّسْلِفَهُ أَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعَطَاءٌ إِذَا أَجَّلَهُ فِي الْقَرْضِ جَازَ.

قرض میں شرط کرنے کا بیان ۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو ذکر کیا کہ اس نے بعض بنی اسرائیل سے ہزار اشرفیاں مانگی تو اس نے اس کو ہزار اشرفیاں کچھ مدت ٹھہرا کر دیں ۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور عطا نے کہا کہ جب قرض میں اس سے مدت معین کرے تو جائز ہے ۔

فائدہ: ان سب کی شرح قرض میں گذر چکی ہے ۔ معلوم ہوا کہ قرض میں مدت معین کی شرط کرنی جائز ہے ۔

بَابُ الْمُكَاتَبِ وَمَا لَا يَحِلُّ مِنَ الشُّرُوْطِ الَّتِي تُخَالِفُ كِتَابَ اللّٰهِ وَقَالَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي الْمُكَاتَبِ شُرُوْطُهُمْ بَيْنَهُمْ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَوْ عُمَرُ كُلُّ شَرْطٍ خَالَفَ كِتَابَ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَّإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَيُقَالُ عَنْ كِلَيْهِمَا عَنْ عُمَرَ وَابْنِ عُمَرَ.

باب ہے بیان میں مکاتب کے اور اس چیز کے کہ نہیں حلال ہے شرطوں سے جو کتاب اللہ کے مخالف ہیں ۔ یعنی اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مکاتب کے حق میں کہا کہ مکاتبوں اور ان کے مالکوں کے درمیان جو شرطیں قرار پا چکی ہوں وہ معتبر ہیں یعنی جب کہ کتاب اللہ کے مخالف نہ ہوں ۔ یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما یا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شرط کہ کتاب اللہ کے مخالف ہو پس وہ باطل ہے اگر چہ سو شرط کرے ۔

فائدہ: پہلے یہ باب گذر چکا ہے بَابُ مَايَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ اور یہ باب پہلے سے عام ہے اگر چہ دونوں کی حدیث ایک ہے ۔ اور نیز کتاب العتق میں پہلے گذر چکا ہے مَايَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُكَاتَبِ وَمَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ اور پہلے گذر چکا ہے کہ مراد اس کی پہلی کی تفسیر کرنا ہے دوسرے کے ساتھ ۔ اور اس جگہ مراد تفسیر کرنی ہے آپ کے قول لیس فی کتاب اللہ کی اور یہ کہ اس سے مراد وہ چیز ہے جو کتاب اللہ کے مخالف ہو پھر تقویت کی اس کی بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ نقل کیا ہے اس کو عمر رضی اللہ عنہ یا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ کہا جائے کہ مراد کتاب اللہ سے حدیث میں اس کا حکم ہے اور وہ عام ہے اس سے کہ نص ہو یا نکالا گیا اور جو اس

کے سوائے ہو پس وہ مخالف ہے اس چیز کے ساتھ کہ کتاب اللہ میں ہے۔ (فتح)

٢٥٣٠۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَتَتْهَا بَرِيْرَةُ تَسْأَلُهَا فِيْ كِتَابَتِهَا فَقَالَتْ إِنْ شِئْتِ أَعْطَيْتُ أَهْلَكِ وَيَكُوْنُ الْوَلَاءُ لِيْ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَّرْتُهُ ذٰلِكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِيْهَا فَأَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّيْسَتْ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّيْسَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَإِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ.

٢٥٣٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بریرہ رضی اللہ عنہا اس کے پاس آئی اس حال میں کہ اس سے بدل کتابت کا ادا کرنا چاہتی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو بدل کتابت ادا کردوں اور تیری آزادی کا حق میرے لیے ہوگا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ حال بیان کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو خرید کے آزاد کر پس تحقیق آزادی کا حق اسی کا ہے جو آزاد کرے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے سو فرمایا کہ کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ شرطیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں اور جو ایسی شرط کرے کہ کتاب اللہ میں نہ ہو تو وہ اس کو فائدہ نہیں دیتی اگرچہ سو شرط کرے۔

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْإِشْتِرَاطِ وَالثُّنْيَا فِي الْإِقْرَارِ وَالشُّرُوْطِ الَّتِيْ يَتَعَارَفُهَا النَّاسُ بَيْنَهُمْ وَإِذَا قَالَ مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدَةً أَوْ ثِنْتَيْنِ وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ رَجُلٌ لِّكَرِيِّهِ أَرْحِلْ رِكَابَكَ فَإِنْ لَّمْ أَرْحَلْ مَعَكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا فَلَكَ مِائَةُ دِرْهَمٍ فَلَمْ يَخْرُجْ فَقَالَ شُرَيْحٌ مَّنْ شَرَطَ عَلٰى نَفْسِهٖ طَآئِعًا غَيْرَ مُكْرَهٍ فَهُوَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ إِنَّ رَجُلًا بَاعَ طَعَامًا وَّقَالَ إِنْ لَّمْ آتِكَ الْأَرْبِعَاءَ فَلَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بَيْعٌ فَلَمْ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ جائز ہے شرط کرنی اور استثناء کرنے سے اقرار میں اور بیان ہے ان شرطوں کا کہ لوگوں میں مروج ہیں یعنی بیع شرا وغیرہ معاملات میں اور جب کوئی کہے کہ مجھ پر سو ہے مگر ایک یا دو تو یہ اقرار صحیح ہے اور لازم اس پر ننانوے یا اٹھانوے۔ یعنی اور ابن عون نے ابن سیرین سے روایت کی کہ ایک مرد نے اپنے کرایہ دار سے کہا کہ اپنے اونٹ کو لے جا پس اگر میں فلاں فلاں دن میں تیرے ساتھ نہ جاؤں گا تو تیرے لیے سو درہم ہے سو وہ نہ نکلا یعنی پس یہ شرط صحیح ہے۔ یعنی شریح نے کہا کہ جو شرط کرے اپنی جان پر اپنی رغبت سے بغیر زبردستی کے تو وہ شرط اس پر لازم ہوتی ہے

يَجِئْ فَقَالَ شُرَيْحٌ لِلْمُشْتَرِي أَنْتَ أَخْلَفْتَ فَقَضٰى عَلَيْهِ.

یعنی اور ایوب نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے اناج بیچا اور کہا کہ اگر میں تیرے پاس بدھ کے دن نہ آؤں تو نہیں بیع درمیان میرے اور تیرے سو وہ نہ آیا تو شریح نے خریدار سے کہا کہ تو نے خلاف وعدہ کیا ہے تو حکم کیا اس پر ساتھ فسخ کرنے بیع کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ استثناء اقرار میں تو یہ عام ہے خواہ استثناء تھوڑی چیز کا ہو بہت سے یا بہت کا تھوڑی سے اور نہیں اختلاف ہے استثناء کرنے تھوڑی چیز کے بہت چیز سے اور اس کے عکس میں اختلاف ہے پس جمہور کا مذہب یہ ہے کہ وہ بھی جائز ہے اور قوی تر ان کی حجت یہ آیت ہے اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِيْنَ ساتھ اس آیت کے اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ اس لیے کہ دونوں میں ایک تو ضرور دوسرے سے زیادہ ہے اور ہر ایک کو دوسرے سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور بعض مالکیہ کا یہ مذہب ہے کہ وہ فاسد ہے اور یہ قول ابن ماجشون وغیرہ کا ہے اور ابن قتیبہ کا بھی یہی مذہب ہے اور اس نے گمان کیا ہے کہ یہی مذہب ہے بصریوں کا اہل لغت سے۔ اور یہ کہ جواز کوفیوں کا مذہب ہے اور اس کی مفصل شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

فائدہ: اور حاصل اس کا یہ ہے کہ شریح نے دونوں مسئلوں میں شرط کرنے والے پر حکم کیا ساتھ اس چیز کے کہ شرط کی اس نے اپنی جان پر بغیر زبردستی کے اور موافقت کی ہے اس کی دوسرے مسئلے میں ابو حنیفہ احمد اور اسحق نے اور مالک اور اکثر علماء بیع کو صحیح کہتے ہیں اور شرط کو باطل کہتے ہیں اور پہلے مسئلے میں سب لوگ اس کے مخالف ہیں۔ اور بعض نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ عادت یہ ہے کہ اونٹوں والا ان کو چراگاہ کی طرف بھیجتا ہے پس جب اتفاق کرے سوداگر کے ساتھ ایک معین دن میں اور اس کے لیے اونٹ حاضر کرے اور سوداگر کے لیے سفر کی تیاری نہ ہو تو یہ اونٹوں کو ضرور پہنچائے گا اس چیز کے لیے کہ محتاج ہے اس کی طرف چارے سے پس واقع ہوا ان کے درمیان تعارف ایک مال معین پر کہ شرط کرے اس کو تاجر اپنی جان پر جب کہ خلاف وعدہ کرے تاکہ مدد لے اس کے اونٹوں کے ساتھ چارے پر۔ اور جمہور نے کہا کہ وہ وعدہ ہے پس نہیں لازم ہے پورا کرنا اس کا۔ واللہ اعلم (فتح)

٢٥٣١۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اسْمًا مِّائَةً إِلَّا وَاحِدًا مَّنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ.

٢٥٣١۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے ننانوے نام ہیں ایک کم سو جو ان کو یاد کرلے یا اعتقاد سے یاد کر رکھے یا ان کے معنی پوچھے اور ان پر عمل کرے وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیادہ چیز سے تھوڑی چیز کا استثناء درست ہے۔

بَابُ الشُّرُوْطِ فِي الْوَقْفِ

وقف میں شرط کرنے کا بیان

۲۵۳۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِيْ مِنْهُ فَمَا تَأْمُرُ بِهٖ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا قَالَ فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ أَنَّهٗ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَفِي الْقُرْبٰى وَفِي الرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَالضَّيْفِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ وَيُطْعِمَ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ. قَالَ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ سِيْرِيْنَ فَقَالَ غَيْرَ مُتَأَثِّلٍ مَالًا.

۲۵۳۲۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی یعنی وہاں کی غنیمت میں سے ان کے حصے آئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مشورے کو آئے کہ اس زمین کو کیا کریں پس کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خیبر میں ایک زمین پائی ہے کہ میں نے کبھی کوئی مال نہیں پایا کہ میرے نزدیک اس زمین سے زیادہ نفیس ہو تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس کو اللہ کی راہ میں مقرر کروں پھر میں نہیں جانتا کہ کس طرح مقرر کروں آپ اس کا طریقہ فرمائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو اس زمین کی اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو خیرات کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے وہ زمین اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور صدقہ کیا حاصل اس کے کو فقیروں میں اور قرابتیوں میں اور غلاموں کے آزاد کرنے میں یعنی جیسے کہ زکوۃ مکاتبوں کو دیتے ہیں تاکہ بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہوں اور اللہ کے راہ میں یعنی غازیوں اور حاجیوں کے لیے اور بیچ مسافروں کے یعنی اگرچہ گھروں میں مال رکھتے ہوں اور مہمانوں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی اس زمین کا یعنی اس کی تدبیر کرے اور اس کا حاصل مصارف مذکورہ میں خرچ کرے یہ کہ کھائے اس میں سے موافق دستور کے یعنی بقدر قوت کے لے اور کھلائے یعنی اہل اپنے کو جو کہ مال دار ہو اس حالت میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو اس کے حاصل میں سے۔ ابن سیرین نے کہا کہ غیر متمول کے معنی یہ ہیں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کِتَابُ الْوَصَایَا کتاب ہے بیچ بیان میں وصیتوں کے

فائدہ: وصایا وصیت کی جمع ہے ۔اور کبھی وصیت کرنے والے کے فعل پر بولی جاتی ہے اور کبھی بولی جاتی ہے اس چیز پر کہ وصیت کی جاتی ہے اس کے ساتھ مال او رعہد وغیرہ سے اور شرع میں وصیت ایک خاص عہد کا نام ہے جو منسوب ہے مابعد موت کی طرف یعنی زندگی میں کہہ جائے کہ میرے مرنے کے بعد یوں کرنا اور کبھی اس کے ساتھ احسان ہوتا ہے اور نیز شرع میں وصیت اس چیز پر بھی بولی جاتی ہے جس کے ساتھ ممنوع چیز سے زجر واقع ہو اور ماموروات پر رغبت واقع ہو۔

بَابُ الْوَصَایَا وَقَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَصِیَّةُ الرَّجُلِ مَکْتُوبَةٌ عِنْدَهٗ. وصیتوں کا بیان اور بیان اس حدیث کا کہ مرد کی وصیت اس کے نزدیک لکھی ہوئی ہے۔

فائدہ: نہیں واقف ہوا میں اس حدیث پر لفظ مذکورہ کے ساتھ اور شاید یہ حدیث بالمعنی مروی ہے پس تحقیق مراد مردہ مرد ہے لیکن تقیید اس کی ساتھ مرد کے باعتبار غالب کے ہے نہیں تو نہیں ہے فرق وصیت صحیحہ میں مرد اور عورت کے درمیان اور نہیں شرط ہے اس میں اسلام اور نہ ہوشیاری اور نہ خاوند کی اجازت کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ شرط کی جاتی ہے اس کے صحیح ہونے میں عقل اور آزادی کی اور لیکن وصیت لڑکے ہوشیار کی پس اس میں اختلاف ہے ۔ابو حنیفہ اور شافعی نے اس کو منع رکھا ہے اظہر قول میں اور صحیح کہا ہے اس کو مالک اور احمد اور شافعی نے ایک قول میں ترجیح دی ہے اس کو ابن ابی عصرون وغیرہ نے اور میل کی اس کی طرف سبکی نے اور تائید کی ہے اس کی اس طرح سے کہ تہائی مال میں وارث کا حق نہیں پس نہیں کوئی وجہ منع کرنے کی وصیت کو ہوشیار لڑکے کے لیے ۔معتبر اس میں یہ ہے کہ سمجھے وہ چیز کہ وصیت کرتا ہے اس کے ساتھ ۔اور موطا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نابالغ لڑکے کی وصیت جائز رکھی ۔بیہقی نے ذکر کیا کہ شافعی رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو تو میں اس کا قائل ہوں اور وہ حدیث قوی ہے پس تحقیق اس کے راوی ثقہ ہیں اور اس کے لیے شاہد ہے اور قید کیا ہے امام مالک نے اس کے صحیح ہونے ساتھ اس کے جب کہ سمجھے اور نہ خلط کرے اور احمد نے اس کو سات سال کے ساتھ قید کیا ہے اور ایک روایت اس سے دس سال کی ہے ۔(فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرَانِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ فَمَنْ بَدَّلَهُ بَعْدَ مَا سَمِعَهُ فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى الَّذِيْنَ يُبَدِّلُوْنَهُ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ فَمَنْ خَافَ مِنْ مُوْصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَأَصْلَحَ بَيْنَهُمْ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾. ﴿جَنَفًا﴾ مَيْلًا مُتَجَانِفٌ مَائِلٌ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ لازم ہوا تم پر جب حاضر ہو کسی کو تم میں سے موت اگر کچھ مال چھوڑے کہ وصیت کرے ماں باپ کے لیے اور ناطے والوں کے موافق دستور کے ضروری ہے پرہیز گاروں پر پھر جو کوئی اس کو بدلے بعد اس کے کہ سن چکا تو اس کا گناہ انہی پر ہے جنہوں نے بدلا بے شک اللہ تعالیٰ ہے سنتا جانتا پھر جو کوئی ڈرا وصیت کرنے والے کی طرف داری سے امام بخاری نے کہا کہ جَنَفًا معنی ایک طرف جھکنا اور میل کرنا ہے اور مُتَجَانِفٌ کے معنی کہ قرآن میں واقع ہوا ہے میل کرنے والے کے ہیں۔

فائدہ: یہ جو فرمایا اِنْ تَرَکَ خَیْرًا تو یہ قول دلالت کرتا ہے اتفاق کے بعد اس پر کہ مراد خیر سے مال ہے اس پر کہ جو مال نہ چھوڑے اس لیے کہ مال کے ساتھ وصیت کرنی مشروع نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ مراد خیر سے بہت مال ہے کہ جس کے پاس تھوڑا مال ہو اس کے لیے وصیت مستحب نہیں اور اجماع کی نقل میں نظر ہے پس ثابت زہری سے یہ ہے کہ اللہ نے وصیت کو لازم ٹھہرایا ہے خواہ مال تھوڑا ہو یا بہت۔ اور شافعیہ کے نزدیک تصریح یہ ہے کہ وصیت مستحب ہے بغیر فرق کرنے کے تھوڑے اور زیادہ مال کے درمیان۔ اور ابو الفرج سرخسی نے ان میں سے کہا ہے کہ اگر مال تھوڑا ہو اور عیال بہت ہوں تو مستحب ہے اس کو باقی رکھنا ان کے اوپر اور کبھی وصیت بغیر مال کے ہوتی ہے جیسا کہ معین کرے جو اس کے اولاد کی بھلائیوں میں دیکھے یا وصیت کرے ان کی طرف اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس کے بعد کرے اپنے دین اور دنیا کی بھلائیوں میں اور اس کے مستحب ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں اور اختلاف ہے کہ وصیت میں مال کثیر کی حد کیا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سات سو قلیل مال ہے اور ایک روایت ان سے یہ ہے کہ آٹھ سو قلیل مال ہے۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس شخص کے حق میں جس نے بہت عیال چھوڑا اور تین ہزار چھوڑے کہ یہ مال کثیر نہیں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ یہ امر نسبتی ہے مختلف ہوتا ہے اشخاص اور احوال کے مختلف ہونے کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۳۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۵۳۳۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں لائق ہے مرد مسلمان کو کہ اس کے پاس ایک چیز ہو کہ وصیت کی صلاحیت رکھتی ہو قلیل مال سے اور معاملہ

وَسَلَّمَ قَالَ مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهُ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ إِلَّا وَوَصِيَّتُهُ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهُ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

سے ساتھ لوگوں کے کہ دو راتیں گذارے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو۔

فائدہ: مسلمان کی قید باعتبار غالب کے ہے پس نہیں ہے کوئی مفہوم اس کے لیے یا اس کو رغبت دلانے کے لیے ذکر کیا تا کہ اس کے بجالانے میں جلدی ہو اس لیے کہ مشعر ہے اس کے ساتھ اسلام کی نفی کرنے سے اس کے تارک سے اور کافر کی وصیت بھی جائز ہے فی الجملہ اور ابن منذر نے اس میں اجماع حکایت کیا ہے۔ اور سبکی نے اس میں اس جہت سے بحث کی کہ وصیت مشروع ہے زیادتی کے لیے نیک عمل میں اور کافر کے لیے مرنے کے بعد کوئی عمل نہیں اور جواب دیا ہے اس نے اس کے ساتھ کہ نظر کی ہے انہوں نے کہ وصیت آزاد کرنے کی مانند ہے اور وہ صحیح ہے ذمی اور حربی سے اور یہ جو کہا کہ بیبت یعنی رات گذاری تو اس کا مفعول محذوف ہے یعنی آمنا یا ذاکرا اور ابن تین نے کہا کہ تقدیر اس کی معو کا ہے یعنی بیمار ہوا اور پہلی تقدیر اولیٰ ہے اس لیے کہ وصیت کا استحباب بیمار کے ساتھ خاص نہیں ہاں علماء نے کہا ہے کہ نہیں ہے مستحب یہ کہ لکھے تمام چیزیں حقیر اور نہ وہ چیز کہ جاری ہوئی ہے عادت ساتھ نکلنے کے اس سے اور وفا سے اس کے لیے قریب سے۔ اور ایک روایت میں تین رات کا ذکر ہے پس ذکر دو اور تین رات کا حرج دور کرنے کے لیے ہے ہجوم شغلوں آدمی کے کہ ان کے ذکر کی طرف محتاج ہے پس فراخی کی اس کی اللہ نے یہ قدر تا کہ یاد کرے وہ چیز کہ محتاج ہے اس کی طرف اور مختلف ہونا روایتوں کا اس میں دلالت کرتا ہے کہ وہ تقریب کے لیے ہے نہ کہ حد مقرر کرنے کے لیے اور معنی یہ ہے کہ نہ گذرے اس پر زمانہ اگرچہ تھوڑا ہو مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہو اور اس میں تھوڑے زمانے کے معاف ہونے کی طرف اشارہ ہے اور شاید کہ تاخیر کی تین راتیں نہایت ہیں اسی لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب سے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے تب سے میں نے ایک رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی ہے اور دار قطنی میں یہ حدیث اس لفظ سے آئی ہے کہ نہیں حلال ہے کسی مسلمان کو یہ کہ دو راتیں کاٹے مگر کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی ہوئی ہو اور اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے آیت کے ظاہر سے اوپر واجب ہونے وصیت کے اور یہی قول ہے زہری اور عطا اور ابو مجلز کا اور طلحہ بن مصرف کا اور لوگوں میں اور حکایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی سے قدیم قول میں اور یہی قول ہے اسحٰق کا اور داود کا اور اختیار کیا ہے اس کو ابو عوانہ اور ابن جریر نے اور اور لوگوں نے اور ابن عبد البر اور اور لوگوں نے۔ اور ابن عبد البر نے کہا کہ وصیت کے نہ واجب ہونے پر اجماع ہو چکا ہے سوائے اس شخص کے جس نے خلاف کیا اسی

طرح کہا ہے اس نے اور استدلال کیا گیا ہے نہ واجب ہونے کے معنی کے اعتبار سے اس لیے کہ اگر وصیت نہ کرتا تو اس کا تمام مال اس کے وارثوں میں تقسیم کیا جاتا یعنی اس کا تقسیم کرنا بالا جماع جائز ہے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو البتہ نکالا جاتا اس کے مال سے ایک حصہ جو وصیت کے قائم مقام ہوتا اور آیت کا یہ جواب دیتے ہیں کہ وہ منسوخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مال اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی تو منسوخ کیا اللہ نے اس سے جو چاہا اور ہر ایک کے لیے ماں باپ سے چھٹا حصہ ٹھہرایا۔ اور جو وصیت کو واجب کہتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ جو چیز منسوخ ہوئی ہے وہ وصیت والدین اور قرابت والوں کے لیے ہے جو وارث ہوتے ہیں اور زیادہ جو وارث نہیں ہوتا پس نہیں آیت میں اور نہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر میں وہ چیز کہ تقاضہ کرے اس کے منسوخ ہونے کا اس کے حق میں اور جو واجب ہونے کا قائل نہیں وہ حدیث کا یہ جواب دیتا ہے کہ مراد ما حق امرء سے احتیاط ہے اس لیے کہ کبھی اچانک موت آجاتی ہے اور وہ بغیر وصیت کے ہوتا ہے اور نہیں لائق ہے مسلمان کو کہ غافل ہو جائے موت کی یاد سے اور تیاری سے اس کے لیے اور یہ شافعی سے مروی ہے اور اس کے غیر نے کہا کہ حق کے معنی لغت میں شئی ثابت ہے اور بولا جاتا ہے شرعا اس چیز پر کہ ثابت ہو اس کے ساتھ حکم اور حکم ثابت عام ہے اس سے کہ واجب ہو یا مستحب اور حق کا لفظ مباح پر بھی بولا جاتا لیکن بہت کم یہ بات قرطبی نے کہی ہے پس اگر مقترن ہو اس کے ساتھ علی یا مانند اس کی تو ہوگا ظاہر وجوب میں نہیں تو احتمال پر ہے اور بنا بر اس تقدیر کے پس نہیں حجت ہے اس حدیث میں اس شخص کے لیے جو واجب ہونے کا قائل ہے بلکہ مقترن ہوا ہے یہ حق ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے مستحب ہونے پر اور وہ تفویض کرنا وصیت کا ہے وصیت کرنے والے کے ارادے کی طرف جس جگہ کہ کہا کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کرنے کا ارادہ کرے پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو اس کے ارادے کے ساتھ معلق نہ کرتے اور جس روایت میں لا یحل کا لفظ آیا ہے تو احتمال ہے کہ اس کے راوی نے اس کو بالمعنی ذکر کیا ہو اور ارادہ کیا ہو ساتھ حلت کے ثبوت جواز کا ساتھ معنی اعم کے کہ داخل ہوتا ہے نیچے اس کے واجب اور مستحب اور مباح اور جو وصیت کے واجب ہونے کے قائل ہیں وہ آپس میں بھی مختلف ہیں پس اکثر کا تو یہ مذہب ہے کہ وہ فی الجملہ واجب ہے۔ اور طاؤس اور قتادہ اور حسن اور جابر بن زید سے اور اور لوگوں سے روایت ہے کہ خاصہ اور نہیں واجب ہے قرابتیوں کے لیے جو وارث نہیں ہوتے روایت کی یہ حدیث ابن جریر وغیرہ نے ان سے کہتے ہیں پس اگر غیر قرابتیوں کے لیے وصیت کرے تو وہ جاری نہیں ہوتی اور روکی جائے گی کل تہائی طرف قرابتیوں کے اور یہ قول طاؤس کا ہے اور حسن اور جابر بن زید نے کہا کہ تہائی کی دو تہائی اور قتادہ نے کہا کہ تہائی کی تہائی اور قوی تر اس چیز کا کہ رد کیا جاتا ہے اوپر ان کے وہ چیز کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے شافعی نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بیچ قصے اس شخص کے جس نے اپنے مرنے کے وقت اپنے چھ غلام آزاد کیے تھے اور ان کے سوائے اس کے پاس اور کچھ مال نہ تھا تو

حضرت ﷺ نے ان کو بلایا اور ان کے تین حصے کیے سودو کو آزاد کیا اور چار کو غلام رکھا پس ٹھہرایا اس کے آزاد کرنے کو بیماری میں وصیت ۔ اور اگر کوئی کہے کہ شاید وہ معتق کے قرابتی تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ وہ قرابتی نہ تھے اس لیے کہ عرب کی عادت نہ تھی کہ مالک ہوں اس شخص کے کہ اس کے اور اس کے درمیان قرابت ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ مالک ہوتے تھے اس شخص کے کہ اس کے لیے قرابت نہ ہو یا عجم میں سے ہو پس اگر قرابت کے لیے وصیت باطل ہوتی تو البتہ باطل ہوتی ان کے حق میں اور یہ استدلال قوی ہے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے ابو ثور سے کہ وجوب وصیت سے مراد آیت اور حدیث میں خاص ہے اس شخص کے ساتھ جس پر حق شرعی ہو خوف کرے یہ کہ مالک کو نہ پہنچے اگر نہ وصیت کرے اس کے ساتھ مانند امانت کی اور قرض اللہ کا اور آدمی کی اور دلالت کرتا ہے قید کرنا آپ کا ساتھ قول اپنے کے کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو کہ اس میں وصیت کا ارادہ کرتا ہو اس لیے کہ اس میں اشارہ ہے اس کے قادر ہونے کی طرف اس کے دینے پر فی الحال اگرچہ مہلت کے ساتھ ہو پس جب ارادہ کرے گا پھر اس کو جائز ہو گا اور حاصل اس کا جمہور کے قول کی طرف پھرتا ہے کہ وصیت فرض عین نہیں اور فرض عین تو نکلتا ہے حقوق سے کہ واجب ہیں غیر کے لیے برابر ہے کہ تجہیز کے ساتھ ہو یا وصیت کے ساتھ اور محل واجب ہونے وصیت کا تو صرف اس صورت میں ہے کہ جب کہ عاجز ہو تجہیز اس چیز کے سے کہ اس پر ہے یعنی اس کو سردست نہ دے سکتا ہو اور نہ جانتا ہو اس کو غیر اس کا ان لوگوں میں سے کہ ثابت ہوتا ہے حق اس کی گواہی سے پس لیکن اگر قادر ہو یا اس کا غیر اس کو جانتا ہو تو واجب نہیں اور معلوم ہوا مجموع اس چیز کے سے کہ جو ذکر کیا ہم نے کہ وصیت کبھی واجب ہوتی اور کبھی مستحب اس شخص کے حق میں جو کثرت ثواب کی امید رکھے اور مکروہ ہے اس کے عکس میں اور مباح ہے اس کے حق میں کہ اس میں دونوں امر برابر ہوں اور حرام ہے اس صورت میں جب کہ اس میں ضرر ہو جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو چکا ہے کہ وصیت میں ضرر پہنچانا کبیرہ گناہوں سے ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور اس کے راوی ثقہ ہیں اور حجت پکڑی ہے ابن بطال نے تابع ہونے کی وجہ سے غیر کے اس کے ساتھ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے وصیت نہیں کی پس اگر وصیت واجب ہوتی تو اس کو ترک نہ کرتے اور حالانکہ وہ حدیث کے راوی ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس طرح سے کہ اگر یہ بات ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہو تو اعتبار اس چیز کا ہے کہ اس نے روایت کی نہ اس کی رائے کا علاوہ ازیں اس سے صحیح مسلم میں جیسا کہ گذر چکا یہ ہے کہ میں نے کوئی رات نہیں کاٹی مگر کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہے ۔ اور جس نے حجت پکڑی ہے کہ اس نے وصیت نہیں کی تو اس نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے جو ایوب نے نافع سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کیا تو وصیت نہیں کرتا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رہا میرا مال پس اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کیا کرتا تھا اور رہا میرا گھر پس میں نہیں چاہتا کہ میری اولاد کو کوئی اس میں شریک ہو اور اس کی سند صحیح ہے اور دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ اس پر محمول ہے کہ وہ وصیت لکھ کر اپنے پاس رکھتے

تھے اور اس کی خبر گیری کرتے تھے پھر ان کا یہ حال ہوا کہ جس چیز کے متعلق وصیت کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنا شروع کیا اور اسی طرح اشارہ ہے اس کے قول کے ساتھ کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ کہ میں اس میں کرتا تھا اور شاید اس کا باعث یہ حدیث ہوئی جو ان سے رقاق میں آئے گی کہ جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر پس جب جس چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتے تھے اس کو فی الحال جاری کرنے لگے اور اسی وقت صدقہ کر دیا اور نہ محتاج ہوا طرف تعلیق کی اور وصایا میں آئے گا کہ اس نے اپنے بعض گھر وقف کر دیئے تھے اور ساتھ اس کے حاصل ہوگی توفیق ، واللہ اعلم ۔ اور استدلال کیا گیا حضرت ﷺ کے قول سے مکتوبۃ عندہ او پر جائز ہونے اعتماد کے کتابت اور خط پر اگرچہ نہ مقترن ہوں ساتھ گواہی کے ۔ اور خاص کیا ہے احمد اور محمد بن نصر نے شافعیہ سے اس کو ساتھ وصیت کے حدیث کے ثابت ہونے کی وجہ اس کے بارے میں سوائے اور احکام کے ۔ اور جمہور نے جواب دیا ہے کہ ذکر کی گئی کتابت اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے ضبط مشہود بہ ہے کہتے ہیں معنی اپنے پاس وصیت لکھ رکھنے کا یہ ہے کہ اس کی شرط سے یعنی گواہی کے ساتھ اور محب طبری نے کہا کہ اس میں شرط کا مقدر کرنا بعید ہے اور جواب دیا گیا اس کے ساتھ کہ استدلال کیا ہے انہوں نے گواہ بنانے کی شرط پر خارجی امر کے ساتھ اللہ کے قول کی مانند شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ پس اللہ تعالیٰ کا قول دلالت کرتا ہے او پر اعتبار گواہ کرنے کے وصیت میں اور قرطبی نے کہا کہ ذکر کتابت کا مبالغہ ہے بیچ زیادہ کرنے مضبوطی کے نہیں تو جس وصیت میں گواہی ہو اس پر سب کا اتفاق ہے اگرچہ لکھی نہ ہو اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ اس پر کہ وصیت جاری ہوتی ہے اگرچہ اس کے صاحب کے پاس ہو اور اس کو اپنے غیر کے حوالے نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اس کو اپنے غیر کے نزدیک رکھا ہو اور اس کو پھیر لیا ہو اور اس حدیث میں منقبت ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے اس کے جلدی کرنے کی وجہ سے شارع کا قول بجالانے میں اور اس کے ہمیشگی کرنے پر اس کے اوپر اور اس میں رغبت دلانی ہے موت کی تیاری کے لیے اور احتراز کیا پہلے موت کے اس لیے کہ آدمی نہیں جانتا کہ کب اچانک اس کو موت پکڑ لے اس لیے کہ کوئی وقت نہیں جو فرض کیا جائے مگر کہ اس میں ایک بڑی جماعت مرگئی اور ہر ایک بعینہ جائز ہے کہ فی الحال مر جائے ۔ پس لائق ہے یہ کہ ہو تیاری کرنے والا اس کے لیے پس لکھے اپنی وصیت کو اور اس میں وہ چیز جمع کرے کہ اس کے لیے حاصل ہو ساتھ اس کے ثواب اور دور ہو اس سے گناہ اللہ کے حقوق سے اور بندوں کے حقوق سے ۔ اور استدلال کیا گیا ہے حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ اس کے لیے کوئی چیز ہو او پر صحیح ہونے وصیت کے ساتھ منافع کے یعنی مثلاً اس چیز کے منافع اللہ کی راہ میں دیئے جائیں اور یہی قول ہے جمہور کا اور منع کیا ہے اس کو ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ اور داود اور اس کے تابعداروں نے اور اختیار کیا ہے اس کو ابن عبدالبر نے ۔ اور اس حدیث میں وصیت پر رغبت دلانی ہے اور اس کا اطلاق تندرست آدمی کو بھی شامل ہے لیکن سلف نے خاص کیا ہے اس کو بیمار کے ساتھ

اور حدیث میں تو اس کو مقید نہیں کیا عادت کے موافق ہونے کی وجہ اس کے ساتھ ۔ اور حضرت ﷺ کا قول مکتوبۃ عام ہے اس سے کہ اپنے خط سے ہو یا غیر کے خط سے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ ضروری کاموں کو لکھنے سے ضبط کیا جائے اس لیے کہ وہ یادداشت سے زیادہ تر ثابت ہے۔ (فتح)

٢٥٣٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْجُعْفِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ مَوْتِهِ دِرْهَمًا وَّلَا دِيْنَارًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً وَّلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

۲۵۳۴۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ختن (عورت کی طرف سے رشتہ وار) جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث (حضرت ﷺ کی بیوی) کے بھائی سے روایت ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ غلام اور نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز مگر خچر سفید اور اپنے ہتھیار اور زمین کہ اس کو صدقہ کیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ نہ غلام نہ لونڈی تو مراد اس سے یہ ہے کہ غلامی کی حالت میں نہ چھوڑے ۔ پس اس میں دلالت ہے اس پر کہ جو تمام حدیثوں میں حضرت ﷺ کے غلاموں کا ذکر آیا ہے تو وہ یا تو مر گئے تھے اور یا آپ نے ان کو آزاد کر دیا تھا اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر آزاد ام ولد کے بنابر اس کے کہ ماریہ رضی اللہ عنہا حضرت ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ماں حضرت ﷺ کے بعد زندہ رہی اور جو کہتا ہے کہ وہ حضرت ﷺ کی زندگی میں مر گئی تھی تو اس میں حجت نہیں اور ایک روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ نہیں چھوڑا حضرت ﷺ نے کوئی درہم اور نہ دینار اور نہ بکری اور نہ اونٹ اور نہ وصیت کی کسی چیز کے ساتھ ۔ اور ابن منیر نے کہا کہ باب کی کل حدیثیں ترجمہ کے مطابق ہیں مگر عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے مطابق نہیں پس اس میں وصیت کا ذکر نہیں لیکن صدقہ مذکورہ احتمال ہے کہ ہو اس سے پہلے اور احتمال ہے کہ اس کے ساتھ وصیت کی ہو پس مطابق ہوگئی حدیث ترجمے کے اس حیثیت سے اور ظاہر ہوتی ہے یہ بات کہ مطابقت دونوں احتمالات پر حاصل ہوتی ہے اس لیے کہ آپ نے زمین کی منفعت کو صدقہ کیا پس ہوا حکم اس کا حکم وقف کا اور وہ اس صورت میں وصیت کے معنی میں ہے اس کے باقی رکھنے کے لیے موت کے بعد ۔ اور شاید بخاری نے قصد کیا ہے اس چیز کا کہ واقع ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں جو عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے اور وہ اس کی نفی کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے وصیت نہیں کی۔

٢٥٣٥۔ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا

۲۵۳۵۔ طلحہ بن مصرف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عبد

مَالِكٌ هُوَ ابْنُ مِغْوَلٍ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصَى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ أَوْ أُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ.

اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی تو اس نے کہا کہ نہیں ۔ میں نے کہا کہ لوگوں پر کس طرح وصیت لازم ہوئی یا ان کو وصیت کا کس طرح حکم ہوا اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی وصیت کی کہ اس کے ساتھ عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ تمسک کیا جائے۔

فائدہ: یہ جو اس نے کہا کہ وصیت نہیں کی تو اسی طرح جواب دیا اور شاید اس نے سمجھا کہ سوال ایک خاص وصیت کے متعلق ہے پس اسی لیے جائز ہوئی اس کی نفی یہ مراد نہیں کہ اس نے مطلق وصیت کی نفی کی ہے اس لیے کہ اس نے اس کے بعد ثابت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ کی وصیت کی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت نہیں کی اور اس کے ساتھ تمام ہو گیا اعتراض یعنی کس طرح حکم ہوا مسلمانوں کو وصیت کا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں کیا۔امام نووی نے کہا کہ شاید ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تہائی مال کے ساتھ وصیت نہیں کی اس لیے کہ آپ نے اپنے بعد مال نہیں چھوڑا۔اور رہی زمین پس اس کو اپنی زندگی میں وقف کر دیا تھا اور رہے ہتھیار اور خچر اور اس کی مانند پس تحقیق خبر دی آپ نے کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوگا یعنی تمام آپ کا مال جو آپ کے پیچھے رہے گا وہ صدقہ ہے پس نہ باقی رہی اس کے بعد وہ چیز کہ وصیت کریں اس کے ساتھ مالیت کی جہت سے اور رہی وصیتیں بغیر اس کے تو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے ان کی نفی کا ارادہ نہیں کیا اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف وصیت نہیں کی جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث آئندہ میں اس کی تصریح واقع ہوئی ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں قرینہ تھا جو مشعر تھا سوال خاص کرنے کو ساتھ بالخلافۃ وصیت کے بارے میں ۔ میں کہتا ہوں کہ ابن حبان نے روایت کی ہے یہ حدیث ایسے الفاظ کے ساتھ کہ دور کرتا ہے اشکال کو پس کہا کہ کسی نے ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے تو اس نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز نہیں چھوڑی جس میں وصیت کرتے اس نے کہا کہ لوگوں کو وصیت کا حکم کیوں کیا اور خود وصیت نہیں کی اس نے کہا کتاب اللہ کی وصیت کی اور قرطبی نے کہا کہ طلحہ کا استبعاد ظاہر ہے اس لیے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کلام کو مطلق چھوڑا پس اگر کوئی چیز معین مراد ہوتی تو اس کو خاص کرتے پس اعتراض کیا اس نے اس پر اس طرح سے کہ اللہ نے مسلمانوں پر وصیت لازم کی اور ان کو اس کا حکم ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کیوں نہیں کیا پس جواب دیا اس نے ساتھ اس چیز کے جو دلالت کرتی ہے کہ اس نے تقیید کی جگہ اطلاق کیا اور یہ مشعر ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں اعتقاد رکھتے تھے کہ وصیت واجب ہے اور یہ جو ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ أَوْصَى بِكِتَابِ اللّٰهِ تو شاید یہ

اشارہ ہے اس حدیث کی طرف کہ میں نے تم میں وہ چیز چھوڑ دی ہے کہ اگر تم اس کو پکڑو گے تو گمراہ نہ ہو گے اور مگر جو صحیح ہو چکا ہے مسلم وغیرہ میں کہ حضرت ﷺ نے اپنے مرنے کے وقت تین چیزوں کی وصیت کی ایک یہ کہ عرب کے جزیرے میں دو دین باقی نہ رہیں اور ایک روایت میں ہے کہ نکالو یہود کو عرب کے جزیرے سے دوسری یہ کہ فرمایا کہ سلوک کیا کرنا ایلچیوں سے جیسا کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور تیسری چیز کو ذکر نہیں کیا اور اسی طرح ثابت ہوا ہے نسائی میں کہ آخر اس چیز کا کہ کلام کی اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے یعنی بوقت موت وہ نماز تھی اور لونڈیاں اور سوائے ان کے اور حدیثوں سے کہ ممکن ہے حصر کرنا ان کا ساتھ تتبع کے پس ظاہر یہ ہے کہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی مراد ان کی نفی کرنی نہیں اور شاید کہ اقتصار کیا حضرت ﷺ نے وصیت پر کتاب اللہ کے ساتھ اس لیے کہ وہ اعظم اور اہم ہے اور اس لیے کہ اس میں بیان ہے ہر چیز کا یا تو بطور نص کے یا بطور استنباط کے پس جب تابع ہوں گے لوگ اس چیز کے کہ قرآن میں ہے تو عمل کریں گے ہر اس چیز پر کہ جس کا حکم کیا ان کو حضرت ﷺ نے اس آیت کی وجہ سے کہ جو تم کو رسول دے سو لے لو یا اس وقت وصیتوں مذکورہ سے اس کو کوئی چیز یاد نہ ہو گی یا یہ بات کہنے کے وقت اس کو یاد نہ ہو گی اور اولیٰ یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ نفی کے نفی خلافت کی وصیت کی ہے یا مال کی وصیت ہو اور جائز ہے مطلق نفی کرنا۔ رہی پہلی صورت میں پس ساتھ قرینہ حال کے اور رہی دوسری صورت پس اس لیے کہ وہ عرف میں متبادر ہے۔ (فتح)

۲۵۳۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ ذَكَرُوْا عِنْدَ عَائِشَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ وَصِيًّا فَقَالَتْ مَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ وَقَدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَهٗ إِلٰى صَدْرِيْ أَوْ قَالَتْ حَجْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَلَقَدِ انْخَنَثَ فِيْ حَجْرِيْ فَمَا شَعَرْتُ أَنَّهٗ قَدْ مَاتَ فَمَتٰى أَوْصٰى إِلَيْهِ.

۲۵۳۶۔ اسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے وصی تھے یعنی حضرت ﷺ نے ان کو خلافت کی وصیت کی تھی تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت ﷺ نے کب اس کو وصیت کی اور حالانکہ میں نے حضرت ﷺ کو تکیہ دیا ہوا تھا اپنے سینے سے یا کہا اپنی گود سے تو حضرت ﷺ نے ایک طشت منگوایا اور حالانکہ جھک گئے تھے میری گود میں یعنی بسبب بے جان ہونے کے تو میں نے معلوم نہ کیا کہ حضرت ﷺ فوت ہو گئے یعنی اس وقت تک تو میری گود میں تھے کہ آپ نے جان دی پس نہیں میں جانتی کہ آپ نے علی رضی اللہ عنہ کو کب وصیت کی۔

فائدہ: قرطبی نے کہا کہ شیعہ نے حدیثیں وضع کیں تھیں کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے سو رد کیا ان پر اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات پر اور اس طرح جو ان کے پیچھے ہیں۔ پس بعض اس میں وہ

چیز ہے کہ استدلال کیا اس کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور بعض اس سے یہ ہے کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے اس چیز کا اپنی جان کے لیے دعویٰ نے کیا اور نہ پیچھے اس کے کہ خلیفہ ہوئے اور نہ ذکر کیا اس کو کسی نے اصحاب رضی اللہ عنہم سے وثیقہ کے دن اور ان لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ کو عیب لگایا اور ان کی شان گھٹائی اس لیے کہ قصد کیا انہوں نے اس کی تعظیم کو اس لیے کہ منسوب کیا انہوں نے اس کو باوجود بڑی شجاعت اور بڑی بہادری کے طرف مداہنت. اور تقیہ کی یعنی کہا کہ علی رضی اللہ عنہ مرتضیٰ نے تقیہ کی وجہ سے یہ بات کہی تھی اور منسوب کیا ان کو منہ پھیرنے کی طرف طلب حق سے باوجود ان کے قادر ہونے کے اس پر۔ اور اس کے غیر نے کہا کہ ظاہر یہ ہے کہ لوگوں نے ذکر کیا نزدیک عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی ہے پس اس لیے جائز ہوا اس کو انکار کرنا اس سے اور سند پکڑی عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ملازمت کی وجہ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی مرض الموت میں یہاں تک کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں آپ کا انتقال ہوا اور نہ واقع ہوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز اس قسم کی یعنی خلافت کی وصیت سے علی رضی اللہ عنہ کے لیے پس جائز ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی نفی کرنی اس کے ہونے کی وجہ سے منحصر مجلسوں معین میں کہ نہ غائب ہوئی عائشہ رضی اللہ عنہا کسی چیز میں ان سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور آپ نے کوئی وصیت نہ کی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ نہ کیا۔ اور روایت کی امام احمد اور بیہقی نے دلائل النبوۃ میں کہ جب جنگ جمل کے دن علی رضی اللہ عنہ غالب ہوئے تو کہا کہ اے لوگو نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت میں کچھ بھی آخر حدیث تک اور لیکن خلافت کے سوائے اور وصیتیں پس وارد ہوئیں ہیں کئی حدیثوں میں کہ جمع ہوئی ہیں اس سے کئی چیزیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ جو احمد نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ جس بیماری میں آپ کا انتقال ہوا اس میں آپ نے فرمایا کہ سونے کے ٹکڑے کو کیا ہوا میں نے کہا کہ میرے پاس ہے فرمایا کہ اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈال۔ اور ایک روایت میں عبداللہ بن عقبہ سے روایت ہے کہ نہیں وصیت کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرنے کے وقت مگر تین چیزوں کی ہر ایک کے لیے داریین اور رہاویین اور اشعریین سے سو وسق اناج خیبر سے اور یہ کہ نہ چھوڑے جائیں عرب کے جزیرے میں دو دین اور یہ کہ جاری کی جائے. جماعت اسامہ رضی اللہ عنہ کی اور مسلم میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں تین چیزوں کی وصیت کرتا ہوں یہ کہ سلوک کرو ایلچیوں سے جیسے کہ میں ان سے سلوک کیا کرتا تھا اور ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں کتاب اللہ کی وصیت کرتا ہوں اور ایک روایت میں ہے کہ مرنے کے وقت اکثر وصیت آپ کی نماز کی تھی اور لونڈیوں کی یعنی ان سے سلوک کرنا اور نسائی میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنے فسادوں سے ڈرایا اپنی مرض الموت میں اور لازم پکڑنے جماعت کے اور کہا ماننے کے اور واقدی نے روایت کی ہے کہ فرمایا کہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وصیت کرتا ہوں کہ جب میں مر جاؤں تو کہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور طبرانی نے اوسط میں عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

سے روایت کی ہے کہ مرض الموت میں لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ہم کو وصیت کیجیے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ساتھ پہلے مہاجرین کے اور ان کی اولاد کے بارے میں اور جو ان کے بعد ہیں یعنی ان کے ساتھ نیکی کرنے کی اور اس حدیث کی سند میں وہ شخص ہے کہ اس کا حال معلوم نہیں اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ فرمایا کہ جب میں مر جاؤں تو نہلاؤ مجھے سات مشکوں کے ساتھ غرس کے کنویں سے اور وہ کنواں قبا میں تھا اور اس سے پانی پیا کرتے تھے اور بزار کی سند میں ہے کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ نماز پڑھیں مجھ پر ہاتھ کھلے چھوڑ کر بغیر امام کے یہ حدیث ضعیف ہے اور رافضیوں کی جھوٹی بناوٹی حدیثوں سے ہے جو کہ روایت کی کثیر بن یحییٰ نے ابوعوانہ سے اس نے اجلح سے اور اس نے زید بن علی بن حسین سے کہ جب وہ دن ہوا جس میں آپ نے انتقال فرمایا پس ذکر کیا دراز قصہ اس کے بارے میں پس علی رضی اللہ عنہ داخل ہوئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا اٹھ کھڑی ہوئی پس جھکے حضرت ﷺ پر پس خبر دی اس کو ساتھ ہزار باب کے یعنی دروازے کے جو قیامت سے پہلے ہوگا کھولا جائے گا ہر دروازے سے ہزار دروازہ اور یہ حدیث مرسل ہے یا معضل ہے۔(فتح)

بَابُ أَنْ يَّتْرُكَ وَرَثَتَهُ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّتَكَفَّفُوا النَّاسَ .

باب ہے اس بیان میں کہ اگر اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ مانگیں لوگوں سے ہتھیلی پھیلا کر۔

فائدہ: اسی طرح اختصار کیا لفظ حدیث پر پس باب باندھا اس کے ساتھ۔ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے کہ جس شخص کے پاس مال تھوڑا ہو تو نہیں ہے مستحب اس کے لیے وصیت جیسا کہ پہلے گذر چکا۔(فتح)

۲۵۳۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِي وَ أَنَا بِمَكَّةَ وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَّمُوْتَ بِالْأَرْضِ الَّتِيْ هَاجَرَ مِنْهَا قَالَ يَرْحَمُ اللهُ ابْنَ عَفْرَآءَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أُوْصِيْ بِمَالِيْ كُلِّهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالشَّطْرُ قَالَ لَا قُلْتُ الثُّلُثُ قَالَ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَّتَكَفَّفُوْنَ

۲۵۳۷۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا اور حضرت ﷺ میری خبر پوچھنے کو آئے اور حالانکہ میں مکے میں تھا یعنی حجۃ الوداع میں اور حضرت ﷺ برا جانتے تھے یہ کہ مرے اس زمین میں جس سے ہجرت کی ہو تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرے عفراء کے بیٹے پر میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں اپنے کل مال کی وصیت کرتا ہوں یعنی اپنا کل مال خیرات کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ دو تہائی مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں پھر میں نے کہا کہ آدھے مال کی وصیت کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں پھر میں نے کہا کہ تہائی مال کی

النَّاسَ فِيْ أَيْدِيْهِمْ وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ حَتَّى اللُّقْمَةَ الَّتِيْ تَرْفَعُهَا إِلَى فِيْ امْرَأَتِكَ وَعَسَى اللّٰهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ.

وصیت کروں فرمایا ہاں تہائی کی وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے تو بہتر ہے اس سے کہ ان کو محتاج چھوڑے کہ مانگیں لوگوں سے ہاتھ پھیلا کر اور تحقیق جب تو کچھ خرچ کرے گا تو وہ صدقہ ہے یہاں تک کہ وہ لقمہ جس کو اپنی بی بی کے منہ میں ڈالے گا یعنی اس کا بھی تجھ کو ثواب ملے گا اور عنقریب ہے کہ اللہ تجھ کو اس بیماری سے اٹھائے یعنی تیری زندگی دراز ہوگی (اور اسی طرح اتفاق ہوا کہ سعد رضی اللہ عنہ اس کے بعد پچاس برس تک جیتے رہے) یہاں تک کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ اور ضرر پائیں گے تجھ سے اور لوگ اور اس دن اس کی ایک بیٹی کے سوا اور کچھ اولاد نہ تھی۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ تعبیر کی حضرت ﷺ نے وارثوں کے ساتھ اور نہ فرمایا کہ اگر تو اپنی بیٹی کو چھوڑے باوجود اس کے کہ نہ تھی اس کے لیے اس دن مگر ایک بیٹی۔ اس لیے کہ وارث اس وقت متحقق نہ ہوئے تھے اس لیے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تھی بنا بر اپنے مرنے اس بیماری میں اور باقی رہنے بیٹی کے اس کے بعد تا کہ وہ اس کی وارث ہو اور یہ بھی جائز تھا کہ وہ اس سے پہلے مرجائے سو جواب دیا حضرت ﷺ نے کلی کلام کے ساتھ ہر حالت کے لیے اور وہ وَرَثَتَكَ ہے اور نہ خاص کیا بیٹی کو اس کے غیر سے اور یہ جو فرمایا کہ جب تو کچھ خرچ کرے الخ تو ایک روایت میں اس کے بدلے یہ ہے کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا اللہ کی رضامندی کے لیے اس کا ضرور ثواب پائے گا یہ روایت مقید ہے اللہ کی رضامندی کے ساتھ۔ اور متعلق کیا ثواب کے حاصل ہونے کو اس کے ساتھ اور یہ معتبر ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ واجب کا ثواب نیت سے زیادہ ہوتا ہے اس لیے کہ بیوی پر خرچ کرنا واجب ہے اور اس کے فعل میں ثواب ہے سو جب اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی کی نیت کرے تو اس کا ثواب اس کے ساتھ زیادہ ہوگا یہ بات ابن ابی حمزہ نے کہی اور نفقہ کے ساتھ تنبیہ کی اس کے غیر پر وجوہ احسان اور نیکی سے اور یہ جو کہا کہ جو کچھ تو خرچ کرے گا الخ تو وہ وجہ تعلق اس قول کی ساتھ قصے وصیت کے یہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ کا سوال مشعر ہے اس کے ساتھ کہ اس نے بہت ثواب لینے کی رغبت کی سو جب حضرت ﷺ نے اس کو تہائی پر زیادہ کرنے سے منع کیا تو اس کو بطور تسلی کے فرمایا کہ جو کچھ کہ تو اپنے مال میں کرے صدقہ حاضر سے اور نفقہ سے اگرچہ واجب ہو تو اس کا ثواب پائے گا جب کہ تو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہے گا۔ اور شاید خاص کیا ہے عورت کو ذکر کے ساتھ اس لیے کہ اس کا نفقہ ہمیشہ جاری رہتا ہے بخلاف اس کے غیر کے۔ ابن دقیق العید نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ خرچ کرنے

میں ثواب مشروط ہے نیت کے صحیح ہونے کے ساتھ اور اللہ کی رضامندی چاہنے کے ساتھ ۔اور یہ مشکل ہے جب کہ عارض ہو اس کو مقتضی شہوت کا پس تحقیق نہیں حاصل ہوتی غرض ثواب سے یہاں تک کہ اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور پہلے گذر چکی ہے تخلیص اس مقصود کی اس چیز سے کہ ملے اس کو اور کبھی اس میں اس پر دلیل ہوتی ہے کہ واجب جب ادا کیا جائے اوپر قصد اداواجب کے اللہ کی رضامندی چاہنے کے لیے تو اس پر اس کو ثواب ملتا ہے پس تحقیق قول آپ کا حتّٰی مَا تَجْعَلَ فِیْ فِی امْرَاَتِكَ نہیں تخصیص ہے اس کے لیے غیر واجب کے ساتھ اور اس جگہ لفظ حتی کا تقاضہ کرتا ہے مبالغہ کا ثواب حاصل کرنے میں بہ نسبت معنی کے ۔اور یہ جو کہا کہ نفع پائیں گے تجھ سے بہت لوگ الخ تو مراد اس سے یہ ہے کہ فائدہ پائیں گے تجھ سے مسلمان غنیموں کے ساتھ اس چیز پر کہ جو فتح کرے گا اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر کافروں کے شہروں کو اور تیرے ہاتھ سے ضرر پائیں گے وہ کافر جو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوں گے ۔اور یہ جو کہا کہ اس دن اس کی صرف ایک بیٹی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں وارث بنتی میری مگر ایک بیٹی اور نووی وغیرہ نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہیں کہ نہیں وارث ہوتی مجھ کو اولاد سے یا خاص وارثوں سے یا عورتوں سے نہیں تو سعد رضی اللہ عنہ کے لیے عصبے تھے اور وہ بہت تھے اور بعض کہتے ہیں کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں وارث ہے مجھ کا کوئی اصحاب فروض اور اس حدیث میں کئی فائدے ہیں سوائے اس کے جو پہلے گزرے ہیں بیمار کی زیاررت کا مشروع ہونا امام کے لیے اور جو اس سے کم ہو اور موکد ہوتی ہے ساتھ سخت ہونے بیماری کے اور یہ کہ مستحب ہے رکھنا ہاتھ کا بیمار کے ماتھے اور اس کے منہ پر اور بیمار عضو پر ہاتھ پھیرنا اور کشادگی کرنی اس کے لیے اس کی زندگی کے دراز ہونے میں اس لیے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے ماتھے پر رکھا پھر میرے منہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ الٰہی شفا بخش سعد کو اور اس کی ہجرت پوری کر پس ہمیشہ میں آپ کے ہاتھ کی سردی پاتا رہا اور یہ کہ جائز ہے خبر دینی بیمار کی اپنی بیماری کی شدت کے ساتھ اور قوت دکھ اپنے کے جب کہ نہ مقترن ہو اس کے ساتھ کوئی چیز کہ منع ہے یا مکروہ ہے نہ راضی ہونے سے ساتھ اللہ کی قضا کے بلکہ جس جگہ یہ ہو دعا کے چاہنے کے لیے یا دوا کے اور بہت وقت مستحب ہوتا ہے ۔اور یہ کہ یہ نہیں منافی ہے متصف ہونے صبر محمود کے ساتھ اور جب کہ یہ بیماری کے درمیان جائز ہے تو تندرستی کے بعد خبر دینی بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور یہ کہ اعمال نیکی اور بندگی کے جب کہ ہو اس سے وہ چیز کہ نہیں ممکن ہے تدارک اس کا تو قائم ہوتا ہے اس کا غیر ثواب میں اس کی جگہ اور بہت وقت اس پر زیادہ ہوتا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے خوف کیا یہ کہ مرے اس گھر میں جس سے اس نے ہجرت کی پس فوت ہو اس سے بعض ثواب اس کی ہجرت کا پر خبر دی اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کہ اگر اپنی ہجرت کی جگہ سے متخلف رہا اور پس عمل کیا کوئی نیک عمل حج یا جہاد وغیرہ تو ہوگا اس کے لیے ثواب بدلے اس چیز کے کہ فوت ہوا ہے اس سے اور جہت سے اور یہ کہ جائز ہے جمع کرنا مال کا اس لیے کہ تنوین اس کے قول میں و انا ذو مال کثرت کے

لیے ہے اور اس کے بعض طرق میں صریح واقع ہوا ہے کہ میں بہت مال دار ہوں ۔اور اس حدیث میں رغبت دلانی ہے صلہ رحمی اور احسان کرنے پر قرابت داروں کی طرف اور یہ کہ قریب ناتے دار کے ساتھ سلوک کرنا افضل ہے بعید کے ساتھ سلوک کرنے سے اور خرچ کرنے سے نیکی کی راہوں میں اس لیے کہ مباح امر میں جب اللہ کی رضامندی کا قصد کرے تو وہ بندگی ہو جاتی ہے اور تحقیق تنبیہ کی اس پر ساتھ اقل حظوظ دنیاوی عادی کے اور وہ رکھنا لقمہ کا ہے اپنی بی بی کے منہ میں اس لیے کہ نہیں ہوتا ہے یہ اکثر اوقات مگر وقت ملاعبت اور کھیل کے اور باوجود اس کے پس اس کے فاعل کو ثواب ملتا ہے جب کہ اس کے ساتھ قصد صحیح ہو پس کس طرح ہے اس چیز کے ساتھ کہ وہ اس سے اوپر ہے اور اس میں یہ ہے کہ منع ہے نقل کرنا مردے کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اس لیے کہ اگر یہ امر جائز ہوتا تو البتہ حکم کرتے حضرت ﷺ نقل کرنے کا سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ کے۔خطابی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو تو جائز ہے اس کو وصیت کرنی تہائی سے زیادہ کی حضرت ﷺ کے قول کے وجہ سے اگر تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جس کا کوئی وارث نہ ہو نہ پرواہ کرے گا وہ وصیت کے ساتھ اس چیز سے کہ زیادہ ہو اس لیے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی وارث نہیں چھوڑتا کہ اس پر محتاجی کا خوف ہو اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا بایں طور کہ یہ محض تعلیل نہیں ۔اور سوائے اس کے نہیں کہا اس میں تنبیہ ہے زیادہ تر نفع دینے والی چیز پر اور اگر محض تعلیل ہوتی تو البتہ تقاضہ کرتی کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت جائز ہو جس کے وارث مال دار ہوں اور البتہ ہوتی ان پر وصیت بغیر ان کی اجازت کے اور اس کا کوئی قائل نہیں اور تقدیر اس بات کی کہ تعلیل محض ہو پس وہ کم کرنے کے لیے ہے تہائی سے نہ کہ زیادہ کرنے کے لیے اس پر اس لیے کہ جب حضرت ﷺ نے تہائی کی وصیت جائز رکھی اور یہ کہ نہ اعتراض کیا جائے اس کے ساتھ وصیت کرنے والے پر مگر یہ کہ اس سے کم کرنا اولیٰ ہے خاص کر اس کو جس کے وارث مال دار نہ ہوں پس تنبیہ کی سعد رضی اللہ عنہ کو اس پر اور اس میں بند کرنے ذریعے کا ہے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ نہ پھیر ان کو ان کی ایڑیوں پر تا کہ نہ ذریعہ پکڑے کوئی ساتھ بیماری کے حب وطن کے سبب کے لیے۔یہ بات ابن عبد البر نے کہی ہے اور اس میں مقید کرنا ہے مطلق قرآن کے کو سنت کے ساتھ اس لیے کہ اللہ نے فرمایا کہ وصیت کے بعد کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے پس اس میں مطلق وصیت کا ذکر ہے اور قید کیا ہے اس کو سنت نے تہائی کے ساتھ اور یہ کہ جو اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑے اس کو اس میں رجوع کرنا لائق نہیں اور نہ وہ اس میں سے کسی چیز مختار ہے اور اس میں افسوس ہے اس چیز کے فوت ہونے پر کہ حاصلھو اس کے ساتھ ثواب اور یہ کہ جس سے یہ فوت ہو وہ جلدی کرے اس کے پورا کرنے کی طرف اس کے غیر کے ساتھ اور اس میں تسلی ہے اس شخص کے لیے کہ فوت ہو اس سے کوئی کام کاموں سے اس چیز کے حاصل کرنے کے ساتھ کہ وہ اس سے اعلیٰ ہے اس لیے کہ اشارہ کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے نیک عمل سے اس کے بعد۔اور یہ کہ جائز ہے صدقہ کرنا سارے مال

کا اس شخص کے لیے کہ صبر کے ساتھ مشہور ہو اور نہ ہو اس کے لیے وہ شخص کہ اس کا خرچ اس پر لازم ہو اور یہ مسئلہ کتاب الزکاۃ میں پہلے گذر چکا ہے اور یہ کہ جائز ہے استفسار کرنا محل سے جب کہ کئی وجھوں کا احتمال رکھے اس لیے کہ جب سعد رضی اللہ عنہ کو سارے مال کی وصیت کرنے سے منع کیا تو اس کے نزدیک احتمال ہوا کہ اس سے کم میں شاید منع ہو اور شاید جائز ہے پس استفسار کیا اس چیز سے کہ اس سے کم ہے۔ اور اس میں نظر کرنی ہے وارثوں کی بھلائیوں میں اور یہ خطاب شارع کا واحد کے لیے عام ہوتا ہے اس شخص کو کہ اس کی صفت پر ہو مکلفین سے علماء کے اتفاق کرنے کی وجہ سے اوپر حجت پکڑنے کے ساتھ اس حدیث کے اگرچہ واقع ہوا خطاب ساتھ مفرد کے صیغے کے ساتھ اور البتہ بعید بات کہی اس شخص نے جس نے کہا کہ یہ حکم سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص ہے جو اس کی طرح ہو اس شخص سے کہ اپنے پیچھے ضعیف وارث چھوڑے یا جو پیچھے چھوڑے وہ قلیل ہو اس لیے کہ بیٹی کی شان سے ہے یہ بات کہ اس میں طمع کی جائے اور اگر ہو بغیر مال کے تو نہ رغبت کی جائے اس کے بارے میں اور یہ کہ جو تھوڑا مال چھوڑے پس اس کے لیے اختیار ہے وصیت کو ترک کرنے کا اور باقی رکھنا مال کو وارثوں کے لیے اور یہ کہ اس میں رعایت ہے عدل کی وارثون کے درمیان اور رعایت ہے عدل کی وصیت میں۔ اور یہ کہ تہائی کثرت کی حد میں ہے اور تحقیق اعتبار کیا ہے بعض فقہاء نے غیر وصیت میں اور حاجت ہوئی احتجاج کی اس کے ساتھ طرف ثبوت طلب کثرت کے بیچ حکم معین کے۔ اور یہ جو کہا کہ تہائی بہت ہے تو اس کا معنی یہ ہے کہ تجھ کو تہائی کافی ہے اور احتمال ہے کہ یہ جواز کے بیان کے لیے ہو یعنی تہائی مال کی وصیت کرنی جائز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کی وصیت کی جائے اور اس پر زیادہ نہ کیا جائے اور یہی ہے وہ چیز کہ جس کی طرف فہم دوڑتا ہے اور احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ تہائی کی وصیت کرنا اکمل ہے یعنی اس کا ثواب بہت ہے اور احتمال ہے کہ اس کا معنی یہ ہوں کہ بہت ہے تھوڑا نہیں اور یہ سب معنوں سے اولیٰ ہے یعنی کثرت نسبتی امر ہے اور یہ جو کہا کہ نہیں وارث ہوتی میری مگر بیٹی تو استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو قائل ہے رد کرنے کا باقی کے ذوی الارحام پر قول میں حصر کی وجہ سے کہ نہیں وارث ہے میری مگر میری بیٹی اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ مراد ذوی الفروض ہیں جیسا کہ پہلے گذرا اور جو رد کرنے کا قائل ہے وہ اس کے ظاہر کا قائل نہیں اس لیے کہ وہ دیتے ہیں اس کو اس کا فرض پھر رد کرتے ہیں پر باقی کو اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتداء میں سب کی مالک ہوتی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالثُّلُثِ. تہائی مال کی وصیت کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا یا مشروعیت اس کی اور اس کی تقریر پہلے باب میں گذر چکی ہے اور اجماع قرار پا چکا ہے اس پر کہ تہائی سے زیادہ مال کے ساتھ وصیت کرنا منع ہے لیکن اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جس کا وارث ہو اور اس کی شرح آئے گی باب الا وصیۃ لوارث میں۔ اور اس شخص کے حق میں کہ اس کا کوئی وارث نہ ہو پس جمہور

اس کو منع کرتے ہیں اور جائز کہا ہے اس کو حنفیہ اور اسحق اور شریک اور احمد نے ایک روایت میں اور یہی ہے قول علی اور ابن مسعود کا اور ان کی حجت یہ ہے کہ وصیت آیت مطلق ہے اور اس کو سنت نے مقید کیا ہے اس شخص کے ساتھ کہ جس کا کوئی وارث ہو اور جس کا کوئی وارث نہیں وہ اپنے اطلاق پر باقی رہے گا۔اور پہلے باب میں ان کی ایک توجیہ گزر چکی ہے اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا اعتبار کیا جائے تہائی مال کا وصیت کے وقت یا موت کے وقت اور یہ اختلاف دو قولوں پر ہے اور یہ دو وجہیں ہیں شافعیہ کے لیے اور زیادہ ترجیح دوسری وجہ ہے پس قائل ہے پہلی وجہ کے ساتھ مالک اور اکثر عراقی اور یہی قول ہے نخعی اور عمر بن عبد العزیز کا اور وجہ ثانی کا قائل ہے ابو حنیفہ اور احمد اور باقی اور یہی قول ہے علی بن ابی طالب کا اور تابعین کی ایک جماعت کا اور پہلوں نے تمسک کیا ہے اس کے ساتھ وصیت عقد میں اور عقود اعتبار کیے جاتے ہیں ساتھ اول اپنے کے اور اس طرح کہ اگر نذر مانی یہ کہ صدقہ کرے اپنے تہائی مال کے ساتھ تو اعتبار کیا جاتا ہے یہ نذر کے وقت۔اور جواب دیا گیا ہے اس طرح سے کہ نہیں وصیت عقد ہر جہت سے اس لیے نہیں اعتبار کی جاتی اس میں فوریت اور نہ قبول اور جواب دیا گیا ہے ساتھ فرق کے درمیان نذر اور وصیت کے اس طرح سے کہ وصیت سے رجوع جائز ہے اور نذر لازم ہوتی ہے اور نتیجہ اس اختلاف کا ظاہر ہوتا ہے اس چیز میں کہ جب حادث ہو اس کے لیے مال وصیت کے بعد اور نیز اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیا حساب کیا جائے تہائی حصے کا تمام مال سے یا نافذ ہوگی اس چیز کے ساتھ کہ جانتا ہے اس کو موصی یعنی وصیت کرنے والا سوائے اس کے جو اس پر پوشیدہ ہے یا نیا حاصل ہوا اس کے لیے اور نہیں معلوم کیا اس نے اس کو اور پہلے قول کے قائل ہیں جمہور اور دوسرے کے قائل ہیں مالک اور جمہور کی حجت یہ ہے کہ نہیں شرط ہے کہ یاد کرے تعداد مال کی مقدار کی وصیت کے وقت اتفاقاً اگرچہ اس کی جنس اس کو معلوم ہو پس اگر اس کا معلوم کرنا شرط ہوتا تو البتہ پھر جائز نہ ہوتا۔(فتح)

وَقَالَ الْحَسَنُ لَا يَجُوزُ لِلذِّمِّيِّ وَصِيَّةٌ إِلَّا الثُّلُثَ.

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ نہیں جائز ہے ذمی کے لیے وصیت مگر ساتھ تہائی مال کے اگر ذمی کافر وصیت کرے تو نہیں نافذ ہوگی مگر تہائی میں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ مراد بخاری کی ساتھ اس کے رد کرنا ہے اس شخص پر جو حنفیہ کی طرح کہتا ہے کہ جو وارث نہ ہو اس کے لیے تہائی مال سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا درست ہے اور اسی لیے حجت پکڑی ہے اس نے اللہ کے قول کے ساتھ کہ حکم کر وان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے اور وہ چیز کہ حکم کیا ہے اس کے ساتھ حضرت ﷺ نے تہائی مال کی وصیت کرنے کا وہی حکم ہے اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری سو جس نے اس حد سے تجاوز کیا تو اس نے ممنوع کام کیا اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی یہ مراد نہیں بلکہ اس کی مراد آیت سے شہادت لینی ہے اس پر کہ جب ذمی کے وارث ہمارے پاس مقدمہ لائیں تو نہیں جاری ہوگی اس کی وصیت مگر تہائی مال سے

اس لیے کہ ہم نہیں حکم کرتے ان کے درمیان مگر اسلام کے حکم کے ساتھ اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے کہ حکم کر وان کے درمیان اس چیز کے ساتھ کہ اللہ نے اتاری ہے۔ (فتح)

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اُمِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْكُمَ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ﴾.

یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حکم ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہ حکم کریں درمیان ان کے ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری اللہ نے فرمایا کہ حکم کر ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے کہ اللہ نے اتاری۔

۲۵۳۸۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَوْ غَضَّ النَّاسُ اِلَى الرُّبْعِ لِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ اَوْ كَبِيْرٌ.

۲۵۳۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کم کریں لوگ وصیت کو تہائی سے چوتھائی تک تو بہتر ہو اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تہائی مال کے ساتھ وصیت کرو اور تہائی بھی بڑی ہے یا فرمایا بہت ہے۔

فائدہ: یہ مانند تعلیل کے اس چیز کے لیے کہ اختیار کیا ہے اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کم کرنے سے تہائی سے اور شاید ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لیا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کرنے سے تہائی کو کثرت کے ساتھ اور اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے اور جس نے لیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کو مانند اسحق بن راہویہ کی اور مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ مستحب ہے کہ تہائی مال سے کم کی جائے اور نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں لکھا ہے کہ اگر وارث محتاج ہو تو مستحب ہے کہ تہائی سے کم کی جائے اور اگر مال دار ہو تو نہ کم کی جائے۔ (فتح)

۲۵۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ هَاشِمِ بْنِ هَاشِمٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرِضْتُ فَعَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا يَرُدَّنِيْ عَلٰى عَقِبِيْ قَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ يَرْفَعُكَ وَيَنْفَعُ بِكَ نَاسًا قُلْتُ اُرِيْدُ اَنْ اُوْصِيَ وَاِنَّمَا لِي ابْنَةٌ

۲۵۳۹۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بیمار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بیمار پرسی کی تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو اپنی ایڑیوں پر نہ پھیرے یعنی جس جگہ سے میں نے ہجرت کی یعنی مکے سے وہاں مجھ کو نہ مارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ تجھ کو بیماری سے اٹھائے اور نفع پائیں ساتھ تیرے کئی لوگ میں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں یعنی اپنا مال خیرات کروں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میری صرف ایک بیٹی

قُلْتُ أُوْصِي بِالنِّصْفِ قَالَ النِّصْفُ كَثِيْرٌ قُلْتُ فَالثُّلُثِ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ أَوْ كَبِيْرٌ قَالَ فَأَوْصَى النَّاسُ بِالثُّلُثِ وَجَازَ ذٰلِكَ لَهُمْ.

ہے تو میں نے کہا کہ میں آدھے مال کی وصیت کرتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدھا مال بہت ہے میں نے کہا کہ تہائی مال کی وصیت کرتا ہوں فرمایا کہ تہائی کی وصیت کر اور تہائی بھی بہت ہے راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کے ساتھ وصیت کی اور جائز ہوئی وصیت ان کے لیے تہائی کی۔

فائدہ: میں نے اس حدیث کے کسی طریق میں نہیں دیکھا کہ نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہو اور سوائے اس کے نہیں کہ اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں کل میں اور نہ دو تہائیوں میں اور نہیں ہے اس روایت میں اشکال مگر اس جہت سے کہ اس میں نصف کو کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور تہائی کو بھی کثرت کے ساتھ موصوف کیا ہے پس کس طرح منع ہوئی وصیت ساتھ آدھے مال کے اور جائز ہوئی ساتھ تہائی کے اور اس کا جواب یہ کہ دوسری روایت جس میں نصف کا جواب ہے دلالت کرتی ہے آدھے مال کے منع ہونے پر اور اس کی تہائی میں منع نہیں آئی بلکہ اقتصار کیا اوپر اس کے وصف کرنے کے کثرت کے ساتھ اور اس کی علت بیان کی کہ وارثوں کو مال دار باقی چھوڑنا اولیٰ ہے بنا بر اس کے پس قول اس کا الثلث خبر مبتدا محذوف کی ہے تقدیر اس کی مباح ہے اور آپ کا قول الثلث کثیر دلالت کرتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ اس سے کم کیا جائے اور یہ جو راوی نے کہا کہ لوگوں نے تہائی کی وصیت کی تو شاید مراد امام بخاری کی اس کے ساتھ اشارہ کرنا ہے کہ تہائی سے کم کرنا جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے وہ استحباب کے لیے ہے نہ کہ منع کے لیے تطبیق کی وجہ سے دونوں حدیثوں کے درمیان۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ الْمُوْصِي لِوَصِيِّهِ تَعَاهَدْ وَلَدِيْ وَمَا يَجُوْزُ لِلْوَصِيِّ مِنَ الدَّعْوٰى.

باب ہے بیان میں قول وصیت کرنے والے کے لیے اپنے وصی کے یعنی جس کو وصیت کی کہ میری اولاد کی خبر گیری کر اور بیان ہے اس چیز کا کہ جائز ہے وصی کے لیے دعوی سے۔

فائدہ: وارد کی بخاری نے اس میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جھگڑے کے قصے کے بارے میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے درمیان۔ اور تحقیق باب باندھا ہے اس کے لیے کتاب الاشخاص میں دَعْوَى الْمُوْصِيْ لِلْمَيِّتِ اَیْ عَنِ الْمَيِّتِ یعنی مردے کی طرف سے اور نکالنا دونوں امروں مذکورہ کا ترجمہ میں حدیث سے ظاہر ہے اور اس کی شرح کتاب الفرائض میں آئے گی۔ (فتح)

٢٥٤٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

۲۵۴۰۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عقبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ زمعہ کی

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلٰى أَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ ابْنُ أَخِيْ قَدْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِيْ وَابْنُ أَمَةِ أَبِيْ وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ كَانَ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِبِيْ مِنْهُ لِمَا رَأٰى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ.

لونڈی کا بیٹا مجھ سے ہے یعنی میرے نطفے سے ہے سو لے لینا اس کو طرف اپنی سو جب فتح مکہ کا سال ہوا تو اس کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے لیا اور کہا کہ میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے حق میں وصیت کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے پس سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول! میرا بھتیجا ہے میرے بھائی نے مجھ کو اس کے متعلق وصیت کی تھی تو عبد بن زمعہ نے کہا کہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تیرے لیے ہے اے عبد بن زمعہ کہ لڑکا صاحب بچھونا کے لیے اور زانی کے لیے محرومی ہے یعنی میراث اور نسب سے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ رضی اللہ عنہا زمعہ کی بیٹی کو فرمایا کہ تو پردہ کر اس سے اے سودہ بسبب اس چیز کے کہ دیکھی مشابہت اس کی ساتھ عتبہ کے تو اس لڑکے نے اس سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا یہاں تک کہ مر گیا۔

بَابُ إِذَا أَوْمَأَ الْمَرِيْضُ بِرَأْسِهِ إِشَارَةً بَيِّنَةً جَازَتْ.

جب اشارہ کرے بیمار اپنے سر سے اشارہ ظاہر جس میں کچھ خفا نہ ہو۔

فائدہ: یعنی (شرح فتح الباری میں ترجمۃ الباب میں اجازت کے عوض تعرف ہے یعنی جب مریض اپنے سر کے ساتھ ایسا اشارہ ظاہر کرے جس سے اس کا مطلب سمجھا جائے پس اس نسخہ کے مطابق جواب شرط محذوف ہے جس کی تقریر شارح نے یوں نکالی ہے ای هَلْ يُحْكَمُ بِهَا یعنی کیا اس اشارہ کے بموجب حکم کیا جا سکتا ہے پس مترجم صاحب نے اختلاف نسخین کو نظر انداز کر کے گڈ مڈ کر دیا حالانکہ نسخہ متن میں حجاب شرط اجازت مذکور پر بولا ہے جس کے ہوتے ہوئے یہ استفہام بالکل غیر موزون ہے۔ ابو محمد غفر عنہ) کیا حکم کیا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

۲۵۴۱۔ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ أَبِيْ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

۲۵۴۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ایک لڑکے کا سر دو پتھروں کے درمیان کچلا یعنی ایک پتھر اس کے سر

أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ فَقِيْلَ لَهَا مَنْ فَعَلَ بِكِ أَفُلَانٌ أَوْ فُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَوْمَأَتْ بِرَأْسِهَا فَجِيْءَ بِهٖ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى اعْتَرَفَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَأْسُهٗ بِالْحِجَارَةِ.

کے نیچے رکھا اور ایک اوپر سے مارا تو اس کو کہا گیا کہ کس نے تیرے ساتھ یہ کام کیا ہے کیا فلاں نے کیا یا فلاں نے کیا یعنی جن جن پر گمان تھا ان کا نام لیا یہاں تک کہ یہودی کا نام لیا گیا تو لڑکی نے اپنے سر سے اشارہ کیا یعنی ہاں پھر اس کو لایا گیا تو ہمیشہ رکھا اس کو یہاں تک کہ اس نے اقرار کیا کہ میں نے ہی یہ کام کیا ہے تو حضرت ﷺ نے حکم دیا تو اس کا سر پتھروں سے کچلا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بیمار اپنے سر سے اشارہ کرے تو اشارہ معتبر ہے۔

بَابُ لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ. نہیں جائز ہے وصیت وارث کے لیے۔

فائدہ: یہ ترجمہ حدیث مرفوع کا لفظ ہے۔ گویا کہ نہیں ثابت ہوئی ہے وہ بخاری کی شرط پر پس باب باندھا اس کے ساتھ اپنی عادت کے موافق اور بے پرواہ ہوا اس چیز کے ساتھ کہ دے اس کو حکم تحقیق روایت کیا اس کو ابو داود اور ترمذی وغیرہ نے ابی امامہ کی حدیث سے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ حجۃ الوداع کے دن اپنے خطبے میں فرماتے تھے کہ اللہ نے ہر حقدار کو اپنا حق دیا پس نہیں جائز وصیت وارث کے لیے اور اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش ہے اور تحقیق اس کی حدیث کو قوی کیا ہے شامیوں سے ایک جماعت نے اماموں سے ان میں سے احمد اور بخاری ہیں اور یہ حدیث اس نے شرجیل بن مسلم سے روایت کی ہے اور وہ شامی سے ثقہ ہیں اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس باب میں عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے ہے ترمذی اور نسائی کے نزدیک اور انس رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ کے نزدیک اور عمرو بن شعیب اور جابر رضی اللہ عنہ سے دار قطنی کے نزدیک اور علی رضی اللہ عنہ سے ابن ابی شیبہ کے نزدیک اور ان میں سے کسی کی سند کلام سے خالی نہیں لیکن ان کا مجموع تقاقضہ کرتا ہے کہ حدیث کی اصل موجود ہے۔ بلکہ شافعی نے ام میں کہا کہ یہ متن متواتر ہیں پس کہا امام شافعی نے کہ پایا ہم نے اہل فتوی کو اور اس شخص کو کہ یاد رکھا ہم نے ان سے اہل علم بالمغازی سے قریش وغیرہ سے کہ نہیں مختلف ہیں اس میں کہ حضرت ﷺ نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں وصیت وارث کے لیے اور روایت کرتے ہیں اس کو ان لوگوں سے کہ یاد رکھا ہے انہوں نے اس کو آپ سے ان سے کہ ملاقات کی ہے انہوں نے آپ سے پس ہوگی یہ نقل کل کی کل سے پس یہ قوی تر ہے واحد کی نقل سے اور تنازع کیا فخر رازی نے اس حدیث کے متواتر ہونے میں اور اگر اس بات کو تسلیم کر بھی لیں تو مشہور شافعی کے مذہب سے یہ ہے کہ قرآن سنت کے ساتھ منسوخ نہیں ہوتا لیکن اس میں حجت اجماع ہے بنا بر اپنے مقتضی کے جیسا کہ شافعی وغیرہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اور مراد وصیت کے نہ صحیح ہونے سے وارث کے لیے عدم لزوم ہے یعنی نہیں لازم ہوتی اس

لیے کہ اکثر اس پر ہیں کہ وہ موقوف ہے وارثوں کی اجازت پر۔اور دار قطنی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ نہیں ہے جائز وصیت وارث کے لیے مگر یہ کہ وارث چاہیں کما سیاتی بیانہ ۔اور اس کے راوی معتبر ہیں اور شاید بخاری نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے پس باب باندھا حدیث کے ساتھ ۔اور یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی موقوفا بھی روایت آئی ہے لیکن اس کی تفسیر میں اخبار ہے اس چیز کے ساتھ کہ تھی حکم سے پہلے قرآن کے اترنے سے ۔پس ہوگئی مرفوع کے حکم میں اس تقریر کی وجہ سے اور اس کی دلالت کی وجہ ترجمہ کے ساتھ اس جہت سے ہے کہ منسوخ ہونا وصیت کا والدین کے لیے اور ثابت کرنے کے لیے میراث کو ان کے لیے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے ماں باپ کے لیے میراث اور وصیت کو اور جب اس طرح ہوا تو جو ان دونوں سے کم ہے اولیٰ ہے اس کے ساتھ کہ نہ جمع کیا جائے اس کے لیے یہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وصیت ماں باپ اور قرابت والوں کے لیے تھی الخ پس ظاہر ہوئی وجہ مناسبت کی اس زیادتی کے ساتھ ۔(فتح الباری)

٢٥٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ وَّرْقَاءَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ.

٢٥٤٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابتدائے اسلام میں مال سب اولاد کا تھا اور وصیت ماں باپ کے لیے تھی یعنی ماں باپ وارثوں میں داخل نہ تھے تو منسوخ کیا اللہ نے اس حکم سے جو کچھ چاہا پس ٹھہرایا مرد کے لیے مانند حصوں دو عورتوں کی یعنی دو عورتوں کے برابر اور ٹھہرایا ماں باپ کے لیے ہر ایک کو دونوں میں سے چھٹا حصہ اور ٹھہرایا عورت کے لیے آٹھواں حصہ یعنی جب کہ خاوند کی اولاد ہو اور چوتھائی جب کہ اولاد نہ ہو اور ٹھہرایا خاوند کے لیے آدھا مال اور چوتھائی یعنی دو حالوں میں ۔

فائدہ: جمہور علماء نے کہا کہ یہ وصیت اول اسلام میں واجب تھی میت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے بنا بر اس کے کہ مناسب جانے اس کو میت برابری کرنی اور تفضیل سے پھر یہ حکم فرائض کی آیت سے منسوخ ہوا۔اور بعض کہتے ہیں کہ وصیت ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے تھی سوائے اولاد کے پس وہ وارث ہوتی تھی اس چیز کی جو وصیت کے بعد باقی رہتی ۔اور ابن شریح نے عجیب بات کہی پس کہا کہ مکلّف تھے وصیت کے والدین اور قرابت داروں کے لیے بقدر حصہ کے کہ اللہ کے علم میں مقدر تھا پہلے اس کے اتارنے کے ۔اور امام الحرمین نے اس پر سخت انکار کیا۔اور بعض کہتے ہیں کہ آیت مخصوص ہے اس لیے کہ اقربین عام ہے اس سے کہ وارث ہوں اور ان سب کے لیے وصیت واجب تھی پس خاص کیا گیا وصیت کی آیت سے وہ شخص کہ وارث نہیں فرائض کی آیت کی رو سے اور

حضرت ﷺ کے قول کے ساتھ کہ وارث کے لیے وصیت جائز نہیں ہے اور باقی رہا حق اس شخص کہ نہیں وارث اقربین سے وصیت میں اپنے حال پر یہ قول طاؤس وغیرہ کا ہے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ مقرر کرنے ناسخ آیت وصیت کے ماں باپ اور قرابت داروں کے لیے۔ سو بعض کہتے ہیں کہ فرائض کی آیت سے اور بعض کہتے ہیں کہ حدیث مذکور سے اور بعض کہتے ہیں کہ اس پر اجماع نے دلالت کی ہے اگرچہ اس کی دلیل متعین نہیں ہوئی اور استدلال کیا گیا ہے حدیث لَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ کے ساتھ اس طرح سے کہ وارث کے لیے ہرگز وصیت صحیح نہیں کما تقدم۔ اور بر تقدیر اس کے تہائی سے نافذ ہونے کے نہیں صحیح ہے وصیت کے اس کے لیے اور اس کے غیر کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ تہائی سے زیادہ ہو اگرچہ وارث جائز رکھے اور ساتھ اس کے قائل ہوا مزنی اور داود اور قوی کیا ہے اس کو سبکی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے اس کے لیے عمران بن حصین ﷺ کی حدیث کے ساتھ اس شخص کی کہ جس نے چھے غلام آزاد کیے تھے پس تحقیق اس میں مسلم کے نزدیک یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو سخت بات کہی یعنی کہا کہ اگر میں جانتا تو اس کا جنازہ نہ پڑھتا اور نہیں منقول ہے یہ بات کہ حضرت ﷺ نے وارثوں سے مراجعت کی ہے پس دلالت کی اس نے یہ کہ مطلق منع ہے اور نیز دلیل پکڑی ہے اس نے ساتھ راوی کے قول کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اس کے بعد تہائی سے وصیت کرنی جائز تھی پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ تہائی سے زیادہ کے ساتھ وصیت کرنا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کہ منع کیا حضرت ﷺ نے سعد رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنے سے آدھے مال کی اور اجازت کی صورت مستثنیٰ نہیں کی اور جو چوتھائی سے زیادہ وصیت کو جائز کہتا ہے اس نے اس زیادتی کے ساتھ دلیل پکڑی ہے جو پہلے گذر چکی ہے اور وہ حضرت ﷺ کا قول ہے مگر یہ کہ وارث چاہیں پس اگر یہ زیادتی صحیح ہو تو وہ دلیل ظاہر ہے اور دلیل پکڑی ہے جائز رکھنے والوں نے معنی کے اعتبار سے اس طرح سے کہ منع تو اصل میں حق وارثوں کے لیے تھا پس جب جائز رکھیں تو منع نہیں ہوگا اور اختلاف کیا ہے اس کی اجازت کے وقت میں پس جمہور اس پر ہیں کہ اگر موصی کی زندگی میں جائز رکھیں تو جائز ہے ان کو رجوع کرنا پس جب چاہیں اور اگر اس کے بعد جائز رکھیں تو نافذ ہو جاتی ہے یعنی لازم ہو جاتی ہے اس میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہوتا اور مالکیہ نے تفصیل کی ہے زندگی میں مرض الموت اور اس کے غیر کے درمیان پس لاحق کیا ہے انہوں نے مرض الموت کو مابعد موت کے ساتھ اور مستثنیٰ کیا ہے بعض نے اس کو جب کہ ہو اجازت دینے والا وصیت کرنے والے کے عیال میں اور خوف کرے اس کے باز رہنے سے منقطع ہونا اس کے معروف کو اس سے اگر زندہ رہے پس تحقیق اس کی مثل کے لیے جائز ہے رجوع کرنا۔ اور زہری اور ربیعہ نے کہا کہ ان کو رجوع کرنا مطلق درست نہیں اور انہوں نے اتفاق کیا ہے او پر اعتبار ہونے موصی لہ کے وارث بیچ مرنے کے دن یہاں تک کہ اگر وصیت کرے اپنے بھائی کے لیے جو وارث ہے جب کہ اس کے لیے بیٹا نہ ہو جو بھائی مذکور کو محروم کرے پس پیدا ہوا اس کے لیے بیٹا اس کے مرنے سے پہلے جو محروم کرے بھائی

کوتو بھائی مذکور کے لیے وصیت جائز ہے اور اگر اپنے بھائی کے لیے وصیت کرے اور اس کے لیے بیٹا ہو تو بیٹا وصیت کرنے والے کے مرنے سے پہلے مر جائے تو وہ وصیت وارث کے لیے ہے یعنی پس جائز نہ ہوگی اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس شخص کے وصیت کے منع کرنے پر کہ بیت المال کے سوا اس کا کوئی وارث نہ ہو اس لیے کہ وہ منتقل ہوتا ہے وراثتا مسلمانوں کے لیے اور وارث کے لیے وصیت باطل ہے اور یہ وجہ محض ضعیف ہے حکایت کیا ہے اس کو قاضی حسین نے اور اس کے قائل کو لازم آتا ہے کہ ذمی کی وصیت کو جائز نہ رکھے یا مقید کرے اس چیز کو کہ مطلق چھوڑی اس نے۔ (فتح)

بَابُ الصَّدَقَةِ عِنْدَ الْمَوْتِ. مرنے کا وقت صدقہ کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جائز ہوگا اس کا یعنی جائز ہے اگرچہ صحت کی حالت میں افضل ہے۔

٢٥٤٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ أَنْ تَصَدَّقَ وَأَنْتَ صَحِيحٌ حَرِيصٌ تَأْمُلُ الْغِنَى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ.

٢٥٤٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یعنی پوچھا کہ یا حضرت! کون سی خیرات افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر صدقہ یہ ہے کہ تو خیرات کرے جس حالت میں کہ تو تندرست اور بخیل ہو محتاجی سے ڈرتا ہو اور مالداری کی امید رکھتا ہو (اور تجھ کو زندگی کی امید ہو) اور خیرات کرنے میں دیر مت کر یہاں تک کہ جب تو مرنے لگے اور روح حلق میں پہنچے تو اس وقت تو یوں کہے کہ فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اور فلاں اس کا وارث ہو چکا یعنی اس لیے کہ اگر اس وقت کسی کو نہ دے گا تو بھی مال اس کے ہاتھ سے گیا اور وارثوں کو ملا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ مذکور بطور مثال کے ہے۔ خطابی نے کہا کہ پہلا اور دوسرا فلانا موصی لہ میں اور آخر فلاں وارث اس لیے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو جائز رکھے اور اگر چاہے تو اس کو باطل کرے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ مراد ساتھ سب کے وہ شخص ہو کہ اس کے لیے وصیت کی جائے اور سوائے اس کے نہیں کہ تیسرے فلاں میں کان کے لفظ کو داخل کیا اشارہ کرنے کے لیے تقدیر کو مقید کرنے کی طرف اس کے لیے ساتھ اس کے۔ اور کرمانی نے کہا کہ احتمال ہے کہ پہلا فلاں وارث ہو اور دوسرا موروث اور تیسرا موصی لہ۔ میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس کا بعض وصیت ہو اور بعض اقرار اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ کر و فلانے کے لیے اتنا اور صدقہ کر و اتنے کے ساتھ اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں تھوکا پھر اپنی انگلی سبابہ رکھی پھر فرمایا کہ کہاں سے عاجز جانتا ہے مجھ کو ابن آدم اور تحقیق میں نے پیدا کیا ہے تجھ کو مثل اس چیز سے سو تو نے مال جمع کیا اور اللہ

کی راہ میں نہ دیا یہاں تک کہ جب روح حلق میں پہنچی تو تو نے کہا کہ فلانے کو اتنا دینا اور اتنا صدقہ کرنا۔ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زندگی اور صحت کی حالت میں خیرات کرنی اور قرض کا ادا کرنا افضل ہے مرنے کے اور بیماری میں دینے سے اور اشارہ کیا اس کی طرف حضرت ﷺ نے اپنے اس قول کے ساتھ (وَاَنْتَ صَحِیْحٌ الخ) اس لیے کہ صحت کی حالت میں مال کا نکالنا اس پر دشوار ہوتا ہے اکثر اوقات اس چیز کی وجہ سے کہ اس کو شیطان ڈراتا ہے اس کے ساتھ اور زینت دیتا ہے اس کے لیے زندگی کے لمبا ہونے کے ساتھ اور محتاج ہونے سے مال کی طرف جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ شیطان تم کو محتاجی کا وعدہ دیتا ہے اور نیز پس شیطان اکثر اوقات زینت دیتا ہے ظلم کے لیے وصیت میں رجوع کرنے کی وصیت سے پس خاص ہوگی تفصیل صدقہ حاضر کے بعد۔ سلف نے کہا کہ دنیادار لوگ اپنے مالوں میں دوبار اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں۔ ایک بار تو اس کے ساتھ بخل کرتے ہیں اور حالانکہ وہ ان کے ہاتھ میں ہے یعنی زندگی میں اور ایک بار اس میں زیادتی کرتے ہیں جب کہ ان کے ہاتھ سے نکل جائے یعنی مرنے کے بعد۔ اور ترمذی وغیرہ نے ابو داود سے روایت کی ہے کہ مثل اس کی جو مرنے کے وقت آزاد کرے اور صدقہ دے مثل اس شخص ہے کہ ہدیہ بھیجے جب کہ سیر ہو اور یہ راجع ہے حدیث باب کے معنی کی طرف۔ اور ابن حبان وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ البتہ خیرات کرنا مرد کا اپنی زندگی اور تندرستی میں ساتھ ایک درہم کے بہتر ہے اس کے لیے اس سے کہ خیرات کرے اپنے مرنے کے وقت سو درہم کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ وارث ہونا بعد وصیت کے ہے جو کی گئی یا قرض کے۔

فائدہ: مراد بخاری کی اس ترجمہ کے ساتھ اور اللہ خوب جانتا ہے دلیل پکڑنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ اختیار کیا ہے اس کو بیمار کے اقرار سے ساتھ قرض کے مطلق یعنی بیمار اقرار کرے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے برابر ہے کہ مقرلہ وارث ہو یا اجنبی۔ اور وجہ دلالت کی یہ ہے کہ برابری کی اللہ نے درمیان وصیت اور قرض کے بیچ ان کے مقدم کرنے میں میراث پر اور تفصیل نہیں کی پس خارج ہوئی وصیت وارث کے لیے ساتھ اس دلیل کے کہ پہلے گذری اور اقرار بالدین اپنے حال پر باقی رہا اور قول اللہ تعالیٰ کا مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ متعلق ہے اس چیز کے ساتھ جو پہلے گذری ہے کل وراثتوں سے نہ ساتھ اس چیز کے کہ متصل ہے ساتھ اس کے تنہا اور گویا کہ اس نے کہا کہ قسمت ان چیزوں میں واقع ہوتی ہے بعد وصیت کے اور وصیت اس جگہ مال موصی بہ ہے اور قول اللہ تعالیٰ کا یوصی بہا صفت ہے مقید کرتی ہے موصوف کو اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ معلوم کیا جائے کہ میت کو وصیت کرنی جائز ہے یہ بات سہیلی نے کہی ہے اور وصیت کی تنکیر فائدہ دیتی ہے کہ وصیت مستحب ہے اگر واجب ہوتی تو کہا جاتا مِنْ بَعْدِ الْوَصِيَّةِ (فتح)

وَيُذْكَرُ اَنَّ شُرَيْحًا وَّعُمَرَ بْنَ عَبْدِ یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ قاضی شریح اور عمر بن عبدالعزیز

الْعَزِيْزِ وَطَاوُسًا وَّعَطَآءً وَّابْنَ أُذَيْنَةَ أَجَازُوْا إِقْرَارَ الْمَرِيْضِ بِدَيْنٍ وَّقَالَ الْحَسَنُ أَحَقُّ مَا تَصَدَّقَ بِهِ الرَّجُلُ اٰخِرَ يَوْمٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلَ يَوْمٍ مِّنَ الْاٰخِرَةِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ وَالْحَكَمُ إِذَا أَبْرَأَ الْوَارِثَ مِنَ الدَّيْنِ بَرِءَ وَأَوْصٰى رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ أَنْ لَّا تُكْشَفَ امْرَأَتُهُ الْفَزَارِيَّةُ عَمَّا أُغْلِقَ عَلَيْهِ بَابُهَا.

اور طاؤس اور عطا اور ابن اذینہ نے جائز رکھا ہے اقرار بیمار کا ساتھ قرض کے یعنی اگر بیمار کہے کہ فلاں کا مجھ پر اتنا قرض ہے تو یہ جائز ہے اور وہ اقرار اس کا صحیح ہے۔ یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ لائق تر اس چیز کا کہ تصدیق کیا جائے ساتھ اس کے مرد آخر دن دنیا کا ہے اور پہلا دن آخرت کا ہے یعنی مرنے کے دن اگر اقرار کرے قرض کا تو اس کی تصدیق کی جائے۔ یعنی اور ابراہیم اور حکم نے کہا اگر بیمار وارث کو قرض سے بری کرے تو بری ہو جاتا ہے یعنی اگر بیمار اپنے وارث کو کہے کہ میرا اس پر کچھ قرض نہیں تو وہ وارث قرض سے بری ہو جاتا ہے اور دوسروں وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ موروث کے قرض کی بابت اس پر دعوی کریں یعنی اس کا قول معتبر ہے اور وارثوں پر حجت ہے۔ یعنی اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے وصیت کی اور اقرار کیا کہ نہ کھولے جائے اس کی عورت فزاریہ اس مال سے کہ بند کیا گیا ہے اس مال پر دروازہ اس کا یعنی میرے مرنے کے بعد کوئی میری بیوی فزاریہ سے تعرض نہ کرے اور اس کو کچھ نہ کہے کہ وہ مال اس کی ملک ہے۔

فائدہ: اور اس کا یہ قول کافی ہے اس کے لیے حاجت گواہ کی نہیں۔

وَقَالَ الْحَسَنُ إِذَا قَالَ لِمَمْلُوْكِهِ عِنْدَ الْمَوْتِ كُنْتُ أَعْتَقْتُكَ جَازَ.

یعنی اور حسن بصری نے کہا کہ اگر مرنے کے وقت اپنے غلام سے کہے کہ میں نے تجھ کو آزاد کر دیا تھا تو جائز ہے یعنی اور وہ غلام آزاد ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اور یہ حسن کے طریق پر ہے کہ بیمار کا اقرار مطلق جائز ہے۔

وَقَالَ الشَّعْبِيُّ إِذَا قَالَتِ الْمَرْأَةُ عِنْدَ مَوْتِهَا إِنَّ زَوْجِيْ قَضَانِيْ وَقَبَضْتُ مِنْهُ

یعنی اور شعبی نے کہا کہ اگر عورت اپنے مرنے کے وقت کہے کہ میرے خاوند نے میرا حق مہر ادا کر دیا ہے اور میں

جَازَ.

نے اس سے لے لیا ہے تو یہ اقرار معتبر ہے یعنی وارثوں کو نہیں پہنچتا کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے خاوند سے مہر کا تقاضہ کریں۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نہیں تہمت لگائی جاتی عورت ساتھ میل ہونے کے اپنے خاوند کی طرف اس حال میں خاص کر جب کہ ہو عورت کے لیے اولاد اس کے غیر سے یعنی دوسرے خاوند سے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ لِسُوْءِ الظَّنِّ بِهِ لِلْوَرَثَةِ ثُمَّ اسْتَحْسَنَ فَقَالَ يَجُوْزُ إِقْرَارُهُ بِالْوَدِيْعَةِ وَالْبِضَاعَةِ وَالْمُضَارَبَةِ.

یعنی اور بعض لوگوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا بدگمانی کی وجہ سے ساتھ اس کے وارثوں کے لیے یعنی اس لیے کہ وارث گمان کریں گے کہ اس نے ہمارے محروم کرنے کے لیے اقرار کیا ہے پھر اسے بعض نے استحسان کیا پس کہا کہ جائز ہے اس کا اقرار کسی کی امانت کے ساتھ اور پونجی اور مضاربت کے یعنی کہے کہ یہ سب مال فلاں کا ہے کہ اس کا مضارب ہے۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ اگر مراد اس قائل کی یہ کہ جب اقرار کرے ساتھ مضاربت کے مثلاً وارث کے لیے تو لازم آئے گا اس کو تناقض اور نہیں تو نہیں اور فرق کیا ہے بعض حنفیہ نے اس کے ساتھ کہ نفع کا مال مضاربت میں مشترک ہے درمیان محنت کرنے والے کے اور مالک کے پس نہ ہوگا مانند قرض محض کی اور ابن منذر نے کہا کہ اجماع ہے اس پر کہ اقرار بیمار کا غیر وارث کے لیے جائز ہے لیکن اگر ہو اس پر قرض تندرستی میں تو ایک گروہ نے کہا کہ ابتدا کیا جائے ساتھ تندرستی کے اور جن کے لیے بیماری میں اقرار کیا ہے ان کا قرض پیچھے ادا کیا جائے یہ قول نخعی اور اہل کوفہ کا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ وارث کے لیے بیمار کا اقرار جائز ہے یا نہیں پس جائز رکھا ہے اس کو مطلق اوزاعی اور اسحاق اور ابو ثور نے اور یہی راجح ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہی قول ہے امام مالک کا مگر اس نے استثنٰی کیا ہے جب کہ اپنے بیٹے کے لیے اقرار کرے اور ہو ساتھ اس کے وہ شخص کہ شریک ہے اس کا غیر بیٹے سے مانند چچا کے بیٹے کی مثلاً اس لیے کہ وہ تہمت کیا جاتا ہے اس میں کہ اپنے بیٹے کو زیادہ دے اور چچا کے بیٹے کو کم دے بغیر عکس کے اور نیز استثناء کیا ہے اس چیز کو جب کہ اقرار کرے اپنی بیوی کے لیے کہ پہچانا جائے محبت اس کی کے ساتھ اور میل کی طرف اس کی اور گویا کہ درمیان اس کے اور درمیان اس کی اولاد کے غیر اس عورت سے دوری ہے خاص کر جب کہ ہو اس کے لیے اس عورت سے اس حالت میں اولاد اور حاصل منقول کا مالکیہ سے مدار امر کی تہمت ہے اور اس کے نہ ہونے پر پس اگر تہمت نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں اور یہی اختیار رویانی کا ہے شافعیہ سے اور شریح اور حسن بن صالح سے ہے کہ

نہیں جائز ہے اقرار اس کا وارث کے لیے مگر اپنی بیوی کے لیے اس کے مہر کے ساتھ اور قاسم اور سالم اور ثوری اور شافعی سے ایک قول میں کہ گمان کیا ہے ابن منذر نے کہ شافعی نے رجوع کیا ہے پہلے سے طرف اس کی اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد کہ نہیں جائز ہے اقرار بیمار کا اپنے وارثوں کے لیے مطلق اس لیے کہ ان کے لیے کہ وصیت منع ہے پس نہیں امن ہے اس سے کہ زیادہ کرے وصیت کو اس کے لیے پس گردانے اس کو اقرار اور جو اس کو مطلق جائز رکھتا ہے اس نے حجت پکڑی ہے اس چیز کے ساتھ کہ حسن سے پہلے گذر چکی ہے کہ قریب المرگ کے حق میں تہمت بعید ہے اور ساتھ فرق کے درمیان وصیت اور قرض کے اس لیے کہ اتفاق کیا ہے علماء نے اس پر کہ اگر تندرستی کی حالت میں اپنے وارث کے لیے وصیت کرے اور اقرار کرے اس کے لیے قرض کے ساتھ پھر اس سے رجوع کرے تو اقرار سے رجوع کرنا اس کا صحیح نہیں برخلاف وصیت کے پس صحیح ہے رجوع کرنا اس سے اور اتفاق ہے سب کا اس پر کہ بیمار جب اقرار کرے ساتھ وارث کے تو اس کا اقرار صحیح ہے باوجود اس کے کہ متضمن ہے اقرار کو اس کے لیے مال کے ساتھ اور اس طرح سے کہ مدار احکام کے ظاہر پر ہے پس نہ چھوڑا جائے گا اس کا اقرار گمان محتمل کی وجہ سے پس تحقیق امر اس کا اس کے بارے میں اللہ کی طرف ہے۔ (فتح)

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ.

اور حالانکہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو بدگمانی سے اس لیے کہ بدگمانی بڑی جھوٹی بات ہے یعنی اپنے گمان سے کسی مسلمان پر بدظن ہونا نہایت بے اصل بات ہے۔

فائدہ: اور مقصود اس کے ذکر کرنے کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار پر بدگمانی کرے پس منع کرے اس کے تصرف کو۔

وَلَا يَحِلُّ مَالُ الْمُسْلِمِيْنَ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ.

اور نہیں حلال ہے مال مسلمانوں کا حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ منافق کی نشانی یہ ہے کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری حدیث کتاب الایمان میں گذر چکی ہے اور وجہ تعلق اس کے ساتھ رد کرنا ہے اس شخص پر جو بیمار کے اقرار کو منع کرتا ہے اور جو جائز نہیں رکھتا اس جہت سے ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے خیانت کی مذمت پر پس اگر ترک کرے اس چیز کے ذکر کو کہ جو اس پر حق سے ہے اور چھپائے اس کو تو ہوگا خیانت کرنا والا مستحق کی پس لازم آیا وجوب ترک خیانت سے واجب ہونا اقرار کا اس لیے کہ اگر وہ چھپائے تو ہوگا خائن اور جو اس کے اقرار کو معتبر نہ جانے تو اس کو کتمان پر حمل کرے گا۔ (فتح)

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ

تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلٰى أَهْلِهَا﴾ فَلَمْ يَخُصَّ وَارِثًا وَّلَا غَيْرَهُ فِيهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ادا کرو امانتوں کو طرف مالکوں ان کے کی پس نہیں خاص کیا اللہ نے وارث کو اور نہ اس کے غیر کو اس باب میں عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

فائدہ: یعنی نہیں فرق کیا اللہ نے وارث اور اس کے غیر کے درمیان امانت کے ادا کے حکم میں پس صحیح ہوگا اقرار برابر ہے کہ وارث کے لیے ہو یا اس کے غیر کے لیے۔ (فتح)

٢٥٤٤۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيعِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ أَبُو سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ.

۲۵۴۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب بات کہے تو جھوٹ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے۔

بَابُ تَأْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ﴾.

یعنی باب ہے بیچ بیان مراد اس آیت کے کہ قسمت بعد وصیت کے ہے کہ وصیت کی جائے ساتھ اس کے یا قرض کے۔

فائدہ: یعنی بیان مراد کا ساتھ مقدم کرنے وصیت کے ذکر میں قرض پر یعنی اللہ نے جو وصیت کو قرض پر مقدم کیا تو اس کی کیا وجہ ہے باوجود اس کے کہ دین مقدم ہے ادا میں اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا بھید بیچ تکرار کرنے اس ترجمہ کے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِالدَّيْنِ قَبْلَ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ادا کرنے قرض کے پہلے وصیت کے یعنی وصیت کے جاری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے۔

فائدہ: یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے روایت کیا ہے اس کو احمد اور ترمذی وغیرہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ دین وصیت کے پہلے ہے اور تم پڑھتے ہو وصیت کو پہلے قرض کے اور اس کی سند ضعیف ہے لیکن ترمذی نے کہا کہ عمل اس پر ہے نزدیک اہل علم کے اور شاید بخاری نے اعتماد کیا ہے اس پر اس کے قوت پانے کی وجہ سے ساتھ اتفاق کے اوپر اس کے مقتضی پر نہیں تو بخاری کی عادت جاری نہیں ہوئی کہ وارد کرے ضعیف کو دلیل پکڑنے کے مقام پر اور جو چیز بخاری نے باب میں وارد کی ہے وہ بھی اس کو قوت دیتی ہے اس میں کہ قرض مقدم

کیا جائے وصیت پر مگر ایک صورت میں اور وہ یہ ہے کہ اگر وصیت کرے کسی شخص کے لیے ہزار کی مثلا اور وارث اس کی تصدیق کرے اور حکم کرے ساتھ اس کے پھر ایک دوسرا دعوی کرے کہ اس کا مردے کے ذمہ قرض ہے جو گھیرتا ہے اس کے موجود تمام مال کو اور وارث اس کی تصدیق کرے پس ایک وجہ میں شافعیہ کے لیے مقدم کی جائے وصیت قرض پر اس صورت خاص میں پھر تحقیق نزاع کیا ہے بعض نے وصیت کے مطلق ہونے میں مقدم قرض پر آیت میں اس لیے کہ آیت میں کوئی صیغہ ترتیب کا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حصے وراثت کے قرض ادا کرنے اور جاری کرنے وصیت کے بعد واقع ہوتے ہیں اور آیت میں حرف أو اباحت کے لیے لایا گیا ہے مانند تیرے قول کی کہ بیٹھ زید کے پاس یا عمرو کے پاس یعنی جائز ہے تیرے لیے بیٹھنا ہر ایک کے پاس دونوں میں سے خواہ اکٹھا ہو یا جدا جدا اس کے سوا کچھ نہیں کہ مقدم کی گی وصیت معنی کے کہ تقاضہ کرتا ہے اہتمام کو اس کی تقدیم کی وجہ سے ۔اور اختلاف کیا گیا ہے تعیین کرنے میں اس کے معنی میں اور حاصل اس چیز کا کہ ذکر کیا ہے اس کو اہل علم نے تقدیم کے تقاضہ کرنے والی چیزوں سے چھ امر ہیں ایک ان میں سے خفت اور ثقل ہے مانند ربیعہ اور مضر کی پس مضر اشرف ہے ربیعہ سے لیکن چونکہ ربیعہ کے لفظ ہلکے تھے تو مقدم کیا گیا ذکر میں اور یہ راجع ہے لفظ کی طرف۔دوسرا امر باعتبار زمانے کے مانند عاد اور ثمود کی ۔تیسرا امر باعتبار صیغہ کے ہے ثلث اور رباع کی طرح۔ چوتھا امر باعتبار رتبہ کے ہے نماز اور زکوۃ کی طرح ۔اس لیے کہ نماز بدن کا حق ہے اور زکوۃ مال کا حق ہے اور بدن مقدم ہے مال پر۔ پانچواں امر مقدم کرنا سبب کا ہے مسبب پر اللہ کے قول کی طرح عزیز حکیم بعض سلف نے کہا کہ غالب ہوا پس جب غالب ہوا تو حکم کیا۔ چھٹا امر ساتھ شرف اور فضیلت کے مانند قول اللہ تعالیٰ کی من النبیین و الصدیقین اور جب یہ بات قرار پا چکی ہے تو سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ مقدم کرنا وصیت کا ذکر میں دین پر اس لیے ہے کہ وصیت تو صرف واقع ہوتی ہے بطور نیکی اور سلوک کرنے کے برخلاف قرض کے پس تحقیق سوائے اس کے نہیں کہ وہ واقع ہوتا ہے اکثر اوقات بعد میت کے ساتھ ایک قسم تفریط کے پس واقع ہوا ابتدا کرنا ساتھ وصیت کے اس کے ہونے کی وجہ سے افضل ۔اور اس کے غیر نے کہا کہ مقدم کی گئی وصیت قرض پر یعنی ذکر میں اس لیے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ لی جاتی ہے بغیر عوض کے اور دین لیا جاتا ہے ساتھ عوض کے کہ پس ہوگا نکالنا وصیت کا زیادہ تر دشوار وارث پر قرض کے نکالنے سے اور ہوگا ادا کرنا اس کا جگہ گمان کرنے قصور کے برخلاف قرض کے پس تحقیق وارث اطمینان رکھتا ہے ساتھ اس کے نکالنے کے پس مقدم کی گئی اس سبب کے لیے اور نیز وہ پس حصہ فقیر اور مسکین کا ہے اکثر اوقات اور قرض حصہ قرض خواہ کا ہے جو طلب کرتا ہے اس کو ساتھ قوت کے اور اس کے لیے جائز ہے کلام کرنا جیسا کہ صحیح ہو چکا ہے کہ حقدار کو کلام کرنے کی جگہ ہے اور نیز پس وصیت پیدا کرتا ہے اس کو موصی اپنے نفس کی طرف سے پس مقدم کی گئی رغبت دلانے کے لیے عمل کرنے کے ساتھ برخلاف قرض کے وہ بنفسہ ثابت ہے اس کا ادا کرنا مطلوب ہے برابر ہے کہ یاد کرے یا نہ یاد کرے

اور نیز وصیت ممکن ہے ہر ایک سے خاص کر نزدیک ایک شخص کے جو اس کے وجوب کا قائل ہے پس وہ کہتا ہے کہ وصیت ہر ایک کے لیے لازم ہے پس مشترک ہیں اس میں تمام مخاطبین اس لیے کہ وہ واقع ہوئی ہے ساتھ مال اور عہد کے کما تقدم۔ اور کم ہے وہ شخص کہ خالی ہو کسی چیز سے اس میں بخلاف دین کے پس تحقیق وہ ممکن ہے کہ پایا جائے اور نہ پایا جائے اور جس کا وقوع اکثر ہو وہ مقدم ہو اس چیز پر جس کا کم ہو۔ اور ابن منیر نے کہا کہ مقدم کرنا وصیت کا قرض پر لفظ میں نہیں تقاضہ کرتا مقدم کرنے اس کے کو معنی میں اس لیے وہ دونوں اکٹھے ذکر کیے گئے ہیں بیچ سیاق بعدیت کے لیکن میراث متصل ہے وصیت کے بعدیت میں اور نہیں متصل ہے دین کے بلکہ وہ اس کے بعد کے بعد ہے پس لازم ہے کہ دین مقدم کیا جائے ادا میں باعتبار قبلیت کے پس تقدیم دین کی وصیت ہو لفظ میں اور باعتبار بعدیت کے پس مقدم کی جائے وصیت قرض پر معنی میں۔ (فتح)

وَقَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا﴾ فَأَدَاءُ الْأَمَانَةِ أَحَقُّ مِنْ تَطَوُّعِ الْوَصِيَّةِ.

یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ حکم کرتا ہے تم کو ادا کرو امانتوں کو طرف اہل ان کے کی پس ادا کرنا امانت کا لائق تر نفل وصیت سے۔

فائدہ: یعنی پس دین کہ امانت کے قبیل سے ہے اس کا مقدم کرنا وصیت پر بہتر ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَدَقَةَ إِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَا يُوصِي الْعَبْدُ إِلَّا بِإِذْنِ أَهْلِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَبْدُ رَاعٍ فِي مَالِ سَيِّدِهِ.

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ثواب ہے صدقہ کا مگر پیچھے مالداری کے یعنی اور قرضدار مال دار نہیں مگر یہ کہ ادائے قرض کے بعد مال باقی رہے پس اس وقت جائز ہے کہ خیرات کرے ساتھ وصیت کے اور اس سے معلوم ہوا کہ قرض مقدم ہے وصیت پر اور محتاج کو خیرات کرنی ضرور نہیں۔ یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نہ وصیت کرے غلام مگر اپنے مالکوں کی اجازت سے یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ غلام حاکم ہے اپنے سردار کے مال میں۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب العتق میں گذر چکی ہے اور اس سے بخاری کی مراد توجیہ کرنا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی جو مذکور ہوئی۔ ابن منیر نے کہا کہ جب معارض ہوا غلام کے مال میں اس کا حق اور اس کے سردار کا حق تو مقدم کیا گیا قوی تر اور وہ سردار کا حق ہے اور کیا گیا غلام مسئول عنہ اور وہ ایک نگہبانوں کا ہے بیچ اس کے پس اسی طرح حق دین کا جب معارض ہوا اس کو حق وصیت کا اور دین واجب ہے اور وصیت مستحب ہے واجب ہوا مقدم کرنا قرض کا۔ پس

یہ ہے وجہ مناسبت اس اثر اور حدیث کی ترجمہ کے ساتھ۔(فتح)

٢٥٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ لِي يَا حَكِيمُ إِنَّ هَذَا الْمَالَ خَضِرٌ حُلْوٌ فَمَنْ أَخَذَهُ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُورِكَ لَهُ فِيهِ وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيهِ وَكَانَ كَالَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يَدْعُو حَكِيمًا لِيُعْطِيَهُ الْعَطَاءَ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَهُ فَيَأْبَى أَنْ يَقْبَلَهُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ إِنِّي أَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّهُ الَّذِي قَسَمَ اللَّهُ لَهُ مِنْ هَذَا الْفَيْءِ فَيَأْبَى أَنْ يَأْخُذَهُ فَلَمْ يَرْزَأْ حَكِيمٌ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى تُوُفِّيَ رَحِمَهُ اللَّهُ.

۲۵۴۵۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مال مانگا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیا پھر میں نے آپ سے مانگا تو پھر آپ نے دیا پھر مجھ کو فرمایا کہ اے حکیم! البتہ یہ مال سبز اور شیریں ہے یعنی بہت پیارا معلوم ہوتا ہے سو جس نے اس کو لیا جان کی سخاوت سے یعنی بے حرصی سے لیا تو اس کے لیے اس مال میں برکت دی جائے گی اور جس نے اس کو جان کی حرص سے لیا تو اس کو اس میں ہرگز برکت نہ ہوگی اور اس کا حال اس شخص کا سا ہوگا کہ کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اونچا ہاتھ بہتر ہے نیچے ہاتھ سے یعنی دینے والا جو ہاتھ اٹھا کر دیتا ہے افضل ہے مانگنے والے سے جو ہاتھ پھیلا کر مانگتا ہے اور لیتا ہے تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا پیغمبر کر کے بھیجا کہ میں آپ کے بعد زندگی بھر کسی سے نہ مانگوں گا (اصل میں رزء کے معنی کم کرنا ہے صراح میں ہے یقال ما رزئته ای ما نقصته ۔ چونکہ مانگنا کمی کا سبب ہے اس لیے مانگنے کو اس لفظ کے ساتھ تعبیر کر دیا (ابو محمد)۔ پس تھے ابو بکر رضی اللہ عنہ بلاتے حکیم کو یعنی اپنی خلافت میں تا کہ ان کو بیت المال سے ان کا حصہ دیں تو حکیم انکار کرتے تھے کہ قبول کریں اس سے کچھ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی خلافت میں ان کو بلایا تھا تا کہ ان کو ان کا حصہ بخشش (یہ زائد ہے متن حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا معنی ہو، واللہ اعلم۔ ابو محمد عفی عنہ) سے دیں تو حکیم نے قبول کرنے سے انکار کیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے گروہ مسلمانوں کے میں پیش کرتا ہوں آگے اس کے حق اس کا جو تقسیم کیا ہے اس کے لیے

اللہ نے اس فے سے یعنی مال غنیمت سے تو وہ لینے سے انکار کرتا ہے تو حکیم نے حضرت ﷺ کے بعد زندگی بھر سے کچھ نہ مانگا یہاں تک کہ مر گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکاۃ میں گذر چکی ہے۔ ابن منیر نے کہا کہ اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بخشش کے قبول کرنے میں زاہد بنایا یعنی بخشش کو بے حرص سے اور حرص سے نہ لے اور لینے والے ہاتھ کو نیچا ٹھہرایا نفرت دلانے کے لیے اس کو اس کے قبول کرنے سے اور نہیں واقع ہوا مثل اس کے قرض کی تقاضہ کرنے میں پس حاصل یہ ہے کہ جو وصیت کا لینے والا ہے اس کا ہاتھ نیچا ہے اور قرض کا لینا والا اپنے حق کا پورا لینے والا ہے یا تو ہوگا اس کا ہاتھ اونچا ساتھ اس چیز کے کہ فضیلت دیا گیا ہے قرض دینے سے یا یہ کہ نہ ہوگا اس کا ہاتھ نیچا پس ثابت ہوگئی تقدیم قرض کی یعنی ادا کرنے میں وصیت پر۔ (فتح)

۲۵۴۶۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّخْتِيَانِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ أَهْلِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ وَالْمَرْأَةُ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا رَاعِيَةٌ وَّمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا وَالْخَادِمُ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ وَحَسِبْتُ أَنْ قَدْ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ مَالِ أَبِيْهِ.

۲۵۴۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ تم میں ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا پس بادشاہ سب ملک پر حاکم ہے تو وہ اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ انصاف کیا یا ظلم کیا اور مرد اپنی بیوی اور بال بچوں پر حاکم ہے اور وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا کہ ان کو نیک کام سکھایا اور گناہ سے روکا یا نہیں اور عورت اپنے خاوند کے مال اور گھر کی حاکم ہے اور وہ بھی پوچھی جائے گی کہ اس نے اس کی خیر خواہی اور مال کی حفاظت کی یا نہیں اور غلام اور نوکر بھی اپنے آقا کے مال میں حاکم ہے اور وہ بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کی خیر خواہی کی یا نہیں راوی نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا کہ مرد اپنے باپ کے مال میں حاکم ہے تو وہ بھی اپنی رعیت سے پوچھا جائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاحکام میں آئے گی۔ اور تحقیق مخالفت کی طحاوی نے اس مسئلے میں اپنے اصحاب کی پس ذکر کیا اختلاف علماء کا مانند اس کی ہے کہ پہلے گذرا پھر ذکر کیا اس نے کہ صحیح وہ ہے جو جماعت کا مذہب ہے اور تصریح کی ساتھ ضعیف کرنے اس چیز کے کہ پہلے گذری ہے ابو حنیفہ اور زفر اور ابو یوسف اور محمد سے اس مسئلے میں۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَوْ أَوْصٰى لِأَقَارِبِهٖ وَمَنِ الْأَقَارِبُ.

باب ہے اس بیان میں کہ جب کوئی اپنے قرابتوں کے لیے کچھ وقف کرے یا وصیت کرے تو اس کا کیا حکم ہے اور بیان اس کا کہ قرابت والے کون ہیں۔

فائدہ: حذف کیا ہے بخاری نے جواب اذا کا اشارہ کرنے کے لیے اس طرف کہ اس میں اختلاف ہے یعنی کیا یہ صحیح ہے یا نہیں اور بخاری نے دوسرے مسئلے کو بھی استفہام کی جگہ وارد کیا کہ اس میں بھی اختلاف ہے اور ترجمہ شامل کرنے کو وقف اور وصیت کے درمیان اس چیز میں کہ متعلق ہے قرابتوں کے ساتھ اور بخاری اس جگہ سے مسائل وقف کی طرف شروع ہوا ہے پس باب باندھا اس چیز کے لیے کہ ظاہر ہوئی اس کے لیے اور پھر رجوع کیا آخر میں کتاب الوصایا کے کامل کرنے کی طرف۔ ماوردی نے کہا کہ جائز ہے وصیت اس شخص کے لیے کہ جائز ہے اس پر وقف کرنا چھوٹے اور بڑے سے اور عاقل سے اور دیوانے سے اور موجود سے اور معدوم سے یعنی جو ابھی پیدا نہیں ہوا جب کہ نہ ہو وارث اور قاتل۔ اور وقف کا معنی ہے منع کرنا بیع رقبہ کا یعنی چیز کی اصل نہ بیچی جائے اور اس کی منفعت کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے اوپر وجہ مخصوص کے اور اختلاف کیا ہے علماء نے اقارب میں کہ کون کون ہیں سو ابو حنیفہ نے کہا کہ قرابت ہر ذی رحم محرم ہے یعنی وہ ناتے دار ہے جس کے ساتھ عورت کا نکاح کبھی درست نہ ہو برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے لیکن ابتداء کی جائے باپ کی قرابتوں کے ساتھ ماں سے پہلے اور ابو یوسف اور ابو محمد نے کہا کہ قرابتی وہ ہیں جن کو جمع کرے باپ ابتدائے ہجرت سے برابر ہے کہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف بغیر تفصیل کے۔ زیادہ کیا زفر نے کہ جو ان میں سے قریب ہو وہ مقدم کیا جائے اور یہ ایک روایت امام ابو حنیفہ سے بھی آئی ہے اور اقل درجہ ان کا جن کو مال وقف اور وصیت کا دیا جائے تین آدمی ہیں یعنی اس سے کم نہ کرے۔ اور محمد کے نزدیک دو آدمی ہیں اور ابو یوسف کے نزدیک ایک ہے۔ اور نہ خرچ کیا جائے مالداروں پر ان کے نزدیک مگر یہ کہ اس کی شرط کی جائے۔ اور شافعیہ نے کہا کہ قریب وہ ہے جو نسب میں جمع ہو برابر ہے کہ قریب ہے یا بعید مسلمان ہو یا کافر مالدار ہو یا فقیر مرد ہو یا عورت وارث ہو یا غیر وارث محرم ہو یا غیر محرم اور اختلاف کیا ہے انہوں نے فروع اور اصول میں۔ دو وجہوں پر کہتے ہیں کہ اگر پائی جائے جمع محصور زیادہ تین سے تو سب کو دیا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ بند کیا جائے تین پر اور اگر غیر محذور ہو تو نقل کیا ہے طحاوی نے (یعنی طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اس وقف کے باطل ہونے پر سب علماء کا اتفاق ہے ابو محمد عفی عنہ) اتفاق کو باطل ہونے پر اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ شافعیہ کے نزدیک ایک وجہ جواز کی ہے اور خرچ کیا جائے ان سے تین کے لیے اور نہیں ہے واجب برابری۔ اور کہا احمد نے قرابت شافعی کی طرح مگر اس نے کافر کو خارج کیا ہے اور مالک نے کہا کہ خاص ہے قرابت ساتھ عصبہ کے برابر ہے کہ وارث ہو یا نہ وارث ہو اور پہلے ان کے فقیروں کو دیا جائے یہاں تک کہ بے پرواہ

ہو جائیں پھر مالداروں کو دیا جائے۔اور حدیث باب کی دلالت کرتی ہے اس چیز کے لیے کہ شافعی نے کہا کہ بغیر شرط ہونے تین آدمیوں کے پس ظاہر اس کا اکتفا کرنا ہے دو کے ساتھ اور انشاء اللہ اس کا بیان ہم آئندہ کریں گے۔(فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ أَقَارِبِكَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ.

اور ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اس کو یعنی باغ کو اپنے قرابت والوں کے محتاجوں کو تقسیم کردے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کردیا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری آئندہ آئے گی۔

وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ مِّثْلَ حَدِيْثِ ثَابِتٍ قَالَ اجْعَلْهَا لِفُقَرَآءِ قَرَابَتِكَ قَالَ أَنَسٌ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّكَانَا أَقْرَبَ إِلَيْهِ مِنِّيْ وَكَانَ قَرَابَةُ حَسَّانٍ وَّأُبَيٍّ مِّنْ أَبِيْ طَلْحَةَ وَاسْمُهٗ زَيْدُ بْنُ سَهْلِ بْنِ الْأَسْوَدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ وَحَسَّانُ بْنُ ثَابِتِ بْنِ الْمُنْذِرِ بْنِ حَرَامٍ فَيَجْتَمِعَانِ إِلٰى حَرَامٍ وَّهُوَ الْأَبُ الثَّالِثُ وَحَرَامُ بْنُ عَمْرِو بْنِ زَيْدِ مَنَاةَ بْنِ عَدِيِّ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَهُوَ يُجَامِعُ حَسَّانَ وَأَبَا طَلْحَةَ وَأُبَيًّا إِلٰى سِتَّةِ اٰبَآءٍ إِلٰى عَمْرِو بْنِ مَالِكٍ وَّهُوَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبِ بْنِ قَيْسِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّجَّارِ فَعَمْرُو بْنُ مَالِكٍ يَّجْمَعُ حَسَّانَ وَأَبَا

یعنی اور حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ رضی اللہ عنہ سے اس نے روایت کی انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ مثل حدیث ثابت رضی اللہ عنہ کے کہ اس نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو اپنے قرابتوں کے محتاجوں میں گردان انس رضی اللہ عنہ نے کہا پس ٹھہرایا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے لیے اور وہ دونوں اس کی طرف مجھ سے زیادہ تر قریب تھے اور حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ناتے دار تھے بایں طور کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا نام زید بن سہل بن اسود بن حرام بن عمرو بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن النجار ہے اور حسان بن ثابت بن منذر بن حرام پس ابوطلحہ اور حسان حرام میں جمع ہوتے ہیں اور وہ تیسرا باپ ہے اور حرام بن عمرو بن زین مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار پس یہ نسب جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ کو اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اور ابی رضی اللہ عنہ کو چھٹے باپ میں طرف عمرو بن مالک کی اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نسب اس طور سے ہے کہ ابی بن کعب بن

طَلْحَةَ وَأُبَيًّا وَّقَالَ بَعْضُهُمْ إِذَا أَوْصٰى لِقَرَابَتِهٖ فَهُوَ إِلٰى اٰبَائِهٖ فِي الْإِسْلَامِ.

قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار پس عمرو بن مالک جمع کرتا ہے حسان رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یعنی اور بعضوں یعنی ابو یوسف وغیرہ نے کہا کہ جب اپنے قرابتوں کے لیے وصیت کرے تو جاری ہوگی وصیت طرف باپوں اس کے کی اسلام میں۔

فائدہ: اور ملخص اس کا یہ ہے کہ ایک دو مردوں کا جن کو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے خاص کیا قریب تر ہے اس کی طرف دوسرے کی نسبت پس حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتا ہے اس کے ساتھ تیسرے باپ میں اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اس کے ساتھ چھٹے باپ میں پس اگر قریب تر ہونا معتبر ہوتا ہے تو البتہ خاص کیا جاتا ہے اس کے ساتھ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سوائے اپنے غیر کے۔ پس معلوم ہوا کہ قریب تر ہونا معتبر نہیں۔ اور سوائے اس کے نہیں کہ کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ وہ دونوں مجھ سے قریب تر تھے اس لیے کہ جو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ کو جمع کرتا ہے وہ نجار ہے اس لیے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی عدی بن نجار ہے اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور ابن ابی کعب مالک بن نجار کی اولاد سے ہے اسی لیے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ابی طلحہ رضی اللہ عنہ کی طرف انس رضی اللہ عنہ سے قریب تر ہیں۔ اور احتمال ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے رعایت کی ہو بیچ حق اس شخص کے کہ دیا اس کو اپنے قرابتوں سے فقیر کو لیکن استثناء کیا ہو اس شخص کو کہ کفایت کیا گیا ہو ان دونوں لوگوں میں سے جن کا خرچ ان پر لازم ہے۔ پس اس لیے نہ داخل کیا انس رضی اللہ عنہ کو پس گمان کیا انس رضی اللہ عنہ نے کہ اس کے نسب کے دور ہونے کی وجہ سے ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اور استدلال کیا گیا ہے احمد کے لیے ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ ذوی القربیٰ کے اس آیت میں وللرسول ولذی القربیٰ ہاشم اور مطلب کی اولاد ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص کرنے کی وجہ سے ان کو ذوی القربیٰ کے حصے کے ساتھ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جمع ہوتے ہیں مطلب کی اولاد کے ساتھ چوتھے باپ میں۔ اور اس کا طحاوی نے اس طرح پیچھا کیا ہے کہ اگر یہ بات ہوتی تو البتہ شریک ہوتے ساتھ ان کے بنی نوفل اور بنی عبد شمس اس لیے کہ وہ دونوں عبد مناف کی اولاد ہیں مانند مطلب اور ہاشم کی پس جب خاص کیے گئے بنی ہاشم اور بنی مطلب سوائے بنی نوفل اور بن عبد شمس کے تو دلالت کی اس نے اس پر کہ مراد ساتھ حصے ذوی القربیٰ کے دینا اس کا ہے مخصوص لوگوں کے لیے کہ بیان کیا ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ خاص کرنے آپ کے کہ بنی ہاشم اور بنی مطلب کو پس نہ قیاس کیا جائے گا جو کوئی وقف کرے یا وصیت کرے اپنے قرابت والوں کے لیے بلکہ لفظ اپنے اطلاق اور عموم پر محمول ہوگا یہاں تک کہ ثابت ہو جو مقید کرے اس کو یا خاص کرے اس کو، واللہ اعلم۔

۲۵۴۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۲۵۴۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو

مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي طَلْحَةَ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهِ وَبَنِيْ عَمِّهِ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ.

طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں مناسب دیکھتا ہوں کہ تو اس کو قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ کام کرتا ہوں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابت والوں میں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا یعنی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد! عذاب الٰہی سے ڈرا اپنی قریب برادری والوں کو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارنے لگے کہ اے فہر کی اولاد اے عدی کی اولاد قریش کی قوم کے لیے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریبی رشتہ داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرادے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث آئندہ باب میں۔ اور مراد یہاں جدی برادری ہے باپ کی طرف سے۔

بَابُ هَلْ يَدْخُلُ النِّسَآءُ وَالْوَلَدُ فِي الْأَقَارِبِ.

کیا عورتیں اور اولاد بھی قرابت والوں میں داخل ہوتی ہیں یعنی جب کہ قرابتوں کے لیے وصیت یا وقف کرے

فائدہ: اس طرح وارد کیا ہے ترجمہ کو استفہام کے ساتھ اس لیے کہ اس مسئلے میں اختلاف ہے جیسا کہ پہلے گزرا۔ (فتح)

٢٥٤٨ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا

۲۵۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قریب ناتے داروں کو ڈرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے گروہ قریش کے یا مانند اس کی اور کلمہ فرمایا کہ خریدو اپنی جانوں کو دوزخ سے کہ میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کرسکتا۔ اے عبد مناف کی اولاد میں تم سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کرسکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں

اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَّا اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا اُغْنِيْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِيْ مَا شِئْتِ مِنْ مَّالِيْ لَا اُغْنِيْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. تَابَعَهٗ اَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ.

آ وَں گا اے صفیہ پھوپھی رسول اللہ ﷺ کی میں تم کو اللہ کے عذاب سے کچھ کام نہیں آ وَں گا اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال سے کہ میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ دفع نہیں کروں گا۔

فائدہ: اور جگہ شاہد کی اس سے آپ کا یہ قول ہے اے صفیہ اے فاطمہ اس لیے کہ برابری کی حضرت ﷺ نے اس کے بیچ اپنی قوم کے درمیان پس پہلے سب کو عام کیا پھر بعض بطنوں کو خاص کیا پھر ذکر کیا اپنے چچا کو اور اپنی پھوپھی کو اور بیٹی کو پس دلالت کی اس نے کہ عورتیں بھی قرابتوں میں داخل ہیں اور فروع بھی ان میں داخل ہیں دلالت کی اس نے اوپر تخصیص کرنے اس شخص سے جو وارث ہوا اور نہ ساتھ اس شخص کے کہ مسلمان ہو۔ اور احتمال ہے کہ ہو لفظ اقربین کی صفت لازمہ عشیرہ کے لیے اور عشیرہ سے مراد آپ کی قوم ہے اور وہ قریش ہے۔ اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے قریش کو پس کہا **وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ** یعنی اپنی قوم کو اور بنا بر اس کے پس آپ کو اپنی قوم کے ڈرانے کا حکم ہوا پس نہ خاص ہو گا یہ ساتھ اقرب کے ان میں سے سوائے ابعد کے۔ پس نہیں حجت ہے اس میں وقف کے مسئلہ میں اس لیے کہ اس کی صورت وہ ہے جب کہ وقف کرے قرابتوں پر یا اس پر جو سب لوگوں میں اس کے نزدیک زیادہ قریب ہو مثلا اور آیت متعلق ہے ساتھ ڈرانے قوم کے پس دونوں جدا ہوئے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید وہاں کوئی قرینہ تھا حضرت ﷺ نے اس سے ڈرانے کی تعمیم سمجھی پس اسی لیے عام لوگوں کو ڈرایا اور احتمال ہے کہ پہلے خاص کیا ہے ساتھ ظاہر قرابت کے پھر عام کیا ہے اس چیز کے لیے کہ آپ کے نزدیک ہے دلیل سے تعمیم پر اس لیے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهٖ. کیا وقف کرنے والا اپنے وقف کی چیز سے فائدہ اٹھائے؟

فائدہ: یعنی بایں طور کہ وقف کرے اپنی جان پر پھر اپنے غیر پر یا اس طرح سے کہ شرط کرے اپنی جان کے لیے منفعت سے ایک جزو معین یا ٹھہرائے نظر وقف کے لیے کوئی چیز اور وہی خود اس کا محافظ ہو اور ان کل مسئلوں میں خلاف ہے پس رہا وقف کرنا اپنے نفس پر پس اس کی بحث آئندہ آئے باب الوقف کیف یکتب میں اور رہا شرط کرنا کسی چیز کا منفعت سے پس اس کا بیان آئے گا اس آیت میں وابتلوا الیتمٰی اور لیکن جو نظر کے متعلق ہے پس

ذکر کرتا ہوں اس کو اس جگہ۔(فتح)

بَابُ هَلْ يَنْتَفِعُ الْوَاقِفُ بِوَقْفِهِ وَقَدِ اشْتَرَطَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا وَقَدْ يَلِي الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَنْ جَعَلَ بَدَنَةً أَوْ شَيْئًا لِلّٰهِ فَلَهُ أَنْ يَّنْتَفِعَ بِهَا كَمَا يَنْتَفِعُ غَيْرُهُ وَإِنْ لَّمْ يَشْتَرِطْ.

تحقیق شرط کی عمر رضی اللہ عنہ نے وقف میں کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ اس کا متولی ہو یعنی تدبیر کرے اس کی اور اس کا حاصل اس کے مصارف میں پہنچائے یہ کہ کھائے اس سے اور تحقیق متولی ہوتا ہے وقف کرنے والا اور غیر اس کا یعنی کبھی وہ اور کبھی وہ اور اسی طرح ہر وہ شخص کہ ٹھہرائے اونٹ قربانی کا یا کوئی چیز اللہ کے لیے تو جائز ہے اس کو نفع اٹھانا ساتھ اس کے جیسے کہ نفع اٹھاتا ہے ساتھ اس کے غیر اس کا اگرچہ صریح شرط نہ کرے کہ میں بھی اس سے فائدہ اٹھاؤں گا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے قصے وقف عمر رضی اللہ عنہ کے سے اور تحقیق پہلے گذر چکا ہے موصول شروط کے آخر میں اور اس کا قول قد یلی الواقف وغیرہ الخ۔ بخاری کی فقاہت سے ہے اور وہ تقاضہ کرتا ہے کہ ولایت نظر کی وقف کرنے والے کے لیے نہیں نزاع اس میں اور حالانکہ اس طرح نہیں اور گویا کہ تفریع کی ہے اس نے او پر مختار بات کے نزدیک اپنے نہیں تو مالکیہ کے نزدیک یہ ہے کہ جائز نہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اگر دفع کرے اس کو وقف کرنے والا اپنے غیر کے لے تا کہ اس کا اناج جمع رکھے اور نہ متولی ہو جدا کرنے اس کے کا مگر وقف کرنے والا تو جائز ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ منع کیا ہے اس سے مالک نے ذریعہ کے بند کرنے کے لیے تا کہ نہ ہو جیسا کہ اس نے اپنی جان پر وقف کیا یا زمانہ دراز ہو اور وقف بھول جائے یا وقف کرنے والا مفلس ہو جائے پس دست اندازی کرے اس میں اپنی جان کے لیے یا مر جائے اور اس کے وارث اس میں تصرف کریں اور یہ جواز کو منع نہیں کرتا جب کہ حاصل ہو اس سے امن لیکن نہیں لازم آتا اس سے کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے نظر کرنی یہ کہ وہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے۔ ہاں اگر اس کی شرط کرے تو جائز ہے راجح قول پر اور جو چیز کہ دلیل پکڑی ہے ساتھ اس کے بخاری نے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے سے ظاہر ہے جو جواز میں پھر قوی کیا اس کو اپنے قول کے ساتھ جو ٹھہرائے اونٹ قربانی الخ پھر وارد کی بخاری نے دونوں حدیثیں انس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس شخص کے قصے میں جس نے قربانی کا اونٹ ہانکا تھا اور حکم کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوار ہونے کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور بیان کیا میں نے وہاں جس نے اس کو جائز رکھا ہے مطلق اور جس نے اس کو منع کیا اور جس نے ضرورت اور حاجت کے ساتھ قید کیا ہے۔ اور تحقیق استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو جائز رکھتا ہے وقف کو اپنی جان پر اس

جہت سے کہ جب جائز ہے اس کو نفع اٹھانا اس چیز کے ساتھ کہ ہدیہ بھیجے اس کے بعد خارج ہونے اس کے کے ملک اس کے سے بغیر شرط کے تو جائز ہونا اس کا ساتھ شرط کے اولیٰ ہے اور ابن منیر نے اس پر اعتراض کیا ہے اس طرح سے کہ حدیث ترجمہ کے مطابق نہیں مگر جو کہتا ہے کہ کلام کرنے والا داخل ہے اپنے خطاب کے عموم میں اور یہ مسائل خلاف کے ہیں اصول میں کہا اور راجح مالکیہ کے نزدیک عرف کا حکم کرنا ہے تا کہ نکلے غیر مخاطب عموم سے ساتھ قرینہ کے۔ ابن بطال نے کہا کہ نہیں جائز ہے وقف کرنے والے لیے یہ کہ نفع اٹھائے اپنے وقف کی چیز سے اس لیے کہ اس نے اس کو اللہ کے لیے نکالا ہے اور اپنی ملک سے کاٹ دیا ہے پس نفع اٹھانا ساتھ کسی چیز کے اس سے رجوع کرتا ہے اپنے صدقے میں۔ پھر کہا اس نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ جائز ہے اس کے لیے نفع اٹھانا اگر اس کی شرط کرے وقف میں یا محتاج ہو وہ یا اس کے وارث، انتھے۔ اور جو چیز کہ جمہور کے نزدیک ہے یہ ہے کہ جائز ہے اس کو نفع اٹھانا جب کہ وقف کرے اس کو اوپر جہت عامہ کے سوائے خاصہ کے جیسا کہ وصایا کے آخر میں آئے گا۔ اور مسئلے کے فروع سے یہ بات ہے کہ اگر وقف کرے محتاجوں پر مثلا پھر وہ خود محتاج ہو جائے یا اس کی اولاد سے کوئی محتاج ہو جائے تو کیا وہ اس کو بھی شامل ہے یا نہیں اور مختار یہ ہے کہ جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ نہ خاص ہو ساتھ اس کے تا کہ نہ بلایا جائے کہ مالک ہوا ہے وہ اس کا اس کے بعد۔ (فتح)

۲۵۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ ارْكَبْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ أَوْ فِي الرَّابِعَةِ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ أَوْ وَيْحَكَ.

۲۵۴۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا تھا کہ قربانی کا اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہو لے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے خانے کعبے لے جاتا ہوں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری یا چوتھی بار میں فرمایا کہ سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو۔

۲۵۵۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ.

۲۵۵۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ اونٹ ہانکتا ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کا اونٹ ہے تو فرمایا کہ اس پر سوار ہو لے تجھ کو خرابی ہو یہ کلمہ دوسری یا تیسری بار فرمایا۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلَى

جب وقف کرے کسی چیز کو پہلے اس سے کہ اس کو اپنے

غَيْرِهٖ فَهُوَ جَآئِزٌ. غیر کی طرف دفع کرے یعنی اس کو اپنے پاس رکھے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یعنی صحیح ہے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ اور مالک سے روایت ہے کہ نہیں تمام ہوتا وقف مگر قبض کے ساتھ یعنی جب تک اس کو کوئی دوسرا قبض نہ کرے تب تک وقف پورا نہیں ہوتا، اور یہی قول ہے محمد بن حسن اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ اور دلیل پکڑی ہے طحاوی نے کہ وقف آزاد کرنے کی مانند ہے مشترک ہونے کی وجہ سے ان دونوں کے اس میں کہ اللہ کی تملیک میں ہیں۔ پس جاری ہوگا ساتھ قول مجرد کے قبض سے اور جدا ہوتا ہے وہ ہبہ سے اس بات میں کہ ہبہ تملیک آدمی کی ہے پس ناتمام ہوگا مگر اس کے قبض کرنے کے ساتھ اور استدلال کیا ہے بخاری نے اس میں عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ پس کہا اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور فرمایا کہ نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے اور نہیں خاص کیا ہے کہ اس کا متولی عمر ہے یا کوئی اس کے علاوہ۔ پس بیچ وجہ دلالت کے اس سے خفا ہے اور تحقیق تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ غایت اس چیز کی کہ عمر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو وقف کا متولی ہو مباح ہے اس کو کھانا اس سے اور یہ پہلے باب میں بھی گذر چکا ہے اور نہیں لازم آتا اس سے یہ کہ ہر شخص کو جائز ہے یہ کہ متولی ہو وقف مذکور کا بلکہ وقف کے لیے متولی کا ہونا ضروری ہے پس احتمال ہے کہ ہو مالک اس کا اور احتمال ہے کہ اس کا غیر ہو پس نہیں ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں جو ایک احتمال کو متعین کرے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مراد بخاری کی یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب وقف کیا پھر شرط کی تو نہ حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نکالنے کے ساتھ اپنے ہاتھ سے پس ہوگئی آپ کی تقریر یعنی برقرار رکھنا آپ کا دال ہے وقف کے صحیح ہونے پر اگرچہ نہ قبض کرے اس کو موقوف علیہ۔ (فتح)

لِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَوْقَفَ وَقَالَ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهٗ أَنْ يَّأْكُلَ وَلَمْ يَخُصَّ إِنْ وَّلِيَهٗ عُمَرُ أَوْ غَيْرُهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَقَالَ أَفْعَلُ فَقَسَمَهَا فِيْ أَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ.

یعنی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا اور کہا کہ نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہوا اس کا یہ کہ کھائے اور نہیں خاص کیا کہ اس کا متولی عمر رضی اللہ عنہ ہے یا غیر اس کا یعنی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ میں مناسب جانتا ہوں کہ تو اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کر دے تو اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں تو پس تقسیم کیا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قرابتیوں میں اور چچا کی اولاد میں۔

فائدہ: یہ حدیث موصول پہلے گذر چکی ہے۔ اور داودی نے کہا کہ جو چیز کہ استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بخاری نے وقف کے صحیح ہونے پر پہلے قبضے کے عمر اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہما کے قصے سے وہ حمل کرنا ہے چیز کا اپنی ضد پر اور تمثیل اس کی اس کی

غیر جنس کے ساتھ اور دفع کرنا ظاہر کا ہے اپنی وجہ سے اس لیے کہ اس نے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے وقف اپنے بیٹے کو دیا اور یہ کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دفع کیا اپنا صدقہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ کی طرف۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اس کی ملک نکال دی ساتھ اس کے مجرد قول کے ھی للہ صدقہ اور اسی طرح مالک کہتے ہیں کہ صدقہ لازم ہوتا ہے قول کے ساتھ اگرچہ کہتے ہیں کہ نہیں تمام ہوتا مگر ساتھ قبض کرنے کے ہاں استدلال کرنا اس کا ساتھ عمر رضی اللہ عنہ کے قصے کے۔ اعتراض کیا گیا ہے اس پر اور شبہ داودی کا صحیح ہے اور پہلے ذکر کی ہے میں نے توجیہ اس کی اور لیکن ابن بطال اس نے نزاع کیا ہے استدلال کرنے میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ اس طرح سے کہ احتمال ہے کہ اس کا ہاتھ اس سے نکلا ہو اور احتمال ہے کہ بدستور رہا ہو پس نہیں دلالت ہے اس میں اور ابن منیر نے جواب دیا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زمین کے صدقے کو مطلق چھوڑا اور سپرد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس کا مصرف کہ آپ جس کو چاہیں دیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم اس کو اپنے قرابت والوں میں تقسیم کردو تو سپرد کیا اس کے لیے اس کی قسمت کو ان کے درمیان گویا کہ اس کو اس کے ہاتھ میں برقرار رکھا اس کے بعد کے صدقہ جاری ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تصریح آئندہ آئے گی کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کی قسمت کے متولی ہوئے تھے اور اس کے ساتھ پورا ہو گیا جواب اور تحقیق مباشر ہوا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس کے مصرف کو بطور تفصیل کے۔ پس تحقیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ معین کی اس کے لیے جہت مصرف کی مگر اجمال کیا تھا پس اختصار کیا اقربین پر پس جب نہ تھا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یہ کہ تمام قرابت والوں کو اس میں شامل کرے ان کے منتشر ہونے کی وجہ سے تو اقتصار کیا بعض پر اور خاص کیا اس کے ساتھ اس شخص کو کہ اختیار کیا اس کو ان میں سے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَقَةٌ لِلّٰهِ وَلَمْ يُبَيِّنْ لِلْفُقَرَاءِ أَوْ غَيْرِهِمْ فَهُوَ جَائِزٌ وَيَضَعُهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ أَوْ حَيْثُ أَرَادَ.

جب کوئی کہے کہ میرا گھر اللہ کے لیے صدقہ ہے اور نہ بیان کرے کہ محتاجوں کے لیے ہے یا ان کے غیر کے لیے تو یہ جائز ہے

فائدہ: یعنی تمام ہوتا ہے صدقہ پہلے معین کرنے جہت اس کے مصرف کی پھر معین کرے اس کے بعد اس شخص میں کہ چاہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِیْ طَلْحَةَ حِيْنَ قَالَ أَحَبُّ أَمْوَالِیْ إِلَیَّ بِيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ فَأَجَازَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَجُوْزُ حَتّٰى يُبَيِّنَ لِمَنْ

یعنی صحیح ہے اور رکھے اس کو اپنے قرابت والوں میں یا جس جگہ چاہے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا جب کہ اس نے کہا کہ میرے سب قسم کے مال سے مجھ کو باغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحا ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جائز رکھا یعنی

وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ.

اور بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہے یہاں تک کہ بیان کرے کہ کس کے لیے ہے یعنی معین کرے اس کے مصرف کو۔

فائدہ: یہ بخاری کی فقاہت سے ہے۔

بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلَّهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَّمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذٰلِكَ.

جب کہے کہ میری زمین یا میرا باغ صدقہ ہے اللہ کے لیے میری ماں کی طرف سے تو وہ جائز ہے اگرچہ نہ بیان کرے کہ وہ کس کے لیے ہے۔

فائدہ: پس یہ باب خاص ہے پہلے باب سے اس لیے کہ پہلا باب اس چیز کے بیان میں ہے جب کہ نہ معین ہو وہ شخص کہ صدقہ کیا گیا ہے اس کی طرف سے اور نہ وہ شخص کہ جس پر کیا گیا اور یہ باب اس چیز کے حق میں ہے جب کہ معین ہو وہ شخص کہ جس کی طرف سے صدقہ ہوا فقط۔ ابن بطال نے کہا کہ امام مالک کا یہ مذہب ہے کہ وقف صحیح ہے اگرچہ نہ معین کرے اس کا مصرف اور اس کے موافق ہے ابو یوسف اور محمد اور شافعی ایک قول میں۔ ابن قصار نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کہے کہ وقف ہے یا صدقہ ہے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس سے نیکی اور قربت ہے اور سب لوگوں میں اولیٰ اس کی نیکی کے اس کے قرابت والے ہیں خاص کر جب کہ محتاج ہوں اور اس شخص کی مانند ہے جو اپنے تہائی مال کے ساتھ وصیت کرے اور اس کا مصرف متعین نہ کرے کہ وہ صحیح ہے اور اس کو محتاجوں میں خرچ کیا جائے اور دوسرا قول شافعی کا یہ ہے کہ وقف صحیح نہیں یہاں تک کہ اس کے مصرف کی جہت کو متعین کرے نہیں تو وہ چیز اس کی ملک میں باقی ہے اور بعض شافعیہ نے کہا کہ اگر کہے کہ میں نے اس کو وقف کیا اور مطلق چھوڑے تو اس میں اختلاف ہے اور اگر کہے کہ میں نے اس کو اللہ کے لیے وقف کیا تو یقیناً اس کے ملک سے نکل جاتا ہے۔ اور اس کی دلیل ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے۔ (فتح)

۲۵۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْلٰى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَآئِبٌ عَنْهَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَآئِبٌ عَنْهَا أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ

۲۵۵۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مر گئی اور وہ اس سے غائب تھا یعنی کہیں گیا ہوا تھا تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مر گئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز فائدہ دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے۔

إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کی قبر پر نماز پڑھی یعنی اس کا جنازہ پڑھا۔ اور مخراف میوہ دار مکان کو کہتے ہیں اور چونکہ باغ سے میوہ چنا جاتا تھا اس لیے اس کا نام مخراف رکھا۔

بَابُ إِذَا تَصَدَّقَ أَوْ أَوْقَفَ بَعْضَ مَالِهِ أَوْ بَعْضَ رَقِيْقِهِ أَوْ دَوَآبِّهِ فَهُوَ جَآئِزٌ.

جب کوئی اپنا کچھ مال یا اپنے کچھ غلام یا چوپائے صدقہ کرے یا وقف کرے تو وہ جائز ہے۔

فائدہ: یہ ترجمہ معقود (باندھا گیا) ہے وقف کرنے کے جواز کے لیے منقول چیز کے۔ اور ابو حنیفہ اس میں مخالف ہیں اور پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور مخالف اس میں محمد بن حسن ہیں لیکن خاص کیا ہے منع کو اس چیز کے ساتھ کہ ممکن ہو اس کی قسمت اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے جوری نے اور وہ شافعیہ سے ہے اس طرح سے کہ قسمت بیع ہے اور وقف کی بیع جائز نہیں اور اس کا اس طرح سے تعاقب کیا گیا ہے کہ قسمت افراض (شرکت کو فسخ کرنا) ہے پس نہیں ہے کوئی ڈر اس کے ہونے کی وجہ کہ پکڑا جاتا ہے اس سے جواز وقف کرنا مشترک چیز کا اور وقف منقول چیز کا وہ اس کے قول سے ہے کہ (وقف کرے یا صدقہ کرے اپنے بعض غلام یا چوپائے) پس تحقیق اس میں داخل ہے وہ چیز جب کہ وقف کرے ایک جزء کو غلام سے یا چوپائے سے یا وقف کرے ایک کو اپنے دو غلاموں سے یا گھوڑوں سے مثلاً پس یہ سب صحیح ہے اس شخص کے نزدیک جو منقول چیز کے وقف کو جائز رکھتا ہے اور رجوع کرتا اس کی طرف تعیین میں۔ (فتح)

۲۵۵۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَإِنِّيْ أُمْسِكُ

۲۵۵۲۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میری توبہ کا شکر یہ ہے کہ میں اپنے مال سے جدا ہوں اس حال میں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے خیرات ہے یعنی میں چاہتا ہوں کہ اپنا تمام مال خیرات کروں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اپنے کچھ مال کو اپنے پاس رکھ لے سو وہ تیرے حق میں بہتر ہے کعب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو حصہ میرا خیبر میں ہے اس کو رکھ لیتا ہوں۔

سَهْمِي الَّذِي بِخَيْبَرَ.

فائدہ: یہ حدیث پوری اپنی پوری شرح کے ساتھ کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور شاہد ترجمہ کا اس سے آپ کا یہ قول ہے کہ اپنا کچھ مال اپنے پاس رکھ لے پس تحقیق وہ ظاہر ہے آپ کے حکم کرنے میں بعض مال نکالنے اپنے اور بعض مال کے رکھ لینے کے بغیر تفصیل کے درمیان اس کے کہ مقسوم اور مشترک ہو سو جو مشترک چیز کے وقف کرنے کو منع کرتا ہے وہ دلیل کا محتاج ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر مکروہ ہونے صدقہ کے اپنے سارے مال کے ساتھ اور کتاب الزکاۃ میں اس کی بحث گذر چکی ہے اور کچھ کتاب الایمان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ تَصَدَّقَ إِلٰى وَكِيْلِهٖ ثُمَّ رَدَّ الْوَكِيْلُ إِلَيْهِ.

جو اپنے وکیل کی طرف خیرات کرے پھر وکیل اس کو اپنے موکل کی طرف رد کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟

فائدہ: یہ باب اکثر نسخوں میں نہیں اور بعض میں ہے۔

وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ لَا أَعْلَمُهٗ إِلَّا عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ جَآءَ أَبُوْ طَلْحَةَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَآءَ قَالَ وَكَانَتْ حَدِيْقَةً كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَسْتَظِلُّ بِهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّآئِهَا فَهِيَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْجُوْ بِرَّهٗ وَذُخْرَهٗ فَضَعْهَا أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکوکاری نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے محبوب مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے کہ نیکوکاری ہرگز حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنے پسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال سے مجھ کو باغ بیرحا بہت پیارا ہے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ ایک باغ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کے سائے میں بیٹھتے تھے اور اس کا پانی پیتے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا پس وہ باغ اللہ اور رسول کا ہے یعنی میں نے اس کو اللہ کی راہ میں دیا کہ میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور ذخیرہ ہونے کے لیے قیامت کے لیے سو یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ اللہ آپ کو دکھائے وہاں رکھیے یعنی جس کو مناسب دیکھیں اس کو دیجیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش اے ابوطلحہ یہ مال تو فائدہ دینے والا ہے ہم نے اس کو تجھ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ يَا أَبَا طَلْحَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ قَبِلْنَاهُ مِنْكَ وَرَدَدْنَاهُ عَلَيْكَ فَاجْعَلْهُ فِي الْأَقْرَبِيْنَ فَتَصَدَّقَ بِهِ أَبُوْ طَلْحَةَ عَلٰى ذَوِيْ رَحِمِهِ قَالَ وَكَانَ مِنْهُمْ أُبَيٌّ وَّحَسَّانُ قَالَ وَبَاعَ حَسَّانُ حِصَّتَهُ مِنْهُ مِنْ مُّعَاوِيَةَ فَقِيْلَ لَهُ تَبِيْعُ صَدَقَةَ أَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ أَلَا أَبِيْعُ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ بِصَاعٍ مِّنْ دَرَاهِمَ قَالَ وَكَانَتْ تِلْكَ الْحَدِيْقَةُ فِيْ مَوْضِعِ قَصْرِ بَنِيْ حُدَيْلَةَ الَّذِيْ بَنَاهُ مُعَاوِيَةُ.

سے قبول کیا پھر ہم نے اس کو تجھ پر پھیر دیا پس تقسیم کر اس کو اپنے قرابت والوں پر تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے قرابتیوں میں تقسیم کیا اور ان میں سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہما تھے تو حسان رضی اللہ عنہ نے اس میں سے اپنا حصہ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ ڈالا یعنی لاکھ درہم سے تو کسی نے اس کو کہا کہ کیا تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کو بیچتا ہے تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا نہ بیچوں میں ایک صاع کھجور کو بدلے ایک صاع درہموں کے یعنی میں بہت مہنگا بیچتا ہوں انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تھا یہ باغ بیچ محل بنی حدیلہ کے جس کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے بنایا تھا۔

فائدہ: اور نزاع کیا گیا ہے بخاری پر بیچ نکالنے اس باب کے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے یعنی نزاع کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے مسئلہ باب کا ثابت نہیں ہوتا اور جواب دیا گیا ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جب مطلق صدقہ کیا اور مصرف کی تعیین کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ چھوڑ اس کو اپنے قرابت والوں میں تو ہوگا یہ اس چیز کے مشابہ کہ باب باندھا اس کے ساتھ اور اس کا مقتضیٰ یہ ہے کہ یہ صحیح ہے۔ اور یہ جو کہا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے اپنے حصے کو اس سے معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچا تو یہ دلالت کرتا ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو باغ کا مالک کر دیا تھا اور ان پر وقف نہیں کیا تھا اس لیے کہ اگر اس کو وقف کرتا تو حسان رضی اللہ عنہ کے لیے اس کا بیچنا جائز نہ ہوتا۔ پس اعتراض کیا جاتا ہے اس شخص پر جو استدلال کرتا ہے کسی چیز کے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے سے وقف کے مسائل میں مگر اس چیز میں کہ اس میں صدقہ وقف کے مخالف نہیں اور احتمال ہے کہ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر وقف کیا تو ان پر شرط کی ہو کہ جو ان میں سے اپنے حصے کو بیچنے کا محتاج ہو اس کے لیے اس کا بیچنا جائز ہے۔ اور تحقیق جائز کہا ہے اس شرط کے ساتھ بعض علماء نے مانند علی رضی اللہ عنہ وغیرہ کی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب حاضر ہوں تقسیم کے وقت ناتے والے اور یتیم اور محتاج تو ان کو کھلاؤ اور کہو ان کو بات اچھی۔

۲۵۵۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ

۲۵۵۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی ہے اور قسم ہے اللہ کی

سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ إِنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنْ هٰذِهِ الْآيَةَ نُسِخَتْ وَلَا وَاللّٰهِ مَا نُسِخَتْ وَلٰكِنَّهَا مِمَّا تَهَاوَنَ النَّاسُ هُمَا وَالِيَانِ وَالٍ يَرِثُ وَذَاكَ الَّذِي يَرْزُقُ وَوَالٍ لَّا يَرِثُ فَذَاكَ الَّذِي يَقُوْلُ بِالْمَعْرُوْفِ يَقُوْلُ لَا أَمْلِكُ لَكَ أَنْ أُعْطِيَكَ.

منسوخ نہیں ہوئی لیکن لوگوں نے سستی کی ہے اور وہ دو قسم کے لوگ ہیں کہ ترکے کی قسمت کے متولی ہوتے ہیں ایک والی وہ ہے کہ خود وارث ہوتا ہے اور یہ وہ ہے جو حاضروں کو رزق دیتا ہے اور دوسرا والی وہ ہے کہ وارث نہیں ہوتا کہا پس یہ وہ ہے جو اچھی بات کہتا ہے کہ میں تیرے لیے مالک نہیں کہ تجھ کو دوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح تفسیر میں آئے گی۔ اور یہ کہ اَنَّ نَاسًا يَزْعُمُوْنَ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کیا مراد ہے اور یہ کہ ان میں سے عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور سوائے اس کے اقوال سے بیچ دعوی ہونے اس کے کے محکم یا منسوخ۔ (فتح)

فائدہ: حاصل مطلب یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم کرنے والے اور اس میں تصرف کرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث ہوتے ہیں ان کو یہ حکم ہے کہ حاضروں کو کچھ دو اور ایک قسم وہ ہے کہ وہ خود وارث نہیں ہوتے مانند ولی یتیم کی کہ وہ خود اس کے مال کا وارث نہیں ہوتا کہ دوسروں کو دے تو ان کو حکم ہے کہ حاضروں کی اچھی بات کہو اور نرمی سے ٹالو۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِمَنْ تُوُفِّيَ فُجَاءَةً أَنْ يَّتَصَدَّقُوْا عَنْهُ وَقَضَاءِ النُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ مستحب ہے اس شخص کے لیے کہ مر گیا ناگہانی موت سے یہ کہ خیرات کریں وارث اس کے اس کی طرف سے اور ادا کرنا نذروں کا مردے کی طرف سے۔

٢٥٥٤۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَأُرَاهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ تَصَدَّقْ عَنْهَا.

۲۵۵۴۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میری ماں اچانک مر گئی اور میں گمان کرتا ہوں کہ اگر وہ کلام کرتی تو خیرات کرتی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ کیا اس کو اس کا ثواب پہنچے گا؟ (یہ فقرہ ہی زائد ہے اس متن حدیث میں اس نام ونشان بھی نہیں، واللہ اعلم ابو محمد عفی عنہ) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اس کی طرف سے خیرات کرو۔

فائدہ: اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ حدیث ہے کہ سعد بن عبادہ نے کہا کہ میری ماں مر گئی اور اس پر نذر ہے اور گویا کہ

اس میں رمز ہے کہ عائشہ کی حدیث میں رجلا سے مراد سعد بن عبادہ ہیں اور سعد بن عبادہ کے قصے کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث گذر چکی ہے دوسرے الفاظ سے۔اور اس کے قول میں مخالفت نہیں ہے کہ میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے اور اس قول میں کہ میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا کیا پس اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے کہ میں اس کی طرف سے صدقہ کروں۔اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس نے نذر اور صدقہ دونوں کا حکم پوچھا ہو۔اور نسائی کی روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ یا حضرت میری ماں مرگئی کیا پس میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں نے کہا کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی کا پلانا۔

٢٥٥٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَفْتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ أُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَقَالَ اقْضِهِ عَنْهَا.

٢٥٥٥۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فتوی چاہا پس کہا میری ماں مرگئی اور اس پر نذر ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی طرف سے ادا کر۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ کیا کفایت کرتا ہے کہ میں اس کی طرف سے غلام آزاد کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی طرف سے آزاد کر پس فائدہ دیا اس روایت نے اس چیز کے بیان کا کہ وہ مذکورہ نذر تھی اور وہ یہ کہ اس نے نذر مانی تھی کہ غلام آزاد کرے گی پس آزاد کرنے سے پہلے مرگئی اور احتمال ہے کہ مطلق نذر مانی ہو بغیر معین کرنے کے یعنی کہا ہو کہ مجھ پر نذر ہے۔پس اس میں اس شخص کے لیے دلیل ہے جو فتوی دیتا ہے مطلق نذر میں قسم کے کفارے کا اور آزاد کرنا قسموں کے کفاروں میں سے سب سے اعلیٰ ہے پس اس لیے حکم کیا اس کو یہ کہ اس کی طرف سے غلام آزاد کرے اور ابن عبدالبر نے بعض سے حکایت کی ہے کہ سعد کی ماں پر روزے کی نذر تھی اور حق یہ ہے کہ یہ اس شخص کا قصہ ہے کہ اس کا بیان کتاب الصیام میں گذر چکا ہے۔اور باب کی حدیث میں کئی فوائد ہیں ایک یہ کہ مردے کی طرف سے صدقہ کرنا جائز ہے اور یہ کہ اس کو فائدہ دیتا ہے صدقہ کا ثواب اس کی طرف پہنچنے سے خاص کر جب کہ صدقہ کرنے والی اس کی اولاد ہو۔اور یہ مخصص ہے آیت ﴿وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى﴾ کے عموم کا اور صدقہ کے ساتھ ملحق ہے غلام آزاد کرنا اس کی طرف سے نزدیک جمہور کے خلاف ہے مشہور کے مالکیہ کے نزدیک اور اختلاف کیا گیا ہے غیر صدقہ میں یعنی صدقہ کے سوا اور نیکی کے کاموں میں اختلاف ہے کہ کیا ان کا ثواب بھی مردوں کو پہنچتا ہے یا نہیں مانند حج اور روزے کی اور کچھ اس کا بیان روزے کے بیان میں ہو چکا ہے اور یہ کہ وصیت کا ترک کرنا جائز ہے اس لیے کہ حضرت نے سعد کی ماں کی وصیت کے ترک کرنے پر مذمت نہیں کی یہ بات ابن

منذر نے کہی ہے اور اس کے ساتھ تعاقب کیا ہے کہ انکار کرنا اس پر دشوار ہوا اس کے مرجانے کی وجہ سے اچانک اور ساقط ہوئی اس سے تکلیف اور جواب دیا گیا ہے کہ انکار کا فائدہ یہ ہے کہ اگر انکار کرتی تو اس کا غیر اس کے ساتھ نصیحت پکڑتا اس شخص سے کہ اس کو سنے پس جب حضرت نے اس کو برقرار رکھا تو دلالت کی اس نے جواز پر اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب حضرت کے ساتھ مشورہ کرنے کے دین کے کاموں میں اور اس میں عمل کرنا ہے ساتھ گمان غالب کے اور اس میں جہاد کرنا ہے ماں کی زندگی میں اس لیے کہ ایک روایت میں ہے کہ اس کی ماں مرگئی اور وہ جہاد میں تھا اور یہ محمول ہے اس پر کہ اس نے ماں سے اجازت لے لی تھی اور اس میں سوال کرنا ہے تحمل سے اور جلدی کرنے سے نیکی کے عمل کی طرف اور جلدی کرنی ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں اور یہ کہ صدقہ کا ظاہر کرنا کبھی بہتر ہوتا ہے اس کے چھپانے سے اور وہ وقت صدق نیت کے ہے بیچ اس کے اور جائز ہے حاکم کے لیے اٹھانا گواہی کا بیچ غیر مجلس حکم کے۔ (فتح)

بَابُ الْإِشْهَادِ فِي الْوَقْفِ وَالصَّدَقَةِ.

وقف اور صدقے اور وصیت میں گواہ کرنا۔

٢٥٥٦ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ قَالَ أَخْبَرَنِيْ يَعْلٰى أَنَّهُ سَمِعَ عِكْرِمَةَ مَوْلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ أَنْبَأَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ أَخَا بَنِيْ سَاعِدَةَ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أُمِّيْ تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا فَهَلْ يَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنِّيْ أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا.

٢٥٥٦ـ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی ماں مرگئی اور وہ اس سے غائب تھا تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں مرگئی اور میں اس سے غائب تھا تو کیا اس کو کوئی چیز نفع دیتی ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو اس نے کہا کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میرا باغ مخراف اس پر صدقہ ہے۔

فائدہ: اور لاحق کیا ہے بخاری نے وقف کو صدقے کے ساتھ لیکن بیچ استدلال کے اس کے لیے سعد رضی اللہ عنہ کے قصے کے ساتھ نظر ہے اس لیے کہ اس کا قول کہ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں احتمال ہے کہ اس سے مراد شہادت معتبر ہو اور احتمال ہے کہ اس سے مراد صرف اطلاع دینی ہو۔ اور استدلال کیا ہے مہلب نے گواہ کرنے کے لیے وقف میں اللہ کے قول کے ساتھ کہ گواہ کرو جب آپس میں سودا کرو پس جب بیع میں گواہ کرنے کا حکم ہے اور حالانکہ اس کے لیے

بدلہ ہے تو مشروع ہونا اس کا وقف میں باوجود اس کے کہ اس میں عوض نہیں بطریق اولیٰ ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد توہم کا دفع کرنا ہے اس شخص سے کہ گمان کرتا ہے کہ وقف نیکی کے کاموں میں ہے پس مستحب ہے چھپانا اس کا پس بیان کیا بخاری نے کہ مشروع ہے ظاہر کرنا اس کا اس لیے کہ وہ پیچھے اس بات کے ہے کہ نزاع کی جائے بیچ اس کے خاص کر وارثوں سے۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاٰتُوا الْيَتَامٰى أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوْا أَمْوَالَهُمْ إِلٰى أَمْوَالِكُمْ إِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو گندے کو ستھرے سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ یہ ہے بڑا وبال اور اگر ڈرو کہ انصاف نہ کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے۔

٢٥٥٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ كَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ أَنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ﴾. قَالَتْ هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا فَيَرْغَبُ فِيْ جَمَالِهَا وَمَالِهَا وَيُرِيْدُ أَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَآئِهَا فَنُهُوْا عَنْ نِّكَاحِهِنَّ إِلَّا أَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوْا بِنِكَاحِ مَنْ سِوَاهُنَّ مِنَ النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ﴾ قَالَتْ فَبَيَّنَ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ أَنَّ الْيَتِيْمَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ

٢٥٥٧۔ عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر پوچھی کہ نہ اگر ڈرو تم کہ انصاف کرو گے یتیم لڑکیوں کے حق میں تو نکاح کرو جو تم کو خوش آئیں عورتوں سے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ یتیم لڑکی ہے اپنے ولی کی پرورش میں پس رغبت کرتا ہے ولی اس کے جمال میں اور مال میں اور چاہتا ہے کہ نکاح کرے اس سے ساتھ کم مہر کے اس کی عورتوں کے دستور سے یعنی مثل سے تو ان کو ان کے نکاح سے منع ہوا مگر یہ کہ انصاف کریں ان کے لیے بیچ کامل کرنے مہر کے اور حکم ہوا کہ ان کے سوا اور عورتوں سے نکاح کریں یعنی اور لوگوں نے اس سے مطلق منع سمجھا کہ یتیم لڑکی سے ولی کا مطلق نکاح کرنا درست نہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر اجازت مانگی لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد اترنے اس آیت کے وان خفتم ان لاتقسطوا۔۔الایۃ تو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ رخصت مانگتے ہیں تجھ سے عورتوں کے حق میں تو کہہ اللہ رخصت دیتا ہے تم کو ان میں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس بیان

جَمَالٍ وَّمَالٍ رَّغِبُوْا فِیْ نِكَاحِهَا وَلَمْ يُلْحِقُوْهَا بِسُنَّتِهَا بِإِكْمَالِ الصَّدَاقِ فَإِذَا كَانَتْ مَرْغُوْبَةً عَنْهَا فِیْ قِلَّةِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ تَرَكُوْهَا وَالْتَمَسُوْا غَيْرَهَا مِنَ النِّسَآءِ قَالَ فَكَمَا يَتْرُكُوْنَهَا حِيْنَ يَرْغَبُوْنَ عَنْهَا فَلَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَنْكِحُوْهَا إِذَا رَغِبُوْا فِيْهَا إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهَا الْأَوْفٰى مِنَ الصَّدَاقِ وَيُعْطُوْهَا حَقَّهَا.

کیا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کہ یتیم لڑکی جب خوبصورت اور مال دار ہوتی تھی تو اس کے نکاح میں رغبت کرتے تھے اور نہ ملاتے تھے ان کو ساتھ دستور اس کے کے ساتھ کامل کرنے مہر کے اور جب نہ مرغوب ہوتی تھی بیچ کم ہونے مال کے اور جمال کے تو اس سے نکاح نہیں کرتے تھے اور اس کے سوا اور عورت تلاش کرتے تھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پس جیسا کہ رغبت نہ ہونے کے وقت اس کو چھوڑتے ہیں پس ویسا ہی نہیں ہے ان کے لیے کہ ان سے نکاح کریں جب کہ اس میں رغبت کریں مگر یہ کہ اس کے لیے انصاف کریں ساتھ مہر پورے کے اور اس کا حق اس کو دیں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب التفسیر میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامٰى حَتّٰى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوْهَا إِسْرَافًا وَّبِدَارًا أَنْ يَّكْبَرُوْا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا﴾. ﴿حَسِيْبًا﴾ يَعْنِیْ كَافِيًا وَّمَا لِلْوَصِيِّ أَنْ يَّعْمَلَ فِیْ مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ پہنچیں نکاح کی عمر کو پھر اگر دیکھو ان میں ہوشیاری تو حوالے کرو ان کے مال اور کھا نہ جاؤ ان کو اڑا کر اور گھبرا کر یہ کہ بڑے نہ ہو جائیں اور جو کوئی مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو کوئی محتاج ہو تو کھائے موافق دستور کے آخر آیت تک حَسِیْبًا کافیا یعنی حسیبا (کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے) کے معنی ہیں کفایت کرنے والا وَمَا لِلْوَصِيِّ اَنْ يَّعْمَلَ فِیْ مَالِ الْيَتِيْمِ وَمَا يَأْكُلُ مِنْهُ بِقَدْرِ عُمَالَتِهٖ۔ اور جائز ہے وصی کے لیے یہ کہ یتیم کے مال میں محنت کرے اور بقدر اپنی محنت کے اس سے کھائے۔

فائدہ: اور یہ اختلافی مسائل میں سے ہے پس بعض کہتے ہیں کہ جائز ہے وصی کے لیے (یعنی جس کو مرد وصیت کر جائے) یہ کہ لے یتیم کے مال سے بقدر اپنی محنت کے یہ قول عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور عکرمہ اور حسن وغیرہ کا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہ کھائے اس سے مگر حاجت کے وقت پھر اختلاف کیا ہے انہوں نے پس کہا عبیدہ اور سعد بن جبیر نے اور مجاہد نے کہ جب کھائے پھر مال دار ہو جائے تو ادا کرے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ادا کرنا واجب نہیں اور بعض کہتے ہیں اگر چاندی سونا ہو تو نہیں جائز ہے یہ کہ لے اس سے کچھ مگر بطور قرض کے اور اگر ان کے سوائے اور کچھ ہو تو جائز ہے ضرورت کے مطابق اور یہ صحیح تر قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اور یہی قول ہے شعبی اور ابوالعالیہ وغیرہ کا روایت کیا ہے ان سب کو ابن جریر نے اپنی تفسیر میں اور کہا ہے اس نے ساتھ واجب ہونے قضا کے مطلق اور مدد کی ہے اس کی ہے اور مذہب شافعی کا یہ ہے کہ لے اقل دو امروں کا اپنی اجرت سے اور نفقہ سے اور نہیں واجب ہے پھیرنا صحیح قول پر۔ اور حکایت کی ابن تین نے ربیعہ سے کہ مال دار اور محتاج سے مراد اس آیت میں یتیم ہے یعنی اگر یتیم مال دار ہو تو نہ زیادتی کرے بیچ خرچ کرنے کے اس کے اوپر اور اگر محتاج ہو تو چاہیے کہ اپنے مال سے دستور کے موافق کھلائے اور اس میں اس پر ہرگز دلالت نہیں کہ یتیم کے مال سے کھانا درست ہے۔ (فتح)

۲۵۵۸۔ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ بْنُ الْأَشْعَثِ حَدَّثَنَا أَبُوْ سَعِيْدٍ مَوْلٰى بَنِيْ هَاشِمٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَّهُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَهُ ثَمْغٌ وَّكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّي اسْتَفَدْتُ مَالًا وَّهُوَ عِنْدِيْ نَفِيْسٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَتَصَدَّقَ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَصَدَّقْ بِأَصْلِهِ لَا يُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُّنْفَقُ ثَمَرُهٗ فَتَصَدَّقَ بِهٖ عُمَرُ فَصَدَقَتُهٗ تِلْكَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِي الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهٗ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ

۲۵۵۸۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا ایک مال یعنی زمین خیرات کی اور اس مال کو ثمغ کہا جاتا تھا یعنی اور وہ زمین تھی مقابل مدینہ کے اور وہ کھجوروں کے درخت تھے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے مال حاصل کیا ہے اور وہ میرے نزدیک بہت نفیس ہے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو خیرات کروں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ کر ساتھ اصل اس کی کے اس حال میں کہ نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور لیکن اس کا میوہ خرچ کیا جائے سو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے پس یہ صدقہ اس کا ہے اللہ کی راہ میں اور آزاد کرنے غلاموں کے اور محتاجوں میں اور مہمانوں میں اور مسافروں میں اور قرابتیوں میں نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یعنی اس کی تدبیر کرے یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے اپنے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو

مُتَمَوِّلٍ بِهٖ. مال کو اس کے حاصل سے۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ تشبیہ دی ہے بخاری نے وصی کو ساتھ ناظر وقف کے یعنی جو وقف کا متولی اور مدبر ہو اور وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ نظر ان لوگوں کے لیے جن پر وقف کیا گیا ہے محتاجوں وغیرہ سے مانند نظر کی ہے یتیموں کے لیے اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے اس طرح سے کہ وقف کرنے والا وہ مالک ہے اس کے منافع کا کہ جس کو وقف کیا پس اگر شرط کرے اس شخص کے لیے کہ متولی ہو اس کی نظر کا کچھ تو یہ اس کو جائز ہے اور وصیت کرنے والا اس طرح نہیں اس لیے کہ اس کی اولاد اس کے بعد اس کے مال کی وارث ہوتی ہے ساتھ قسمت کرنے اللہ کے ان کے لیے پس نہ ہوگا وہ اس میں وقف کرنے والے کی طرح آہ۔ اور مقتضی اس کا یہ ہے کہ وصیت کرنے والا جب ٹھہرائے وصی کے لیے یہ کہ کھائے مال موصی علیہم کے سے تو یہ صحیح نہیں اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ جائز ہے جب کہ معین کرے اس کو اور سوائے اس کے نہیں کہ اختلاف کیا ہے سلف نے اس چیز میں جب وصیت کرے اور نہ معین کرے وصی کے لیے کچھ کیا اس کو جائز ہے یہ کہ لے بقدر اپنی محنت کے یا نہیں۔ اور کرمانی نے کہا کہ وجہ مطابقت کی اس وجہ سے ہے کہ قصد یہ ہے کہ وصی لے یتیم کے مال سے اپنی اجرت ساتھ دلیل قول عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں گناہ اس پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے دستور کے مطابق۔ (فتح)

٢٥٥٩۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ﴿وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ﴾ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي وَالِي الْيَتِيمِ أَنْ يُصِيبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ.

٢٥٥٩۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ جو مال دار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو فقیر ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت والی کے حق میں اتری یہ کہ پہنچے اس کے مال سے جب کہ ہو محتاج بقدر اس کے مال کے موافق دستور کے یعنی اگر بہت ہو تو بہت لے اور اگر تھوڑا ہو تھوڑا لے یا لے بقدر اپنی محنت کے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال یتیموں کے ناحق وہی کھاتے ہیں اپنے پیٹ میں آگ اب بیٹھیں گے آگ میں۔

٢٥٦٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ

٢٥٦٠۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچو سات کبیرہ گناہوں سے۔ اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ

زَيْدِ الْمَدَنِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ.

یا حضرت ﷺ وہ کون سے گناہ ہیں فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کا مارنا جس کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے لیکن حق پر مارنا درست ہے اور بیاج کھانا اور یتیم یعنی بے باپ لڑکے کا مال کھانا اور لڑائی کے دن کافروں کے سامنے سے بھاگنا اور خاوند والی ایمان دار عورتوں کو جو بدکاری سے واقف نہیں عیب لگانا۔

فائدہ: اور غرض یہاں اس قول سے یہ ہے کہ کھانا یتیم کے مال کا اور اس کی پوری شرح کتاب الحدود میں آئے گی۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتَامٰى قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ وَّإِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَإِخْوَانُكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾. ﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ ﴿وَعَنَتْ﴾ خَضَعَتْ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ پوچھتے ہیں تجھ سے یتیموں کا حکم تو کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو تم پر مشکل ڈالتا اللہ زبردست تدبیر والا۔ لاعنتکم لاحرجکم وضیق یعنی لاعنتکم کا لفظ کہ اس آیت میں واقع ہے اس کا معنی لاحرجکم وضیق ہیں یعنی تم پر مشکل ڈالتا اور تم کو تنگ کرتا۔ وعنت خضعت یعنی وعنت کا لفظ کہ آیت وعنت الوجوہ میں واقع ہوا ہے اس کے معنی خضعت ہیں یعنی جھکے اور ذلیل ہوئے۔

فائدہ: یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم پر فراخی کی اور آسانی کی پس کہا کہ جو مالدار ہو تو چاہیے کہ بچتا رہے اور جو محتاج ہو تو چاہیے کہ کھائے موافق دستور کے۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی محتاج یتیم کے مال کا والی ہو تو کھائے بقدر اپنی محنت کے اس کے مال پر اور اس کے منفعت کی جب تک کہ نہ زیادتی کرے۔ (فتح)

﴿لَأَعْنَتَكُمْ﴾ لَأَحْرَجَكُمْ وَضَيَّقَ ﴿وَعَنَتْ﴾ خَضَعَتْ. وَقَالَ لَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ مَا

نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی کی وصیت کو رد نہیں کیا یعنی اگر کوئی یتیموں کو ان کی سپرد کرتا تو اس کی وصیت کو قبول کرتے اور یتیموں کے متولی ہوتے۔

رَدَّ ابْنُ عُمَرَ عَلٰی أَحَدٍ وَّصِيَّةً.

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کے ساتھ ثواب چاہتے تھے اس حدیث کی وجہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دونوں انگلیاں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی اور اس کی شرح کتاب الادب میں آئے گی۔ اور محل کراہت دخول کا وصیت میں یہ ہے کہ خوف کیا جائے تہمت کا یا ضعیف ہونے کا قیام سے ساتھ اس کے حق کے۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ أَحَبَّ الْأَشْيَآءِ إِلَيْهِ فِيْ مَالِ الْيَتِيْمِ أَنْ يَّجْتَمِعَ إِلَيْهِ نُصَحَآؤُهٗ وَأَوْلِيَآؤُهٗ فَيَنْظُرُوا الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَكَانَ طَاوُسٌ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ أَمْرِ الْيَتَامٰی قَرَأَ ﴿وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ﴾ وَقَالَ عَطَآءٌ فِيْ يَتَامَی الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ يُنْفِقُ الْوَلِيُّ عَلٰی كُلِّ إِنْسَانٍ بِقَدْرِهٖ مِنْ حِصَّتِهٖ.

اور تھے ابن سیرین سب چیزوں سے محبوب تر طرف اس کی بیچ مال یتیم کے یہ کہ جمع ہوں طرف اس کی خیر خواہ اس کے اور ولی اس کے پس نظر کریں اور فکر کریں اس چیز میں کہ جو اس کے لیے بہتر ہے یعنی اور طاؤس جب پوچھے جاتے یتیموں کی کسی چیز سے تو یہ آیت پڑھتے کہ اللہ کو معلوم ہے خرابی کرنے والا اور سنوارنے والا یعنی اور عطا نے کہا بیچ حق یتیموں چھوٹوں اور بڑوں کے خرچ کرے ولی ہر آدمی پر بقدر حال اس کے کے اس کے حصے سے۔

فائدہ: روایت ہے کہ پوچھے گئے عطا ایک مرد کے متعلق کہ متولی ہو یتیموں کے مال کا کہ ان میں چھوٹے اور بڑے ہوں اور ان کا مال اکٹھا ہو تقسیم نہ ہوا ہو تو عطاء نے کہا کہ خرچ کرے ہر آدمی پر ان میں سے اس کے مال سے اس کے قدر پر اور قتادہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہ پاس جاؤ مال یتیم کے مگر اس طریقے کے ساتھ کہ بہتر ہے تو لوگ نہ ملاتے تھے ان کو کھانے وغیرہ میں تو مشکل ہوئی ان پر یہ بات تو اللہ نے رخصت اتاری کہا اگر اس کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں اور سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سبب نازل ہونے اس آیت کا یہ ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کا مال ظلم سے تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال سے جدا کر دیئے تو یہ آیت اتری کہ کہہ سنوارنا ان کا بہتر ہے اور اگر ان کا خرچ ملا رکھو تو تمہارے بھائی ہیں تو لوگوں نے ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملائے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ جو لوگ کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے تو لوگوں نے یتیموں کے مال اور کھانے سے کنارہ کیا پس یہ ان پر دشوار ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی شکایت ہوئی تو یہ آیت اتری اور تجھ سے پوچھتے ہیں یتیموں کا حکم اور ان کا خرچ ملانا جائز ہوا اور نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ملانا یہ ہے کہ وہ تیرا دودھ پیئے اور تو اس کا دودھ پیئے اور وہ تیرے پیالے سے کھائے اور تو اس کے پیالے

سے کھائے اور اللہ جانتا ہے خرابی کرنے والے کو سنوارنے والے سے یعنی جس کی نیت یتیم کے مال کھانے کی ہو اور جو اس سے پرہیز کرے۔ ابو عبید نے کہا کہ مخالطت یہ ہے کہ ہو یتیم درمیان عیال والے کے پس دشوار اس پر جدا کرنا اس کے کھانے کا پس لے یتیم کے مال سے بقدر اس کے کہ دیکھتا ہے کہ یہ کفایت کرتا ہے اس کو ساتھ کوشش کے پس ملاتا ہے اس کو ساتھ خرچ اپنے عیال کے اور چونکہ اس میں زیادتی اور کمی واقع ہوتی ہے تو اس سے لوگوں نے خوف کیا تو اللہ نے ان پر فراخی کی یعنی ان کے ملانے کی اجازت دی۔ (فتح)

بَابُ اسْتِخْدَامِ الْيَتِيْمِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ إِذَا كَانَ صَلَاحًا لَّهُ وَنَظَرِ الْأُمِّ وَزَوْجِهَا لِلْيَتِيْمِ.

خدمت لینی یتیموں سے سفر میں اور وطن میں جب کہ یہ اس کے لیے اصلاح ہو یعنی اس کے سنوارنے اور تربیت میں دخل رکھے اور نظر کرنی اور توجہ کرنی ماں کی اور اس کے خاوند کی یتیم کے لیے اس کے حال کے سنوارنے میں۔

٢٥٦١۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَأَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ قَالَ فَخَدَمْتُهُ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا وَلَا لِشَيْءٍ لَّمْ أَصْنَعْهُ لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا.

٢٥٦١۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مدینے میں تشریف لائے یعنی ہجرت کر کے اس حال میں کہ آپ کا کوئی خادم نہ تھا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو حضرت ﷺ کے پاس لے چلا تو اس نے کہا کہ یا حضرت! انس لڑکا عقل مند ہے پس چاہیے کہ آپ کی خدمت کرے تو میں نے حضرت ﷺ کی خدمت کی سفر میں اور حضر میں تو نہ فرمایا مجھ کو حضرت ﷺ نے کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو کیا کہ تو نے یہ اس طرح کیوں کیا اور نہ کسی چیز کے لیے کہ میں نے اس کو نہ کیا کہ تو نے اس طرح کیوں نہیں کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ انس رضی اللہ عنہ کی ماں ام سلیم رضی اللہ عنہا کا خاوند ہے۔ پس حدیث مطابق ہے ترجمہ کے ایک دو رکنوں کے اور لیکن جو رکن کہ اس سے پہلے ہے وہ توجہ کرنی ہے ماں کی اپنے بیٹے یتیم کے حال میں تو گویا کہ سمجھا جاتا ہے اس سے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ کام نہ کیا مگر ام سلیم رضی اللہ عنہا کی رضامندی کے بعد۔ یا اشارہ کیا بخاری نے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی کہ جب حضرت ﷺ پہلے پہل

مدینے میں آئے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا پس لیکن ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پس حاضر کیا اس نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کہ آپ نے جنگ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا جیسا کہ جہاد میں صریح آئے گا۔ اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ حکم مسئلے اس باب کے پس مالکیہ سے ہے کہ ماں وغیرہ کو جائز ہے تصرف کرنا بیچ بھلائیوں اس شخص کے کہ ان کی پرورش میں ہیں یتیم لڑکے لڑکیوں سے اگرچہ وصیت نہ ہوں اور اشکال کیا ہے بعض نے اس کے جواز پر پس تحقیق وہ چاہتا ہے اس کو کہ مشغول ہوں یتیم ساتھ خدمت کے ادب سکھانے سے اور یہ مطلوب کی ضد ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ نکلنا حکم مذکور کا اس حدیث سے تقاضہ کرتا ہے قید کرنے کو ساتھ اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ خبر مستدل بہ کے اور وہ یہ ہے کہ ہو نزدیک اس شخص کے کہ ادب دے اس کو اور نفع اٹھائے اس کے ادب سکھانے کے ساتھ جیسا کہ واقع ہوا ہے انس رضی اللہ عنہ سے خدمت نبوی میں پس تحقیق فائدہ اٹھایا اس نے ساتھ مواظبت کے اوپر اس کے آداب کے ساتھ اس چیز کے کہ فوقیت حاصل کی اس نے اپنے غیر سے جس کو اپنے باپ نے ادب سکھایا۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا وَّلَمْ يُبَيِّنِ الْحُدُوْدَ فَهُوَ جَآئِزٌ وَّكَذٰلِكَ الصَّدَقَةُ.

جب کوئی زمین وقف کرے اور اس کی حدیں بیان نہ کرے تو وہ جائز ہے یعنی وقف کرنا اور اسی طرح صدقہ یعنی وقف کرنا ساتھ لفظ صدقہ کے۔

فائدہ: اسی طرح مطلق چھوڑا ہے اس نے جواز کو اور وہ محمول ہے اس پر جب کہ موقوف اور صدقہ کی گئی چیز مشہور ہو جدا ہو ساتھ اس حیثیت کے کہ امن ہو اس سے کہ اپنے غیر کے ساتھ ملے نہیں تو حد کا بیان کرنا بلا اتفاق ضروری ہے لیکن غزالی نے اپنے فتوی میں ذکر کیا ہے کہ جو کہے کہ گواہ رکھو کہ میرا تمام ملک وقف ہے اس پر اور اس کے مصرف کا ذکر کرے اور اس سے کسی چیز کی حد معین نہ کرے تو اس کی جائیداد کل وقف ہو جاتی ہے اور نہیں ضرر کرتا نہ جاننا گواہوں کا حدوں کو اور احتمال ہے کہ بخاری کی مراد یہ ہو کہ وقف صحیح ہے ساتھ صیغے کے کہ نہیں ہے تحدید بیچ اسکے بنسبت اعتقاد وقف کرنے والے کے اور اس کے ارادے کے کسی چیز معین کے اپنے جی میں اور سوائے اس کے نہیں کہ معتبر ہے تحدید گواہ کرنے کے لیے اوپر اس کے تاکہ بیان ہو حق غیر کا۔ واللہ اعلم (فتح)

٢٥٦٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَكْثَرَ أَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ أَحَبُّ مَالِهِ إِلَيْهِ

٢٥٦٢۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ مدینے میں مال میں یعنی کھجوروں کے درختوں میں سب انصاریوں سے زیادہ تھے اور اس کے سب مال میں سے اس کو بہت پیارا باغ بیرحا تھا کہ مسجد کے سامنے تھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں داخل ہوا کرتے تھے اور اس کا میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے

بَيْرُحَاءَ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ قَالَ أَنَسٌ فَلَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ قَامَ أَبُوْ طَلْحَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَإِنَّ أَحَبَّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَاءَ وَإِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ أَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا حَيْثُ أَرَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ أَوْ رَايِحٌ شَكَّ ابْنُ مَسْلَمَةَ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَإِنِّيْ أَرٰى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ أَفْعَلُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا أَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ أَقَارِبِهٖ وَفِيْ بَنِيْ عَمِّهٖ وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَيَحْيَى بْنُ يَحْيٰى عَنْ مَّالِكٍ رَّايِحٌ.

کہا کہ جب یہ آیت اتری کہ نیکوکاری ہرگز نہ حاصل کرسکو گے جب تک اپنے پیارے مال کواللہ کے راہ میں خرچ نہ کرو گے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فرماتا ہے کہ ہرگز نیکوکاری حاصل نہ کرسکو گے جب تک اپنے پیارے مال کواللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے اور میرے سب مال میں مجھے میراباغ بہت پیارا ہے جس کا نام بیرحاء ہے اور وہ اللہ کے لیے صدقہ ہے میں امید رکھتا ہوں اس کی نیکی کی اور اس کے ذخیرہ ہونے کی نزدیک اللہ کے سو یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکھیں اس کوجس جگہ اللہ آپ کودکھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاباش یہ مال فائدہ دینے والا ہے اور میں نے سنا جوتو نے کہااور مجھ کومناسب معلوم ہوتا ہے کہ تو اس کواپنے قرابت والوں میں تقسیم کردے توابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کرتا ہوں توابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کواپنے قرابتیوں اور چچا کی اولاد میں تقسیم کیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ حسان رضی اللہ عنہ اور ابی رضی اللہ عنہ کو دیا اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جو کہتا ہے کہ اقل ان کا کہ دی جائے قرابت والوں سے جب کہ منحصر نہ ہوں دو آدمی ہیں اور اس استدلال میں نظر ہے اس لیے کہ واقع ہوا ہے ماجشون کی روایت میں اسحق سے جو پہلے گذر چکی ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کواپنے ناتے واروں میں تقسیم کیا اور ان میں سے حسان رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں یعنی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے دو سے زیادہ کو دیا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور اس کے بھائی شداد بن اوس رضی اللہ عنہ اور نبیط بن جابر میں تقسیم کیا۔ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں اس کے سوا اور بھی کئی فوائد ہیں کہ پہلے گذرے یہ کہ وقف نہیں محتاج ہے اپنے منعقد ہونے میں طرف قبول کرنے اس شخص کے جس پر وقف کیا گیا اور اس کے ساتھ استدلال کیا ہے بعض مالکیہ نے اوپر صحیح ہونے صدقہ مطلق کے پھر اس کو معین کرے صدقہ کرنے والا اس شخص کے لیے کہ جس کو چاہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ جمہور کے لیے اس میں کہ جو وصیت کرے کہ تفریق کی جائے اس کے مال کی تہائی جس جگہ وصی کو اللہ دکھائے تو اس کی وصیت صحیح

ہو جاتی ہے اور تفریق کرے اس کو وصی نیک راہوں میں اور نہ کھائے اس سے کچھ اور نہ دے اس سے کچھ میت کے کسی وارث کو اور اس میں مخالفت کی ہے ابو ثور نے موافقت کرنے کی وجہ سے حنفیہ کے اول میں سوائے دوسرے کے اور ایک حدیث میں جواز صدقہ کرنے کا ہے زندہ آدمی کی طرف بیچ غیر مرض الموت کے ساتھ زیادہ کے تہائی مال سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے صدقے کی مقدار کی تفصیل نہ پوچھی اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کہا کہ تہائی بھی بہت ہے۔ اور یہ کہ جو قرابتیوں میں زیادہ قریب ہو اس کو غیروں پر مقدم کیا جائے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنی حسب مال کی طرف مرد فاضل عالم کی اور اس میں اس پر کچھ نقص نہیں اور تحقیق خبر دی ہے اللہ نے انسان کی کہ اس کو خیر کی بہت محبت ہے اور خیر سے مراد اس جگہ بالاتفاق مال ہے اور یہ کہ جائز ہے پکڑنا باغوں اور بستانوں کا اور داخل ہونا اہل فضل اور علم کا اس میں اور آرام کرنا ان کے سائے میں اور یہ کہ کھائے اس کو میوں سے اور آرام کرنا بیچ ان کے اور کبھی ہوتا ہے یہ مستحب کہ مترتب ہوتا ہے اس پر ثواب جب کہ قصد کرے ساتھ اس کے تفریح جان کے عبادت کی مشقت سے اور خوش کرنا اس کا عبادت کے لیے اور یہ کہ جائز ہے قصد کرنا زمین اور غیر منقول چیز کا اور مباح ہونا پانی پینے کا یار کے گھر سے اگرچہ وہ حاضر نہ ہو جب کہ اس کے نفس کی خوشی معلوم ہو اور یہ کہ جائز ہے طلب کرنا میٹھے پانی کا اور تفضیل بعض پانی کی بعض پر اور یہ کہ جائز ہے استدلال کرنا ساتھ عموم کے اس لیے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آیت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا سے یہ سمجھا کہ اپنے کل افراد کو شامل ہے پس نہ کھڑا ہوا یہاں تک کہ وارد ہو اس پر بیان معین چیز سے بلکہ جلدی کی محبوب چیز کے خرچ کرنے میں اور برقرار رکھا اس کو حضرت ﷺ نے اس کے اوپر۔ اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس چیز کے لیے کہ امام مالک اس کی طرف گئے ہیں کہ صدقہ صحیح ہوتا ہے قول کے ساتھ پہلے قبض کے پس اگر وہ معین کے لیے ہو تو وہ مستحق ہے اس کے مطالبہ کا ساتھ قبض کرنے اس کے کے اور اگر ہو جہت عام کے لیے تو قائل کے ملک سے نکل جاتا ہے اور جائز ہے امام کے لیے خرچ کرنا اس کا صدقہ کے راہ میں اور یہ کل حکم اس وقت ہے جب کہ صدقہ کرنے والے کی مراد ظاہر نہ ہو اور جب ظاہر ہو تو اس کی تابعداری کی جائے اور یہ کہ جائز ہے متولی ہونا صدقہ کرنے والے کا اپنے صدقہ کی تقسیم کو اور یہ کہ جائز ہے مال دار کو لینا صدقہ نفل سے جب کہ اس کو بغیر سوال کے حاصل ہو اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اوپر جائز ہونے حبس اور وقف کے برخلاف اس شخص کے جو اس کو منع کرتا ہے اور باطل کرتا ہے اس میں حجت نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا صدقہ تملیک ہو اور یہی معلوم ہوتا ہے ابن ماجشون کے سیاق سے اور یہ کہ جائز ہے زیادتی کرنی صدقہ نفل میں اوپر قدر نصاب زکوۃ کے۔ اور اس میں فضیلت ہے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ آیت شامل ہے اوپر رغبت دلانے کے پیارے مال کے خرچ کرنے پر پس جلدی کی اس نے خرچ کرنے پر احب المحبوب کو تو حضرت ﷺ نے اس کی رائے کو ٹھیک کہا اور شکر کیا اپنے رب سے فعل اس کے کا پھر حکم کیا اس کو یہ کہ خاص کرے اس

کے ساتھ اپنے اہل کو اور مراد رکھی اپنے راضی ہونے کی اس کے ساتھ ساتھ فرمانے اپنے کے شاباش اور یہ کہ تمام ہوتا ہے وقف ساتھ قول واقف کے کہ میں نے یہ وقف کیا ہے اور یہ کہ صدقہ اوپر جہت عام کے نہیں محتاج ہے طرف قبول معین کے بلکہ جائز ہے امام کے لیے قبول کرنا اس کا اس سے اور دینا اس کا جس کو مناسب دیکھے جیسا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ نہیں اعتبار کیا جاتا ہے قرابت میں وہ شخص کہ جمع کرے اس کو اور وقف کرنے والے کو باپ معین نہ چوتھا اور نہ غیر اس کا اس لیے کہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سوائے اس کے نہیں کہ جمع ہوتا ہے ساتھ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے چھٹے باپ میں۔ اور یہ کہ نہیں واجب ہے مقدم کرنا قریب کا قریب مابعد پر اس لیے کہ حسان رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی قریب تر ہے طرف ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اور باوجود اس کے پس شریک کیا اس نے اُبی رضی اللہ عنہ کو ان کے ساتھ اور یہ کہ نہیں واجب ہے تمام پکڑنا قرابت والوں کا اس لیے کہ بنی حرام کی اولاد جس میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اور حسان رضی اللہ عنہ جمع ہوتے ہیں مدینے میں بہت تھے چہ جائیکہ عمرو بن مالک جس کے ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ (فتح)

٢٥٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُوْ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّهُ تُوُفِّيَتْ أَيَنْفَعُهَا إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ لِيْ مِخْرَافًا وَّأُشْهِدُكَ أَنِّيْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا.

٢٥٦٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت ﷺ سے کہا کہ میری ماں مرگئی تو کیا اس کو فائدہ دیتا ہے اگر میں اس کی طرف سے خیرات کروں حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں اس نے کہا کہ میرا ایک باغ ہے سو میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کو اس کی طرف سے صدقہ کیا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے بھی گذر چکی ہے۔

بَابُ إِذَا أَوْقَفَ جَمَاعَةٌ أَرْضًا مُّشَاعًا فَهُوَ جَائِزٌ.

ایک جماعت ایک مشترک زمین کو صدقہ کرے تو جائز ہے۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ بخاری کی مراد رد کرنا ہے اس شخص پر جو انکار کرتا ہے وقف کرنے مشترک چیز کے سے مطلق۔ (فتح)

٢٥٦٤۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ

٢٥٦٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مسجد کے بنا کرنے کا حکم کیا سو فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کا مجھ سے مول کرو قیمت لو بنی نجار نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے یعنی ہم نے

بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

آپ کو بدون قیمت کے دیا اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب الصلوۃ میں گذر چکی ہے۔اور غرض اس سے ان کا یہ قول ہے کہ ہم اس کی قیمت نہیں چاہتے مگر اللہ سے پس ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے زمین کو اللہ کے لیے صدقہ کیا تو حضرت ﷺ نے اس کو قبول کیا پس اس میں دلیل ہے باب کے مسئلے کے لیے اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس کا مول اس کے مالکوں کو دیا پس اگر یہ ثابت ہو تو ہوگی حجت ترجمہ کے لیے اس جہت سے کہ حضرت ﷺ نے اس کو برقرار رکھا اور ان کے قول پر انکار نہ کیا پس اگر مشترک چیز کا وقف کرنا جائز نہ ہوتا تو البتہ ان پر انکار کرتے اور ان کے لیے حکم بیان کرتے اور استدلال کیا گیا ہے اس قصے کے ساتھ کہ حکم مسجد کا ثابت ہوتا ہے بنا کی وجہ سے جب کہ واقع ہو ساتھ صورت مسجد کے اگر چہ نہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ اس کے۔اور بعض مالکیہ سے ہے کہ اگر اذن اس کے بارے میں تو اس کے لیے مسجد کا حکم ثابت ہوتا ہے اور حنفیہ سے ہے کہ اگر اس میں جماعت کی نماز کی اجازت دے تو ثابت ہوتا ہے اور مسئلہ مشہور ہے اور نہیں ثابت ہوتا جمہور کے نزدیک مگر یہ کہ تصریح کرے بنا کرنے والا ساتھ وقف کے یا ذکر کے صیغہ محتمل اور نیت کرے ساتھ اس کے اور جزم کیا ہے بعض شافعیہ نے ساتھ مثل اس چیز کے کہ منقول ہے حنفیہ سے لیکن خاص ویران زمین میں جس کا کوئی مالک نہ ہو اور حق یہ ہے کہ نہیں باب کی حدیث میں وہ چیز کہ دلالت کرے اثبات کے لیے اور نہ اس کی نفی کے لیے۔(فتح)

بَابُ الْوَقْفِ كَيْفَ يُكْتَبُ.

باب ہے وقف کے بیان میں اور کس طرح لکھا جائے؟

٢٥٦٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أَصَابَ عُمَرُ بِخَيْبَرَ أَرْضًا فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ فَكَيْفَ تَأْمُرُنِيْ بِهِ قَالَ إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا وَتَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ عُمَرُ أَنَّهُ لَا يُبَاعُ أَصْلُهَا وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ فِي الْفُقَرَآءِ وَالْقُرْبٰى وَالرِّقَابِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالضَّيْفِ وَابْنِ

٢٥٦٥۔ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خیبر میں ایک زمین پائی جس کا نام ثمغ تھا یعنی وہاں سے خریدی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ثمغ کو صدقہ کر تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں نے خیبر میں ایک زمین پائی کہ میں نے اس سے زیادہ ترنفیس کبھی کوئی مال نہیں پایا تو آپ مجھ کو اس میں کیا حکم کرتے ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر چاہے تو زمین کے اصل کو وقف کر اور اس کے حاصل کو صدقہ کر تو صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے اصل اس کی اور نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث کی جائے اور نہ خرید کی جائے جب تک کہ آسمان قائم رہے پس صدقہ کیا عمر رضی اللہ عنہ نے

السَّبِيْلِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهَا أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوْفِ أَوْ يُطْعِمَ صَدِيْقًا غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ فِيْهِ.

محتاجوں میں اور قرابتیوں میں اور گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مہمان میں اور مسافروں میں نہیں گناہ اس شخص پر کہ متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اس سے موافق دستور کے یا کھلائے یار کو اس حال میں کہ نہ جمع کرنے والا ہو مال کو یعنی مالک نہ ہو کسی چیز کا اس کے رقبے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اصل زمین کو وقف کر اس شرط پر کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے نہ میراث کی جائے تو یہ شرط حضرت ﷺ کے کلام سے ثابت ہے جیسا کہ پانچ بابوں سے پہلے نافع کی روایت میں گذر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ کر اس کی اصل کو کہ نہ بیچی جائے نہ ہبہ کی جائے اور نہ میراث میں دی جائے مگر اس کا پھل خرچ کیا جائے اور عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے یہ شرط کی تھی کی عمر رضی اللہ عنہ کی آل کے اہل رائے اس کے متولی ہوں پھر اپنی وصیت کے وقت اپنی بیٹی حفصہ کو متعین کیا۔اور بیان کیا ہے اس کو عمر بن شیبہ نے ابی غسان سے کہ یہ نسخہ عمر رضی اللہ عنہ کے صدقے کا ہے لیا میں نے اس کو اس کی کتاب سے جو عمر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کے پاس تھی پس میں نے اس کو حرف بحرف نقل کیا اس کی صورت یہ ہے کہ یہ وہ چیز ہے جس کو لکھا عبداللہ یعنی اللہ کے بندے عمر رضی اللہ عنہ نے جو امیر المومنین ہے بیچ حق زمین ثمغ کے کہ اس کی متولی حفصہ رضی اللہ عنہا ہے کہ جب تک وہ زندہ رہے جس کو مناسب جانے اس کو اس کا پھل دے پس جب مر جائے تو اس کے متولی اہل رائے ہیں حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر والوں سے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کے وقف کرنے کو موخر کیا تھا اور نہیں واقع ہوا اس سے پہلے اس کے مگر مشورہ لینا اس کی کیفیت سے۔اور طحاوی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر میں نے اپنا صدقہ رسول اللہ ﷺ سے ذکر نہ کیا ہوتا تو میں اس کو پھیر لیتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نہیں جاری کیا عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کو مگر اپنی وصیت کے وقت اور استدلال کیا ہے طحاوی نے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ابو حنیفہ اور زفر کے لیے اس باب میں کہ زمین کا وقف کرنا نہیں منع کرتا اس میں رجوع کرنے کو اور جس چیز نے عمر رضی اللہ عنہ کو رجوع کرنے سے منع کیا تھا وہ یہ ہے کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ کے سامنے ذکر کیا تھا پس مکروہ جانا انہوں نے یہ کہ جدا ہوں آپ سے ایک امر پر پھر مخالفت کریں اس کی آپ کے بعد اور اس میں دو وجہ سے حجت نہیں ایک یہ کہ حدیث منقطع ہے اس لیے کہ ابن شہاب نے عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا دوم یہ کہ احتمال ہے کہ ہو جو کچھ کہ میں نے پہلے کہا اور احتمال یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ تھے دیکھتے ساتھ صحیح ہونے وقف کے مگر یہ کہ وقف کرنے والا رجوع کی شرط کرے تو اس کو رجوع کرنا جائز ہے اور تحقیق روایت کی طحاوی نے مانند اس کی علی رضی اللہ عنہ سے پس نہیں ہے حجت اس میں اس شخص کے لیے جو کہتا ہے کہ وقف ممکن نہیں باوجود ممکن ہونے اس احتمال کے کہ اگر یہ احتمال ثابت ہو تو ہوگا حجت اس شخص کے لیے جو کہتا ہے ساتھ صحیح ہونے تعلیق وقف کے اور وہ مالکیہ کے نزدیک ہے اور اسی کا قائل ہے ابن جریج اور

کہا اس نے کہ پھر آتے ہیں منافع اس کے بعد مدت معین کے طرف اس کی پھر اس کے وارثوں کی طرف پس اگر ہو تعلیق کے لیے مدت تو صحیح ہے اتفاق جیسا کہ کہے میں نے اس کو ایک سال زید پر وقف کیا پھر محتاجوں پر۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث اصل ہے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسلام میں پہلے پہل عمر رضی اللہ عنہ نے وقف کیا۔ اور یہ واقدی نے کہا کہ پہلے جو چیز اسلام میں وقف ہوئی مخیریق کی زمین تھی جس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی تھی پس وقف کیا اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ترمذی نے کہا کہ ہم نہیں جانتے اختلاف اصحاب اور متقدمین کے درمیان زمینوں کے وقف کے جائز ہونے میں۔ اور شریح سے روایت ہے کہ اس نے حبس سے انکار کیا اور بعض نے ان میں سے اس کی تاویل کی ہے۔ اور ابوحنیفہ نے کہا کہ لازم نہیں اور اس کے یاروں نے اس کی مخالفت کی ہے سوائے زفر کے۔ پس حکایت کی طحاوی نے عیسیٰ بن ابان سے کہا کہ ابو یوسف وقف کے بیچنے کو جائز رکھتا تھا پھر اس کو عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث پہنچی تو اس نے کہا کہ کسی کو اس کی مخالفت کی گنجائش نہیں اور اگر یہ حدیث ابوحنیفہ کو پہنچتی تو وہ بھی اس کے قائل ہوتے لیکن یہ حدیث اس کو نہیں پہنچی پس رجوع کیا ابو یوسف نے وقف کی بیع سے اور ہو گیا یہ حال کہ گویا کہ نہیں ہے خلاف اس میں کسی کے درمیان۔ اور طحاوی کے حکایت کرنے کے باوجود پس مدد کی ہے اس نے مانند اپنی عادت کے پس کہا کہ قول آپ کا عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ اصل کو روک رکھ اور اس کے میوے کو خرچ کر نہیں لازم پکڑتا ہمیشگی کو بلکہ احتمال ہے کہ ہو مراد مدت اس کے اختیار کی اس کے لیے اور اس تاویل کا ضعف پوشیدہ نہیں ہے اور اس کے قول سے نہیں سمجھا جاتا کہ میں نے وقف کیا اور حبس کیا مگر ہمیشگی یہاں تک کہ تصریح کرے شرط کے ساتھ اس کے نزدیک جس کا یہ مذہب ہے اور شاید طحاوی اس روایت پر واقف نہیں ہوا جس میں یہ ہے کہ یہ وقف ہے جب تک کہ آسمان اور زمین قائم رہیں۔ اور قرطبی نے کہا کہ وقف کا رد کرنا اجماع کے مخالف ہے پس نہ التفات کیا جائے گا اس کی طرف اور جو اس کو رد کرتا ہے اس کا احسن عذر یہ ہے جو ابو یوسف نے کہا پس تحقیق وہ ابوحنیفہ کے ساتھ اعلم ہے اس کے غیر سے۔ اور شافعی نے اشارہ کیا کہ وقف کرنا اہل اسلام کا خاصہ ہے یعنی وقف کرنا اراضی اور غیر منقول چیز کا اور ہم نہیں جانتے کہ جاہلیت میں یہ واقع ہوا ہو اور حقیقت وقف کی شرع میں وارد ہونا ایسے صیغے کا ہے کہ قطع کرے واقف کے تصرف کو بیچ رقبہ موقوف چیز کے کہ اس سے ہمیشہ نفع اٹھایا جاتا ہے اور اس کی منفعت کے خرچ کرنے کو ثابت کرتا ہے نیکی کی جہت میں۔ اور باب کی حدیث میں اور بھی کئی فوائد ہیں جائز ہے ذکر کرنا اولاد کا اپنے باپ کو ساتھ اس کے مجرد نام کے اس کی کنیت کے بغیر اور لقب کے بغیر۔ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا وصیت کا اور نظر کا وقف پر عورت کے لیے اور مقدم کرنا اس کا اس شخص پر کہ اس کے اقران سے ہو مردوں میں سے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا نظر کی اس کی طرف کہ نام نہ رکھا گیا ہو جب کہ موصوف ہو ساتھ صفت معین کے کہ اس کو جدا کرے اور یہ کہ وقف کرنے والا متولی ہوتا ہے نظر کا اپنے وقف پر جب کہ نہ نسبت کرتے اس کو اپنے غیر کی طرف۔ شافعی نے کہا کہ ہمیشہ رہی ایک جماعت

کثیر اصحاب سے اور جو ان کے بعد ہیں کہ اپنے وقفوں کے متولی ہوتے تھے نقل کیا ہے اس کو ہزاروں نے ہزاروں سے اور نہیں اختلاف ہے ان کو اس میں ۔ اور یہ کہ جائز ہے مشورہ کرنا اہل علم اور دین اور فضل سے نیکی کے کاموں میں برابر ہے کہ دینی کام ہوں یا دنیاوی اور یہ کہ مشورہ دینے والا مشورہ دے ساتھ بہتر اس چیز کے کہ ظاہر ہو اس کے لیے تمام امور میں اور اس حدیث میں ظاہر فضیلت ہے عمر رضی اللہ عنہ کے لیے اس کے رغبت کرنے کی وجہ سے اللہ کے قول کے بجالانے میں کہ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ۔ الخ اور اس میں فضیلت ہے اس صدقے کی جو ہمیشہ جاری رہے اور صحیح ہونا وقف کی شرطوں کا اور تابعداری کرنی اس کی بیچ اس کے اور یہ کہ نہیں شرط ہے معین کرنا مصرف کا لفظ میں اور یہ کہ وقف نہیں ہوتا مگر اس چیز میں کہ اس کی اصل ہو کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری ہو معین میں پس نہیں صحیح ہے وقف کرنا اس چیز کا کہ اس کا فائدہ ہمیشہ جاری نہ رہے مانند کھانے کی اور یہ کہ نہیں کافی ہے وقف میں لفظ صدقے کا برابر ہے کہ کہے میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے یا میں نے اس کو صدقہ گروانا یہاں تک کہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز جوڑے صدقے کے متردد ہونے کی وجہ سے اس کے درمیان کہ ہو تملیک رقبہ کی یا وقف کرنا منفعت کا پس جب نسبت کرے طرف اس کی جو جدا کرے ایک احتمال کو تو صحیح ہوتا ہے بخلاف اس کے جب کہے کہ میں نے وقف کیا یا حبس کیا پس وہ صریح ہے بیچ اس کے راجح مذہب کے مطابق ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ صریح خاص وقف کے لفظ ہیں اور اس میں نظر ہے تحبیس کے ثابت ہونے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے میں ہاں اگر کہے کہ میں نے صدقہ کیا ساتھ اس طرح کے کہ اس طرح پر یا ذکر کرے عام جہت کو تو صحیح ہے ۔ اور تمسک کیا ہے جس نے جائز رکھا ہے اکتفا کرنے کو اس کے قول کے ساتھ کہ میں نے صدقہ کیا ہے ساتھ اس طرح کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی ہے باب کی حدیث میں کہ پس صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اور میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس میں حجت نہیں اس لیے کہ اس نے جوڑا اس کے ساتھ اس شرط کو کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے اور احتمال ہے کہ ہو قول اس کا فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ راجع طرف پھل کی اوپر حذف کرنے مضاف کے یعنی پس صدقہ کیا اس کے پھل کو پس نہیں متعلق اس شخص کے لیے کہ ثابت کرتا ہے وقف کو ساتھ لفظ صدقے کے تنہا اور ساتھ اس دوسرے احتمال کے جزم کیا ہے قرطبی نے اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنا مال داروں پر اس لیے کہ قرابت والے اور مہمان نہیں قید کیے گئے ساتھ حاجت کے اور یہی صحیح تر ہے شافعیہ کے نزدیک اور یہ کہ جائز ہے وقف کرنے والے کے لیے یہ کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے ایک جز کو موقوف کی چیز کے نفع سے اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کی اس شخص کے لیے کہ وقف کا متولی ہو یہ کہ کھائے اس سے دستور کے مطابق اور نہ مستثنیٰ کیا یہ کہ وہ خود اس کا متولی ہو یا غیر اس کا پس دلالت کی اس نے اوپر صحیح ہونے شرط کے اور جب جائز ہے بیچ چیز مبہم کے جس کو عادت معین کرے تو جس کو وہ خود معین کرے وہ بطریق اولیٰ جائز ہوگی اور استنباط کیا جاتا ہے اس سے صحیح ہونا وقف کا اپنے نفس پر اور یہی ہے قول ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف اور احمد کا ارجح روایت میں اس سے اور ساتھ اسی کے قائل ہوا ابن شعبان مالکیہ سے اور ان

کے جمہور منع پر ہیں مگر جب کہ مستثنیٰ کو لے اپنے نفس کے لیے تھوڑی چیز اس حیثیت کے ساتھ کہ نہ اتھام کیا جائے یہ کہ قصد کیا ہے اس نے اپنے وارثوں کے محروم کرنے کا۔اور شافعیہ سے ابن شریح اور ایک جماعت اور محمد بن عبداللہ انصاری شیخ بخاری نے اس میں ایک ضخیم جزء تصنیف کیا ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے لیے عمر رضی اللہ عنہ کے اس قصے سے اور ساتھ قصے راکب بدنہ کے اور ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کیا اور اس کی آزادی کو اس کا مہر ٹھہرایا اور وجہ استدلال کرنے کی ساتھ اس کے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرنے کے ساتھ اپنے مالک سے نکالا پھر اس کو شرط کے ساتھ اپنی طرف پھیرا اور ساتھ قصہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جو آئندہ آئے گا۔اور استدلال کیا ہے مانعین نے ساتھ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سبل الثمرۃ اور تسبیل الثمرۃ مالک کرنا ہے اس کا غیر کے لیے اور آدمی نہیں قادر ہے اس پر کہ خود اپنے آپ کو اس کا مالک کرے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس کا منع نہ ہونا محال نہیں اور اس کا منع ہونا مالک کرنا اس کا ہے اپنے نفس کے لیے سوائے اس کے نہیں کہ وہ واسطے نہ ہونے فائدے کے ہے اور فائدہ وقف میں حاصل ہے اس لیے کہ مستحق ہونا اس کو بطور ملک کے غیر مستحق ہونے اس کے کا ہے بطور وقف کے خاص کر جب کہ ذکر کرے اس کے لیے اور مال کو پس بے شک وہ اور حکم ہے کہ سمجھا جاتا ہے اس وقف سے اور نیز انہوں نے استدلال کیا ہے اس کے ساتھ کہ جس پر عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے شرط کیا اپنے متولی کے لیے وقف کے یہ کہ کھائے اس سے بقدر اپنی محنت کے اور اسی لیے منع کیا اس کو یہ کہ پکڑے اپنے نفس کے لیے اس سے مال کو پس اگر نفس پر وقف کا صحیح ہونا اس سے پکڑا جاتا تو نہ منع کرتے اس کو مال پکڑنے سے اپنے نفس کے لیے اور گویا کہ اس نے شرط کیا ایک امر کو اپنے نفس کے لیے کہ اگر اس سے چپ رہتے تو البتہ مستحق ہوتا اس کا اس کے قیام کے لیے اور یہ کہ ارجح قول پر ہے علماء کے دو قولوں سے کہ وقف کرنے والا جب نہ شرط کرے متولی کے لیے بقدر اس کے کام کے تو جائز ہے اس کے لیے یہ کہ لے بقدر اپنے کام کے اور اگر وقف کرنے والا اپنے نفس کے لیے قبول ہونے کی شرط کرے اور شرط کرے اجرت کی تو اس شرط کی صحت میں شافعیہ کے نزدیک اختلاف ہے مانند ہاشمی کی جب کہ کام کرے زکوۃ میں کیا لے حصہ عاملین کا اور راجح جواز ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ کی آئندہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کے جائز ہونے پر وارث پر مرض الموت میں پس اگر زیادہ کرے تہائی پر تو رد کیا جائے اور اگر اس سے خارج ہو تو لازم ہوتا ہے اور یہ ایک روایت ہے امام احمد کی اس لیے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد اپنے وقف کا متولی اپنی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا کو ٹھہرایا اور وہ اس کے وارثوں میں سے ہے اور ٹھہرایا اس شخص کے لیے کہ والی ہو اس کے وقف کا یہ کہ کھائے اس سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ عمر رضی اللہ عنہ کا وقف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اس سے صادر ہوا تھا اور جس کے ساتھ وصیت کی تھی وہ تو صرف شرط نظر کی ہے۔اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اگر وقف کرنے والا وقف کے متولی کے لیے کچھ مقرر کرے تو اس کو لے اور اگر اس

کے لیے شرط نہ کرے تو نہیں جائز ہے مگر یہ کہ اہل وقف کی صفت میں داخل ہونا مانند محتاجوں اور مسکینوں کی اور اگر دونوں معنی پر ہوں اور اس کے ساتھ راضی ہوں تو جائز ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ تعلیق وقف کی صحیح نہیں اس لیے کہ قول اس کا حبس الاصل مخالف ہے اس کے مدت معین کرنے کو اور مالک اور ابن جریج سے یہ ہے کہ صحیح ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے قول لَا تُبَاعُ کے ساتھ اس پر کہ وقف نقل نہ کیا جائے ساتھ اس کے اور ابو یوسف سے ہے کہ اگر وقف کرنے والا شرط کرے کہ اگر اس کے منافع بیکار ہو جائیں تو بیچا جائے اور اس کی قیمت غیر میں خرچ کیا جائے اور وقف کیا جائے اس چیز میں کہ نام رکھی گئی ہے پہلے میں اور اس طرح اگر شرط کرے بیع کی جب کہ دیکھے نفع کو بیچ نقل کرنے اس کے کی دوسری جگہ کی طرف اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ وقف کرنے پر مشترک چیز کے اس لیے کہ سو حصے کہ عمر رضی اللہ عنہ کے لیے چیز میں تھے وہ تقسیم نہ ہوئے تھے اور یہ کہ نہیں سرایت زمین وقف شدہ میں بخلاف آزاد کرنے کے اور نہیں منقول ہوا کہ وقف نے سرایت کی ہو عمر رضی اللہ عنہ کے حصے سے اس کے غیر کی طرف باقی زمین سے یعنی اور شریکوں کے حصے وقف نہیں ہوتے اور بعض متاخرین سے محکی ہے کہ اس نے حکم کیا اس میں ساتھ سرایت کرنے کے اور وہ شاذ اور منکر ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ خیبر قہر اور غلبے سے فتح ہوا اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ (فتح)

بَابُ الْوَقْفِ لِلْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ وَالضَّيْفِ

باب ہے بیان میں وقف کرنے محتاج اور مال دار اور مہمان کے لیے۔

٢٥٦٦۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَجَدَ مَالًا بِخَيْبَرَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ قَالَ إِنْ شِئْتَ تَصَدَّقْتَ بِهَا فَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الْفُقَرَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَذِي الْقُرْبَى وَالضَّيْفِ.

٢٥٦٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر میں زمین پائی تو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اگر تو چاہے تو اس کو صدقہ کر تو صدقہ کیا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے محتاجوں میں اور مسکینوں میں اور قرابت والوں میں اور مہمانوں میں۔

بَابُ وَقْفِ الْأَرْضِ لِلْمَسْجِدِ

وقف کرنا زمین کا مسجد کے لیے

فائدہ: نہیں اختلاف ہے علماء کا اس کے مشروع ہونے میں نہ اس کو جو وقف کا منکر ہے اور نہ جو اس کی نفی کرتا ہے مگر مشترک چیز میں احتمال کی وجہ سے بعض شافعیہ کے ابن رفعہ نے کہا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ وقف کرنا مشترک چیز کا اس چیز کے بیچ کے نہیں ممکن ہے فائدہ اٹھانا ساتھ اس کے نہیں صحیح۔ اور یقین کیا ابن صلاح نے ساتھ صحیح ہونے اس کے کے یہاں تک کہ حرام ہے جنبی پر ٹھہرنا بیچ اس کے۔ اور نزاع کیا گیا ہے بیچ اس کے ابن منیر نے کہا کہ شاید مراد بخاری کی

رد کرنا ہے اس شخص پر جو خاص کرتا ہے جواز وقف کو ساتھ مسجد کے اور گویا کہ اس نے کہا کہ جاری ہوا ہے وقف کرنا زمین مذکورہ کا پہلے اس سے کہ ہو مسجد پس دلالت کی اس نے اس پر کہ صحیح ہونا وقف کا نہیں خاص ہے مسجد کے ساتھ اور وجہ اس کے لینے کی باب کی حدیث کو یہ ہے کہ جنہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے تو گویا کہ انہوں نے صدقہ کیا ساتھ زمین مذکور کے پس تمام ہوا منعقد ہونا وقف کا پہلے بنا کرنے کے پس پکڑا جاتا ہے اس سے کہ جو وقف کرے زمین کو اس شرط پر کہ اس میں مسجد بنائے تو منعقد ہوتا ہے وقف پہلے بنا کے اور نہیں پوشیدہ ہے تکلف اس کا۔ (فتح)

۲۵۶۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ وَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ.

۲۵۶۷۔ انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو حکم کیا ساتھ بنانے مسجد کے پس فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کر (قیمت لو) تو انہوں نے کہا قسم ہے اللہ کی ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی باقی بحث ہجرت میں آئے گی۔

بَابُ وَقْفِ الدَّوَابِّ وَالْكُرَاعِ وَالْعُرُوْضِ وَالصَّامِتِ.

باب ہے بیان میں وقف کرنے چوپایوں کے اور گھوڑوں کے اور اسبابوں کے اور چاندی سونے کے۔

فائدہ: کراع عطف خاص کا ہے عام پر اور چاندی سونے کے سوا سب مال اور اسباب کو عروض کہتے ہیں اور ضامت ناطق کی ضد ہے یعنی چپ رہنے والا اور مراد ساتھ اس کے چاندی سونا ہے اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے جو مشتمل ہے عمر رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے قصے پر یہ ہے کہ وہ دلالت کرتی ہے منقول چیزوں کے وقف کے صحیح ہونے پر پس ملحق ہوگی اس کے ساتھ وہ چیز کہ اس کے معنی میں ہے منقولات سے جب کہ پائی جائے شرط اور وہ بند رکھنا چیز ہے کا ہے پس نہ بیچی جائے اور نہ ہبہ کی جائے بلکہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے اور نفع اٹھانا ہر چیز میں اس کے موافق ہے۔ (فتح)

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِيْمَنْ جَعَلَ أَلْفَ دِيْنَارٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدَفَعَهَا إِلٰى غُلَامٍ لَّهُ تَاجِرٍ يَّتْجِرُ بِهَا وَجَعَلَ رِبْحَهُ صَدَقَةً لِّلْمَسَاكِيْنِ وَالْأَقْرَبِيْنَ هَلْ لِلرَّجُلِ أَنْ

یعنی اور کہا زہری نے اس شخص کے حق میں کہ اس نے ہزار اشرفیاں اللہ کے راہ میں وقف کیں اور اپنے غلام سوداگر کو دیں کہ ان کے ساتھ سوداگری کرے اور گردانا ان کے نفع کو صدقہ محتاجوں اور قرابتیوں کے لیے اور کیا

يَأْكُلَ مِنْ رِبْحِ ذٰلِكَ الْأَلْفِ شَيْئًا وَّإِنْ لَّمْ يَكُنْ جَعَلَ رِبْحَهَا صَدَقَةً فِي الْمَسَاكِيْنِ قَالَ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْهَا.

اس مرد کو جائز ہے کہ اس ہزار اشرفی کے نفع سے کچھ کھائے زہری نے کہا کہ اس کو ان کے نفع سے کھانا جائز نہیں۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ زہری کے نزدیک اس قسم کا وقف کرنا جائز ہے۔

٢٥٦٨۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ لَّهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَعْطَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَحْمِلَ عَلَيْهَا رَجُلًا فَأُخْبِرَ عُمَرُ أَنَّهُ قَدْ وَقَفَهَا يَبِيْعُهَا فَسَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّبْتَاعَهَا فَقَالَ لَا تَبْتَعْهَا وَلَا تَرْجِعَنَّ فِيْ صَدَقَتِكَ.

٢٥٦٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا گھوڑا کسی کو اللہ کی راہ میں چڑھنے کے لیے دیا اور وہ گھوڑا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا کہ کسی کو چڑھنے کے لیے دیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا ایک مرد کو چڑھنے کے لیے دیا تو کسی نے عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ اس نے اس کو بازار میں کھڑا کیا ہے کہ اس کو بیچے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یہ کہ اس کو خریدے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو نہ خرید اور اپنے صدقے کو پھیر نہ لے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الھبہ میں گذر چکی ہے۔ اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے پس کہا اس نے کہ نہیں ذکر کیا بخاری نے باب میں مگر زہری کے اثر کو اور عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو۔ اور اثر زہری کا مخالف ہے اس کے جو پہلے گذر چکا ہے اس وقف سے جس کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی اس طرح سے کہ اس کی اصل رد کی جائے اور اس کے پھل سے فائدہ اٹھایا جائے اور چاندی سونا سوائے اس کے نہیں کہ فائدہ اٹھایا جاتا ہے ساتھ ان کے اس طرح سے کہ نکلے ان کے عین کے ساتھ ایک چیز کی طرف سوائے ان کے اور نہیں یہ بند کرنا اصل کا اور فائدہ اٹھانا اس کے پھل سے بلکہ اس کی اجازت ہے کہ پھیرے اس سے نفع زیادتی کے ساتھ مانند پھل کی اور غلبہ کی اور سلوک کرنے کی اور حالانکہ چیز کی اصل ذات قائم ہو پس لیکن وہ چیز کہ نہیں فائدہ اٹھایا جاتا اس کے ساتھ مگر ساتھ فوت کرنے اس کی اصل ذات کے تو یہ وقف نہیں اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تحقیق جو چیز کہ حصر کیا ہے اس نے اس کو بیچ نفع اٹھانے کے ساتھ صامت کے مسلم نہیں یعنی اس کو ہم نہیں مانتے بلکہ ممکن ہے انتفاع ساتھ صامت کے بطور سلوک کے اس طرح سے کہ بند کی جائے مثلا اس سے وہ چیز کہ جائز ہے پہننا اس کا عورت کے لیے پس صحیح ہو گا وقف اس طرح سے کہ اس کی اصل بند کی جائے اور فائدہ اٹھائیں اس کے ساتھ عورتیں پہننے کے ساتھ حاجت کے وقت جیسا کہ میں نے اس کی توجیہ پہلے بیان کی ہے۔ (فتح)

بَابُ نَفَقَةِ الْقَيِّمِ لِلْوَقْفِ.

باب ہے بیان میں خرچ عامل وقف کے۔

۲۵۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقْتَسِمُ وَرَثَتِي دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا مَّا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَآئِي وَمَئُوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ.

۲۵۶۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ بانٹیں گے میرے وارث دینار اور درہم کے برابر بھی جو چھوڑ جاؤں میں بعد میری بیویوں کے خرچ اور کارندے کی محنت کے سو صدقہ ہے اللہ کی راہ میں۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ زمین مدینے میں تھی اور کچھ فدک اور خیبر میں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ اس کے حاصلات سے اپنی بیویوں کو سال بھر کا خرچ دیتے جو باقی رہتا تو اس کو محتاج مسلمانوں میں خرچ کرتے تھے سو فرمایا کہ میرے وارث تو ایک درہم کے برابر بھی نہ بانٹیں گے باقی رہی یہ زمین سو بعد میری بیویوں اور کارندوں کے خرچ کے یہ بھی اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ وقف کی کارندے کو اجرت لینی درست ہے اور مراد ساتھ عامل کے اس حدیث میں کارندہ ہے زمین پر اور اجیر اور مانندان کی یا مراد خلیفہ تھا اور یہ جو کہا کہ نہ بانٹیں گے تو یہ صیغہ نہی کا بھی ہوسکتا ہے اور نفی کا بھی۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نفی کا ہے اور ساتھ اس کے قائم ہوتے ہیں معنی تا کہ معارض نہ ہو اس چیز کو کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہلے گزر چکی ہے کہ نہیں چھوڑی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی چیز کہ میراث کی جائے آپ کی طرف سے اور نہی کی روایت کی توجیہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یقین نہ تھا کہ آپ اپنے پیچھے کچھ نہ چھوڑیں گے بلکہ اس کا احتمال تھا پس منع کیا اس کو بانٹنے اس چیز کے سے کہ پیچھے چھوڑے اگر ایسا اتفاق ہو اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے وارث تو نام رکھا ان کا وارث اس اعتبار سے کہ وہ بالقوۃ آپ کے وارث ہیں لیکن منع کیا ان کو میراث سے دلیل شرعی نے اور وہ آپ کا قول ہے کہ ہمارے یعنی پیغمبروں کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم نے چھوڑا وہ اللہ کے راہ میں صدقہ ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۰۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ عُمَرَ اشْتَرَطَ فِيْ وَقْفِهٖ أَنْ يَّأْكُلَ مَنْ وَّلِيَهٗ وَيُوْكِلَ صَدِيْقَهٗ غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ مَّالًا.

۲۵۷۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں شرط کی کہ جو اس کا متولی ہو وہ خود کھائے اور اپنے دوست غیر متمول کو کھلائے۔

بَابُ إِذَا وَقَفَ أَرْضًا أَوْ بِئْرًا وَّاشْتَرَطَ لِنَفْسِهٖ مِثْلَ دِلَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ

جب کوئی زمین یا کنویں کو وقف کرے یا اپنے لیے اور مسلمانوں کے ڈول کی طرح شرط کرے یعنی عام مسلمانوں کی طرح وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائے گا تو اس

کا کیا حکم ہے۔

فائدہ: یہ باب باندھا گیا ہے اس شخص کے لیے کہ شرط کرے اپنے نفس کے لیے اپنے وقف سے کچھ منفعت کی اور مقید کیا ہے بعض علماء نے جواز کو جب کہ ہو منفعت عام یعنی اس کو عام مسلمانوں کے لیے وقف کرے تو اس وقت خود اس کو بھی اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ (فتح)

وَأَوْقَفَ أَنَسٌ دَارًا فَكَانَ إِذَا قَدِمَهَا نَزَلَهَا.

یعنی انس رضی اللہ عنہ نے اپنا گھر مدینے میں وقف کر دیا تھا سو جب مدینے میں آتے تھے تو اس میں اترتے تھے۔

فائدہ: اور یہ موافق ہے اس چیز کے لیے کہ گذر چکی ہے مالکیہ سے کہ جائز ہے یہ کہ وقف کرے گھر کو اور اس سے ایک گھر اپنے لیے مستثنیٰ کرے۔ (فتح)

وَتَصَدَّقَ الزُّبَيْرُ بِدُوْرِهٖ وَقَالَ لِلْمَرْدُوْدَةِ مِنْ بَنَاتِهٖ أَنْ تَسْكُنَ غَيْرَ مُضِرَّةٍ وَّلَا مُضَرٍّ بِهَا فَإِنِ اسْتَغْنَتْ بِزَوْجٍ فَلَيْسَ لَهَا حَقٌّ؛

یعنی اور صدقہ کیا یعنی وقف کیا زبیر نے اپنے گھروں کو اور کہا مردودہ کے لیے اپنی بیٹیوں میں سے یعنی جس کو خاوند نے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا تھا یہ کہ ان گھروں میں رہے اس حال میں کہ نہ ضرر کرنے والی ہو گھروں کو اور نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے پھر اگر خاوند کرنے سے بے پرواہ ہو جائے تو اس کے لیے کوئی حق نہیں۔

فائدہ: احتمال ہے کہ وہ لڑکی کنواری ہو اور خاوند نے اس کو دخول سے پہلے طلاق دی ہو پس اس وقت اس کا خرچ باپ پر ہے کہ اس کو اپنے گھر میں جگہ دے اور زبیر رضی اللہ عنہ نے اس کو وقف کے گھر میں جگہ دی۔ معلوم ہوا کہ اس نے وقف کا فائدہ اٹھانے کی شرط کر لی تھی۔ وفیہ المطابقة للترجمة

وَجَعَلَ ابْنُ عُمَرَ نَصِيْبَهٗ مِنْ دَارِ عُمَرَ سُكْنٰى لِذَوِي الْحَاجَةِ مِنْ اٰلِ عَبْدِ اللّٰهِ

یعنی اور وقف کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنا حصہ عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے یعنی جو ان کو عمر رضی اللہ عنہ سے بطور میراث کے پہنچا تھا محتاجوں کے رہنے کے لیے اپنی اولاد سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کو صدقہ کیا بند کر کے کہ نہ بیچا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔

وَقَالَ عَبْدَانُ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ حُوْصِرَ أَشْرَفَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَنْشُدُكُمُ اللّٰهَ وَلَا

ابو عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ جب مصر والوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ان کے گھر میں محاصرہ کیا اور گھیرا تو عثمان رضی اللہ عنہ نے گھر کے اوپر سے ان پر جھانکا اور کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اور نہیں قسم دیتا میں مگر

أَنْشُدُ إِلَّا أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوْهُ بِمَا قَالَ.

حضرت ﷺ کے اصحاب کو کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو رومہ کے کنویں کو کھودے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے اس کو کھدوایا کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو تنگی کے لشکر کا سامان درست کر دے گا تو اس کے لیے بہشت ہے تو میں نے لشکر کا سامان درست کر دیا راوی نے کہا پس لوگوں نے اس کی تصدیق کی ساتھ اس چیز کے کہ اس نے کہی۔

فائدہ: جب مہاجرین مکے سے مدینے آئے تو انہوں نے میٹھا پانی نہ پایا اور غفاری ایک مرد کی ایک نہر تھی اس نہر کا نام رومہ تھا اور وہ اس کا پانی ایک مشک ایک مد سے بیچا کرتا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ کیا تو اس کو میرے ہاتھ بیچتا ہے بدلے ایک نہر بہشت کے اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں عیال دار ہوں اور میرے عیال کے لیے اس کے سوا کوئی سبب معاش کا نہیں اور یہ خبر عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو اس نے اس کو ایک ہزار درہم سے خرید لیا پھر حضرت ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ میں نے اس کو اللہ کے راہ میں وقف کیا اور اگر وہ پہلے نہر تھی تو نہیں مانع کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس میں کنواں کھودا ہو اور شاید کہ نہر کنویں کے طرف جاری تھی پس عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو فراخ کیا اور اس کو گول کیا پس اس کا کھودنا اس کی طرف منسوب ہوا اور یہ جو کہا کہ انہوں نے اس کی تصدیق کی تو ایک روایت میں ہے کہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی وہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ وغیرہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر اے حراء پس نہیں اوپر تیرے مگر نبی اور صدیق اور شہید تو انہوں نے کہا کہ کیوں نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ مسجد تنگ تھی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ فلاں کی اولاد کی جگہ خرید کر مسجد میں زیادہ کرے بدلے بھلائی کے بہشت میں تو میں نے اس کو اپنے ذاتی مال میں سے خرید کر مسجد میں ملایا اور آج کے دن تم مجھ کو اس میں نماز پڑھنے سے منع کرتے ہو اور ان کے سوائے اور کئی چیزیں خرچ ذکر کیں اور اس حدیث میں مناقب ظاہر ہیں عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے مرد کو بیان کرنا اپنے مناقب کا ضرورت کے وقت ضرر کے دفع کرنے لیے اور منفعت کے حاصل کرنے کے لیے اور مکروہ تو اس وقت ہے جب کہ فخر اور خود پسندی کے لیے ہو۔ (فتح) معلوم ہوا کہ اگر وقف کرنے والا وقف سے اپنے لیے کچھ منفعت کی شرط کرے تو جائز ہے۔ وفيه المطابقة للترجمة

وَقَالَ عُمَرُ فِيْ وَقْفِهِ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَهُ أَنْ يَّأْكُلَ وَقَدْ يَلِيْهِ الْوَاقِفُ وَغَيْرُهُ

یعنی اور کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے وقف میں کہ نہیں گناہ اس پر جو متولی ہو اس کا یہ کہ کھائے اور کبھی متولی ہوتا ہے وقف

فَهُوَ وَاسِعٌ لِكُلٍّ. کرنے والا اور غیر اس کا پس وہ عام ہے ہر ایک لیے۔

فائدہ: اس کی شرح پورے طور سے پہلے گذر چکی ہے اور اسماعیلی نے دعوی کیا ہے کہ نہیں باب کی حدیثوں میں کوئی چیز کہ ترجمہ کے موافق ہو مگر اثر انس کا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ یہ سب اثر اس کے مطابق ہیں پس لیکن قصہ انس کا پس ظاہر ہے ترجمہ میں اور لیکن قصہ زبیر کا پس اس جہت سے ہے کہ لڑکی اکثر اوقات کنواری ہوتی ہے اور دخول سے پہلے طلاق دی جاتی ہے تو اس کا خرچ اس کے باپ پر ہوتا ہے پس لازم ہوتا ہے اس پر گھر دینا اس کو رہنے کے لیے اور جب اس کو اپنے وقف کے گھر میں ٹھہرائے تو گویا کہ اس نے شرط کی اپنے نفس پر رفع تکلیف کی لیکن قصہ ابن عمر کا تو وہ بھی اسی طور سے ہے اس لیے کہ آل میں اولاد بھی داخل ہے چھوٹی ہو یا بڑی اور لیکن قصہ عثمان کا پس اشارہ کیا اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے کہ عثمان نے گھر میں بند ہونے کے دن گھر کے اوپر سے جھانک کر کہا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں اللہ کی اور اسلام کی کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت مدینے میں آئے اور اس میں میٹھا پانی نہ تھا سوائے کنویں رومہ کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے کہ رومہ کے کنویں کی قیمت لے اور پھر اپنا ڈول اس کنویں میں ایسا ٹھہرائے جیسا دوسرے مسلمانوں کا ڈول ہے بدلے بھلائی کے بہشت میں یعنی اس کی قیمت لے کر اللہ کے راہ میں وقف کر دے اپنی ملکیت میں نہ رکھے اور کچھ بیان اس کا کتاب الشرب میں گذر چکا ہے اور رہا قصہ عمر رضی اللہ عنہ کا پس باب باندھا ہے اس نے اس کے لیے خاص پہلے کئی ابواب کے اور اس کی توجیہ پہلے گذر چکی ہے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا قَالَ الْوَاقِفُ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ فَهُوَ جَائِزٌ

جب وقف کرنے والا کہے کہ نہیں چاہتے ہم قیمت مگر اللہ سے تو یہ جائز ہے۔

٢٥٧١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ قَالُوا لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللهِ.

۲۵۷۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے نجار کی اولاد اس احاطے والے باغ کی مجھ سے قیمت کرو (قیمت لو) تو انہوں نے کہا کہ ہم اس کا مول نہیں چاہتے مگر اللہ سے۔

فائدہ: اسماعیلی نے کہا کہ معنی یہ ہے کہ انہوں نے اس کو نہ بیچا پھر اس کو مسجد شمار کیا مگر قول مالک کا کہ میں اس کی قیمت نہیں چاہتا مگر اللہ سے اس کو وقف نہیں کرتا۔ اور کبھی آدمی اپنے غلام کو یہ بات کہتا ہے تو پس نہیں کرتا اس کو وقف اور کہتا ہے اس کو مدبر کے لیے پس اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کی مراد یہ ہے کہ وقف ہر اس لفظ کے ساتھ درست ہے جو اس پر دلالت کرے یا اس کے تنہا ہونے کے ساتھ یا قرینے کے ساتھ اور اللہ بہتر جانتا ہے اسی طرح کہا ہے اور جزم کے ساتھ کہ کہنا کہ یہ اس کی مراد ہے اس میں نظر ہے بلکہ ممکن ہے کہ اس نے

ارادہ کیا ہو تو مجرد اس چیز کی وجہ سے وہ وقف نہیں ہوگا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرَانِ يَقُوْمَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰى وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾. ﴿الْاَوْلَيٰنِ﴾ وَاحِدُهُمَا اَوْلٰي وَمِنْهُ اَوْلٰى بِهٖ ﴿عُثِرَ﴾ اُظْهِرَ ﴿اَعْثَرْنَا﴾ اَظْهَرْنَا.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ جب پہنچے کسی کو تم میں سے موت جب لگے وصیت کرنے دو شخص معتبر چاہے تم میں سے ہو یا دو اور ہوں تمہارے سوائے اخیر آیت تک۔

فائدہ: زجاج نے معانی میں کہا کہ یہ تینوں آیات قرآن کی سب سے مشکل آیات ہیں اعراب اور حکم اور معنی میں اور اولیان جو اس آیت میں واقع ہوا ہے واحد اس کا اولیٰ ہے اور اسی قبیل سے اولیٰ بہ یعنی احق بہ ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ دو گواہ اور پہلے دو گواہوں کی جگہ کھڑے ہوں ان لوگوں سے کہ مال کو اپنا حق بنایا ہے ہر ایک نے دونوں جھوٹے گواہوں سے زبردستی کے ساتھ ان پر اور وہ مردے کے قرابت والے ہیں اور اولیان یعنی لائق تر ہیں گواہی

کے ساتھ ان کی قرابت کی وجہ سے اور ان کی معرفت کی وجہ سے۔ اور عثر کے معنی ظہر ہیں یعنی ظاہر ہوا اور اعثر نا کے معنی اظہرنا ہے یعنی ہم نے ظاہر کیا۔ (فتح) اور مقصود بخاری کا اس کا شان نزول بیان کرنا ہے۔

٢٥٧٢۔ وَقَالَ لِيْ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ زَآئِدَةَ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَهْمٍ مَّعَ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ وَعَدِيِّ بْنِ بَدَّآءٍ فَمَاتَ السَّهْمِيُّ بِأَرْضٍ لَّيْسَ بِهَا مُسْلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوْا جَامًا مِّنْ فِضَّةٍ مُّخَوَّصًا مِّنْ ذَهَبٍ فَأَحْلَفَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الْجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابْتَعْنَاهُ مِنْ تَمِيْمٍ وَّعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِنْ أَوْلِيَآئِهٖ فَحَلَفَا ﴿لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا﴾ وَإِنَّ الْجَامَ لِصَاحِبِهِمْ قَالَ وَفِيْهِمْ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ﴾.

٢٥٧٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی سہم کا ایک مرد تمیم داری (ایک صحابی کا نام ہے لیکن اس وقت نصرانی تھا ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) اور عدی بن بداء (یہ بھی نصرانی تھا اس کا اسلام ثابت نہیں) کے ساتھ سفر کو نکلا یعنی تجارت کے لیے مدینے سے شام کو پس سہمی بیمار ہوا اور اپنے ہاتھ سے اپنی وصیت لکھی پھر اس کو اپنے اسباب میں چھپایا پھر تمیم اور عدی دونوں کو وصیت کی اور ان کو حکم کیا کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو پہنچا دینا پھر وہ سہمی مر گیا ایسی زمین میں جس میں کوئی مسلمان نہ تھا تمیم نے کہا کہ جب وہ مر گیا تو ہم نے اس کے ترکے سے ایک پیالہ لیا اور وہ اس کے کل تجارتی اسباب سے زیادہ قیمتی دار تھا تو ہم نے اس کو ہزار درہم سے بیچا تو میں نے اور عدی نے اس کو آپس میں بانٹ لیا اور ایک روایت میں ہے کہ جب وہ مر گیا تو دونوں نے اس کا اسباب کھولا پھر اس کا ترکہ لے اس کے وارثوں کے پاس آئے اور دونوں نے جو کہ چاہا سو ان کو دیا تو اس کے وارثوں نے اس کا اسباب کھولا اور اس میں وصیت لکھی پائی یعنی اور اس کو پڑھا تو نہ پایا انہوں نے اس میں ایک پیالہ چاندی کا جس پر سونے کے نقش تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو قسم دی یعنی اور انہوں نے قسم کھائی پھر اس کے وارثوں نے مکے میں پیالہ پایا یعنی ایک جماعت کے پاس تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کو تمیم اور عدی سے خریدا ہے تو سہمی کے وارثوں سے دو مرد کھڑے ہوئے سو دونوں نے قسم کھائی کہ البتہ ہماری گواہی تحقیق ہے ان کی گواہی سے اور یہ کہ یہ پیالہ ہمارے ساتھی کا ہے راوی نے کہا تو ان

کے حق میں یہ آیت اتری یا ایھا الذین آمنوا۔ الخ

فائدہ: اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ قسم کے جواز کے رد کرنے کے لیے اوپر مدعی کے پس قسم کھائے اور مستحق ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ ابن جریج شافعی نے حکم کرنے کے لیے ساتھ ایک گواہ قسم مدعی کے اور تکلف کیا اس نے اس کے نکالنے میں پس کہا اس نے کہ قول اللہ تعالیٰ کا پس اگر خبر ہو جائے کہ دونوں نے گناہ حاصل کیا نہیں خالی اس سے کہ دونوں اقرار کریں یا ان پر گواہی دیں دونوں گواہ یا ایک گواہ اور دو عورتیں یا ایک گواہ اور اجماع ہے اس پر کہ اقرار بعد انکار کے نہیں واجب کرتا قسم کو اوپر طالب کے اور اسی طرح ساتھ دو گواہوں کے اور ساتھ ایک گواہ اور دو عورتوں کے پس نہ باقی رہا مگر ایک گواہ پس اسی لیے مستحق ہوئے طالب دونوں کی قسم کو ساتھ ایک گواہ کے۔ اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وارد ہوا ہے قصہ کئی طرق سے بیچ سبب شان نزول کے ان میں سے کسی طریق میں یہ نہیں کہ اس جگہ گواہ موجود تھا بلکہ کلبی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے گواہ طلب کیا پس نہ پایا انہوں نے گواہ کو پس حکم کیا ان کو یہ کہ اس سے قسم لیں اس چیز کے ساتھ کہ اس کے اہل دین پر بڑی ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث کے ساتھ کفار کی گواہی کے جائز ہونے پر بنا بر اس کے کہ مراد غیر کے ساتھ کافر ہیں اور معنی یہ ہیں کہ تم سے یعنی تمہارے اہل دین سے یا دو اور تمہارے غیر سے یعنی غیر اہل دین تمہارے سے اور ساتھ اس کے قائل ہیں ابو حنیفہ اور جو اس کے تابع ہیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ وہ ظاہر آیت کے ساتھ قائل نہیں پس تحقیق وہ نہیں جائز رکھتا ہے کافر کی گواہی مسلمان پر سوائے اس کے نہیں کہ جائز رکھتا ہے وہ گواہی بعض کافروں کی بعض پر اور جواب دیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ آیت دلالت کرتی ہے اپنے منطوق کے ساتھ اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز ہے اور ساتھ ایماء اپنے کے اس پر کہ کافر کی گواہی کافر پر بطریق اولیٰ جائز ہے پھر دلیل نے دلالت کی اس پر کہ کافر کی گواہی مسلمان پر جائز نہیں پس باقی رہی گواہی کافر کی کافر پر اپنے حال پر اور خاص کیا ہے ایک جماعت نے قبول کو ساتھ اہل کتاب کے اور ساتھ اہل وصیت کے اور ساتھ نہ موجود ہونے مسلمان کے اس وقت ان میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہما ہیں اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سعید بن مسیب اور شریح اور ابن سیرین اور اوزاعی اور ثوری اور ابو عبیدہ اور احمد اور ان لوگوں نے ظاہر آیت کو لیا ہے یعنی آیت میں اہل کتاب کی گواہی ہے اور وہ وصیت میں تھی اور اس وقت مسلمان بھی موجود نہ تھا اور قوی کیا ہے اس کو ان کے نزدیک باب کی حدیث نے پس تحقیق سیاق اس کا مطابق ہے ظاہر آیت کے لیے اور بعض کہتے ہیں کہ غیر سے مراد قوم ہے اور معنی یہ ہیں کہ تم میں سے یا تمہاری قوم میں سے یا دو اور تمہارے غیر سے یا تمہاری قوم کے غیر سے اور یہ قول حسن کا ہے اور دلیل پکڑی ہے اس کے لیے نحاس نے اس طرح سے کہ لفظ آخر کے لیے ضروری ہے یہ کہ مشارک ہو اس کو جو اس سے پہلے ہے صفت میں تاکہ نہ جائز ہو یہ کہ کہے تو مررت برجل کریم ولئیم آخر بنا بر اس کے پس صفت کیے گئے ہیں دونوں ساتھ عدالت کے پس متعین ہوا کہ

دوسرے دو بھی اسی طرح ہوں اور تعاقب کیا گیا ہے اس طرح سے کہ اگر چہ جائز ہے اس آیت کریمہ میں لیکن حدیث اس کے خلاف پر دلالت کرتی ہے اور صحابی جب سبب نزول کو حکایت کرے تو ہوتا ہے بیچ حکم حدیث مرفوع کے اتفاقا اور نیز پس بیچ اس چیز کے کہ اس نے کہا ہے رد کرنا مختلف فیہ کا ساتھ مختلف فیہ کے اس لیے متصف ہونا کافر کا ساتھ عدالت کے مختلف فیہ ہے اور وہ فروع ہے اس کے گواہی کے قبول کرنے کے سو جو اس کی گواہی کو قبول کرتا ہے اس کو عدالت کے ساتھ موصوف کرتا ہے اور جو نہیں کرتا تو سو نہیں اور اعتراض کیا ہے ابوحبان نے اوپر مثال کے جس کو نحاس نے ذکر کیا ہے ساتھ اس طور کے کہ وہ مطابق نہیں پس اگر تو کہے جَاءَ نِیْ رَجُلٌ مُسْلِمٌ و آخر کافر یعنی آیا میرے پاس ایک مرد مسلمان اور دوسرا کافر تو صحیح ہے بخلاف اس کے کہ کہے تو آیا میرے پاس مرد مسلمان اور کافر اور آیت پہلے قبیل سے ہے نہ کہ دوسرے سے اس لیے کہ قول اللہ کا او اخران اس کے قول اثنان کی جنس سے ہے اس لیے کہ ہر ایک ان دونوں میں صفت رجلان کی ہے پس گویا کہ کہا فَرَجُلَانِ اثْنَانِ وَرَجُلَانِ اٰخَرَانِ اور اماموں کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور تحقیق ناسخ اس کا اللہ کا یہ قول ہے مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ یعنی جن کو تم پسند کرتے ہو گواہوں میں سے۔ اور حجت پکڑی ہے انہوں نے اجماع کے ساتھ فاسق کی گواہی کے رد کرنے پر اور کافر فاسق سے بد ہے اور پہلوں نے جواب دیا ہے ساتھ اس کے کہ نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا اور دونوں دلیلوں میں تطبیق دینی اولیٰ ہے ایک کے لغو کرنے سے اور ساتھ اس کے کہ سورہ مائدہ سب سورتوں سے پیچھے اتری ہے یہاں تک کہ صحیح ہو چکا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور عمرو بن شرجیل رضی اللہ عنہ سے اور ایک جماعت سلف سے کہ سورہ مائدہ محکم ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اس شخص کے حق میں اتری ہے جو مسافر مرے اور اس کے پاس کوئی مسلمان نہ ہوں پس اگر تہمت کی جائے تو دونوں سے قسم لی جائے اور انکار کیا ہے احمد نے اس شخص پر جو کہتا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور صحیح ہو چکا ہے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے اس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد عمل کیا۔ پس روایت کی ہے ابوداود نے سند کے ساتھ کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں شعبی سے کہ ایک مسلمان کی موت حاضر ہوئی اور اس نے کسی مسلمان کو نہ پایا پس گواہ کیا اس نے دو مردوں کو اہل کتاب سے پس آئے کوفہ میں اس کے ترکے کے ساتھ اور اس کی وصیت کے ساتھ اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی پس کہا اس نے کہ یہ نہیں ہوا بعد اس کے کہ تھا بیچ زمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس قسم دی ان کو عصر کے بعد نہ دونوں نے خیانت کی اور نہ جھوٹ بولا اور نہ حق چھپایا اور ان کی گواہی جائز رکھی اور ترجیح دی ہے فخر رازی نے اور سبقت کی ہے اس سے طبری نے اس وجہ سے کہ قول اللہ تعالیٰ کا یاایھاالذین امنوا خطاب ہے مسلمانوں کے لیے اور جب کہا او اخران تو ظاہر ہوا کہ مراد غیر مخاطبین ہیں۔ پس متعین ہوا کہ وہ مسلمانوں کے سوا ہیں اور نیز پس جواز گواہ کرنے مسلمان کا نہیں مشروط ہے ساتھ سفر کے اور یہ کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم کیا اس کے ساتھ پس نہ انکار کیا کسی نے اصحاب سے پس ہو گئی حجت اور

مذہب کرابیسی اور طبری اور دوسرے لوگوں کا یہ ہے کہ مراد شہادت سے آیت میں قسم ہے اور تحقیق نام رکھا ہے اللہ نے قسم کا شہادت لعان کی آیت میں اور تائید کی انہوں نے اس کی اجماع کے ساتھ اس پر کہ نہیں لازم ہے گواہ کو یہ کہ کہے کہ میں اللہ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں یہ کہ گواہ پر قسم نہیں کہ اس نے حق کی گواہی دی ہے کہتے ہیں پس مراد شہادت سے قسم ہے اللہ کے قول کی دلیل کی وجہ سے فَيُقْسِمَانِ بِاللّٰهِ یعنی قسم کھائے ساتھ اللہ کے پس اگر معلوم ہو جائے کہ انہوں نے جھوٹی قسم کھائی ہے تو پھر آتی ہے قسم وارثوں پر یعنی وارث قسم کھائیں اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ قسم میں عدد معین کی شرط نہیں اور نہ عدالت بخلاف شہادت کے اور تحقیق دونوں شرط کی گئی ہیں اس قصے میں پس قوی ہوا حمل کرنا اس پر کہ وہ گواہی ہے اور بعض آیت کے رد کرنے کی یہ علت بیان کرتے ہیں کہ وہ مخالف ہے قیاس کے اور اصول کے اس چیز کی وجہ سے کہ اس میں ہے قبول کرنی گواہی کافروں کی اور بند کرنا گواہ کو اور قسم دینا اس کا اور شہادت مدعی کی اپنے لیے اور اس کا مستحق ہونا ساتھ مجرد قسم کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بنفسہ مستقل حکم ہے اپنے نظیر سے بے پرواہ ہے اور تحقیق قبول کی جاتی ہے گواہی کافر کی بعض جگہوں میں جیسا کہ طب میں ہے اور نہیں مراد ہے ساتھ حبس کے قید خانہ بلکہ مراد روک رکھنا ہے قسم کے لیے تا کہ قسم اٹھائے بعد نماز کے اور لیکن قسم دینی گواہ کی پس وہ مخصوص ہے اس صورت کے ساتھ وقت قائم ہونے شک کے اور لیکن گواہی دینی مدعی کی اپنے نفس کے لیے اور مستحق ہونا اس کا ساتھ محض قسم کے پس تحقیق شامل ہے آیت قسموں کو منتقل کرنے کے لیے ان کی طرف وقت ظاہر ہونے خیانت وصیوں کے یعنی جن کو مرنے وصیت کی پس مشروع ہے ان کے لیے یہ کہ قسم کھائیں اور مستحق ہوں جیسے کہ مشروع ہے قسم مدعی خون کے لیے قسامت میں یہ کہ قسم کھائے اور مستحق ہو پس نہیں وہ گواہی مدعی کی اپنے نفس کے لیے بلکہ باب حکم سے ہے اس کے لیے ساتھ اس کی قسم کے کہ گواہی کے قائم مقام ہے اس کی جانب کے قوی ہونے کی وجہ سے اور کیا فرق ہے درمیان ظاہر ہونے موت کے بیچ صحیح ہونے دعوی کے ساتھ خون کے اور اس کے ظاہر ہونے کے بیچ صحیح ہونے دعوی کے ساتھ مال کے۔ (فتح)

بَابُ قَضَاءِ الْوَصِيِّ دُيُوْنَ الْمَيِّتِ بِغَيْرِ مَحْضَرٍ مِّنَ الْوَرَثَةِ

باب ہے بیچ بیان ادا کرنے وصی کے مردے کے قرضوں کو بغیر حاضر ہونے وارثوں کے

فائدہ: داودی نے کہا کہ یہ حکم بلا اتفاق جائز ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں۔ (فتح)

۲۵۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ أَوِ الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوْبَ عَنْهُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنْ فِرَاسٍ قَالَ قَالَ الشَّعْبِيُّ حَدَّثَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

۲۵۷۳۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس نے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور اپنے اوپر قرض چھوڑا سو جب کھجوروں کے میوے کاٹنے کا وقت حاضر ہوا تو میں حضرت ﷺ کے پاس آیا سو میں نے کہا

أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا فَلَمَّا حَضَرَ جِدَادُ النَّخْلِ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا كَثِيْرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ قَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَتِهٖ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهٗ فَلَمَّا نَظَرُوْا إِلَيْهِ أُغْرُوْا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأٰى مَا يَصْنَعُوْنَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيْلُ لَهُمْ حَتّٰى أَدَّى اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَأَنَا وَاللّٰهِ رَاضٍ أَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِيْ وَلَا أَرْجِعَ إِلٰى أَخَوَاتِيْ بِتَمْرَةٍ فَسَلِمَ وَاللّٰهِ الْبَيَادِرُ كُلُّهَا حَتّٰى أَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِيْ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ تَمْرَةً وَّاحِدَةً. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ أُغْرُوْا بِيْ يَعْنِيْ هِيْجُوْا بِيْ ﴿فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ﴾.

کہ یا حضرت ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ جنگ احد کے دن شہید ہوا اور اس پر بہت قرض ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پس جا اور ہر قسم کی کھجوروں کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر کر میں نے ہر قسم کے علیحدہ علیحدہ ڈھیر لگائے پھر میں نے حضرت ﷺ کو بلایا سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو مجھ سے برانگیختہ ہوئے یعنی اڑ اور ضد کی سو جب حضرت ﷺ نے دیکھا جو کرتے تھے تو ان میں سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اس پر بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ اپنے قرض خواہوں کو بلا سو ہمیشہ ان کو ماپ ماپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے باپ کی امانت ادا کی اور قسم ہے اللہ کی میں راضی تھا کہ اللہ میرے باپ کی امانت ادا کرے اور میں اپنی بہنوں کی طرف ایک کھجور نہ لاؤں پس قسم ہے اللہ کی سب ڈھیر ثابت رہے یہاں تک کہ میں دیکھتا ہوں طرف اس ڈھیر کی جس پر حضرت ﷺ بیٹھے تھے گویا کہ اس میں سے ایک کھجور کم نہیں ہوئی امام بخاری نے کہا کہ اغروابی کے معنی ہیں یعنی انہوں نے مجھ کو برانگیختہ کیا اور آیت فاغرینا بینھم الخ کے یہی معنی ہیں۔

❀......❀......❀

بسم الله الرحمن الرحيم

كِتَابُ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ
کتاب ہے جہاد اور سیر کے بیان میں

فائدہ: جہاد کے معنی لغت میں مشقت کے ہیں اور شرع میں خرچ کرنا کوشش کا کافروں کی لڑائی میں اور نفس اور شیطان اور فاسقوں سے مجاہدے کو بھی جہاد کہا جاتا ہے پس لیکن مجاہدہ نفس کا پس اوپر سیکھنے امور دینیہ کے ہے پھر ان پر عمل کرنا پھر ان کا سکھانا اور لیکن مجاہدہ شیطان کا پس اوپر دفع کرنے اس چیز کے ہے کہ لاتا ہے اس کو شہاوت سے اور زینت دیتا ہے اس کو شہادت سے لیکن مجاہدہ کافروں کا پس واقع ہوتا ہے ساتھ ہاتھ کے اور مال کے اور زبان کے اور قلب کے اور لیکن مجاہدہ فاسقوں کا پس ہاتھ کے ساتھ ہے پھر زبان اور پھر دل کے اور اس میں اختلاف ہے کہ کافروں سے لڑنا پہلے فرض عین تھا یا فرض کفایہ۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ إِلٰى قَوْلِهٖ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْحُدُوْدُ الطَّاعَةُ.

باب ہے بیان میں فضیلت جہاد کے اور سیر کے یعنی اور بیان میں اس آیت کے کہ اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اس قیمت پر کہ ان کے لیے بہشت ہے لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور مرتے ہیں وعدہ ہو چکا ہے اس کے ذمے پر سچا تورات اور انجیل اور قرآن میں اور کون ہے قول کا پورا اللہ سے سو خوشیاں کرو اس بیع پر جو تم نے کی ہے اور یہی ہے مراد ملنی آخر آیت تک۔

فائدہ: اور مراد ساتھ بیع کے اس آیت میں وہ بیع ہے جو انصار سے عقبہ کی رات میں واقع ہوئی یا عام مراد ہے اور تحقیق وارد ہوئی ہے وہ چیز کہ پہلے احتمال پر دلالت کرتی ہے نزدیک احمد کے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہ میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرط کریں اپنے رب کے لیے اور اپنے نفس کے لیے جو چاہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میں اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں کہ روکو مجھ سے وہ چیز کہ روکتے ہو اس سے اپنی جان کو تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم یہ کام کریں تو ہم کو کیا ثواب ہے فرمایا کہ بہشت تو انہوں نے کہا کہ نفع دیا ہے اس تجارت نے نہ ہم بیع کو پھیرتے ہیں اور نہ ٹھہراتے ہیں پس یہ آیت اتری۔ (فتح)

٢٥٧٤۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْوَلِيْدَ بْنَ الْعَيْزَارِ ذَكَرَ عَنْ أَبِيْ عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى مِيْقَاتِهَا قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَكَتُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهٗ لَزَادَنِيْ.

۲۵۷۴۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کون سا عمل افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنی میں نے کہا پھر کون سا افضل ہے؟ فرمایا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنی میں نے کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کے راہ میں جہاد کرنا پھر میں چپ ہوا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ پوچھا اور اگر میں آپ سے زیادہ چاہتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو زیادہ کرتے یعنی اگر اس سے زیادہ پوچھتا تو زیادہ فرماتے۔

فائدہ: عجب بات کہی ہے داودی نے بیچ شرح اس حدیث کی پس کہا کہ اگر نماز کو اپنے وقت میں پڑھے تو ہوگا جہاد مقدم اوپر نیکی ماں باپ کے اور اگر اس کو موخر کرے تو ہوگی نیکی مقدم اوپر جہاد کے اور میں اس کی اس باب میں کوئی سند نہیں پہچانتا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مقدم کرنا نماز کا جہاد اور نیکی پر اس کے ہونے کی وجہ سے کہ لازم ہے مکلف کے لیے ہر حال میں اور مقدم کرنا نیکی کا جہاد پر اس کے موقوف ہونے کی وجہ سے ماں باپ کی اجازت پر اور طبری نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تین چیزوں کو اس لیے کہ وہ عنوان ہیں اس چیز پر کہ ان کے سوا ہیں بندگیوں سے پس تحقیق جو ضائع کرے فرض نماز کو یہاں تک کہ نکالے اس کو اپنے وقت سے بغیر عذر کے باوجود کم ہونے اس کی محنت کے اوپر اس کے اور بڑے ہونے اس کی فضیلت کے پس وہ اس کے ماسوا کے لیے زیادہ تر ضائع کرنے والا ہے اور جو اپنے ماں باپ سے نیکی نہ کرے باوجود ان کے حق کے بہت ہونے کے اس کے اوپر تو وہ ان کے غیر کے ساتھ اور بھی بہت کم نیکی کرے گا اور جو چھوڑے لڑائی کافروں کی باوجود ان کی سخت دشمنی کے دین کے خلاف تو ان کے سوائے فاسقوں کے جہاد کو زیادہ تر چھوڑنے والا ہوگا پس ظاہر ہوا کہ یہ تینوں چیزیں جمع ہوتی ہیں اس بات میں کہ جو ان کی محافظت کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کی زیادہ تر حفاظت کرے گا اور جو ان کو ضائع کرے وہ ان کے سوا اور چیزوں کو زیادہ تر ضائع کرے گا۔ (فتح)

٢٥٧٥۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ

۲۵۷۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وطن چھوڑنے کا ثواب بعد فتح ہونے مکے کے نہ رہا

مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

لیکن جہاد اور اس کی نیت کا ثواب باقی ہے اور جب تم جہاد کے لیے بلائے جاؤ تو نکلو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ آئے گی۔ (فتح)

۲۵۷۶۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ أَفْضَلَ الْعَمَلِ أَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ.

۲۵۷۶۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت ﷺ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل جانتے ہیں کیا پس ہم جہاد نہ کریں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیکن افضل جہاد حج مقبول ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے۔ اور اس کے داخل ہونے کی وجہ اس باب میں اس جہت سے ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس قول کو برقرار رکھا کہ ہم جہاد کو سب عملوں سے افضل دیکھتے ہیں۔ (فتح الباری)

۲۵۷۷۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ حَصِيْنٍ أَنَّ ذَكْوَانَ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ يَعْدِلُ الْجِهَادَ قَالَ لَا أَجِدُهُ قَالَ هَلْ تَسْتَطِيْعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُوْمَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُوْمَ وَلَا تُفْطِرَ قَالَ وَمَنْ يَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ إِنَّ فَرَسَ الْمُجَاهِدِ لَيَسْتَنُّ فِيْ طِوَلِهِ فَيُكْتَبُ لَهُ حَسَنَاتٍ.

۲۵۷۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ مجھ کو وہ عمل بتائیے جو جہاد کے برابر ہو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں ایسا کوئی عمل نہیں پاتا کہ جہاد کے برابر ہو فرمایا کہ کیا تجھ سے ہو سکتا ہے کہ جب غازی جہاد کو نکلے تو تو اپنی مسجد میں داخل ہو سو نماز میں کھڑا رہے اور کسی دم نماز نہ چھوڑے اور روزہ رکھے اور کبھی نہ کھولے تو اس نے کہا کہ یہ کس سے ہو سکتا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غازی کا گھوڑا چھلانگ مارتا ہے اپنے رسے میں تو اس کا کودنا غازی کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ کیا چیز جہاد کے برابر ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے دو یا تین بار آپ سے یہی پوچھا حضرت ﷺ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے اور تیسری بار فرمایا کہ مثل جہاد کی اللہ کے راہ میں آخر حدیث تک ۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کوئی اس کے عمل کے دسویں حصے کو نہیں پہنچتا اور یہ جو اس نے کہا کہ یہ کسی سے ہوسکتا ہے تو اس میں فضیلت ظاہر ہوئی مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے یعنی غازی اللہ کے راہ میں تقاضہ کرتا ہے کہ جہاد کے برابر کوئی عمل نہیں اور عیدین کے باب میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت گذر چکی ہے کہ ایام العشر یعنی ذی الحجہ کے پہلے دس دن کے عمل سے کوئی عمل افضل نہیں لوگوں نے کہا کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنا بھی اس کے برابر نہیں تو احتمال ہے کہ باب کی حدیث کا عموم ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے مخصوص ہوا اور احتمال ہے کہ وہ حدیث باب کہ خاص ہے اس شخص کے ساتھ جو نکلے اس حال میں کہ اپنی جان اور مال نثار کرتا تھا جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی باقی حدیث میں ہے کہ نکلا اس حال میں کہ اپنی جان اور مال اللہ کے راہ میں نثار کرنے کا قصد کرتا تھا پس نہ پھرا ساتھ کسی چیز کے پس مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ پھر آئے وہ اس فضیلت کو نہیں پاتا لیکن مشکل ہے جو حدیث باب کے آخر میں واقع ہوا ہے کہ غازی کے لیے اللہ ضامن ہوا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت مذکور اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو کسی چیز کے ساتھ نہ پھرے بلو انہیں لازم آتا اس سے کہ یہ کہ نہ ہو اس شخص کے لیے کہ پھر آئے ثواب فی الجملہ اور سب سے زیادہ تر شبہ میں وہ چیز ہے جو ترمذی وغیرہ نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا نہ خبردوں میں تم کو ساتھ بہتر عملوں تمہارے کے نزدیک تمہارے رب کے اور بلند کرنے والا ہے تمہارے درجوں کو اور بہتر تمہارے لیے سونے چاندی کے خرچ کرنے سے اور بہتر تمہارے لیے جہاد کرنے سے لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں فرمایا اللہ کا ذکر کرنا پس یہ ظاہر ہے اس میں کہ اللہ کا ذکر کرنا سب عملوں سے افضل ہے اور خرچ جہاد سے بھی اور چاندی سونے کے خرچ کرنے سے بھی باوجود جہاد میں نفع متعدی ہے اور عیاض نے کہا کہ حدیث باب کی شامل ہے اوپر بڑے ہونے امر جہاد کے اس لیے کہ روزہ وغیرہ جو افضل اعمال سے مذکور ہوا ہے جہاد ان سب کے برابر ہے یہاں تک کہ ہو گئے تمام حالات غازی کے اور تصرفات اس کے جو مباح ہیں برابر اجر مواظب کے لیے نماز وغیرہ پر اس لیے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی طاقت نہیں رکھتا اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل قیاس سے نہیں پائے جاتے وہ تو صرف اللہ کے احسان سے ہے ۔ اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ جہاد سب عملوں سے افضل ہے مطلق جیسے کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اور ابن دقیق العید نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ جہاد افضل ہو سب عملوں سے کہ وہ وسیلے ہیں اس لیے کہ جہاد وسیلہ ہے طرف اعلان کرنے دین کے اور اس کے پھیلانے کا اور کفر بجھانے کے پس فضیلت اس کی اس اعتبار سے ہے ۔ (فتح)

بَابُ أَفْضَلُ النَّاسِ مُؤْمِنٌ مُجَاهِدٌ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ وَقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسَاكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنَّاتِ عَدْنٍ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾.

سب لوگوں میں افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان اور مال سے اللہ کے راہ میں جہاد کرے یعنی اور بیان میں تفسیر ان آیتوں کے کہ اے ایمان والو کیا میں بتاؤں تم کو ایک سوداگری کہ بچائے تم کو ایک دکھ کی مار سے ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کے راہ میں اپنے مال سے اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو آخر تک۔

فائدہ: روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر الخ (فتح)

۲۵۷۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ اللَّيْثِيُّ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَفْضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ قَالُوا ثُمَّ مَنْ قَالَ مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ.

۲۵۷۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں میں افضل کون ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مسلمان جو اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ پھر کون افضل ہے فرمایا کہ وہ مسلمان کہ پہاڑ کے کسی راہ میں ہو اللہ سے ڈرے اور لوگوں کو اپنی بدی سے چھوڑے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ لوگوں میں کامل ایمان دار کون ہے اور گویا کہ مراد ساتھ مومن کے وہ شخص ہے کہ قائم ہو ساتھ اس چیز کے کہ معین ہے اس پر قیام اس کے ساتھ پھر یہ فضیلت حاصل کرے اور نہیں ہے مراد جو فقط جہاد کرے اور فرض عین کو چھوڑے پس اس وقت ظاہر ہوگی بزرگی غازی کی اس چیز کے لیے کہ اس میں ہے خرچ کرنا مال اور جان اپنی کے سے اللہ کے لیے۔ اور اس لیے کہ اس میں نفع متعدی ہے سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان گوشہ گیر جو اس کے بعد افضل ہے اس لیے کہ جو لوگوں میں ملا جلا رہتا وہ نہیں سلامت رہتا گناہ کے ارتکاب سے اور مقید ہے فتنوں

کے وقوف کے ساتھ اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا کہ وہ مراد ہے کہ پہاڑ کے درے میں لوگوں سے گوشہ گیر ہے نماز پڑھتا ہے اور زکوۃ دیتا ہے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک مرد پہاڑ کے راہ میں گذرا اور اس میں میٹھے پانی کی نہر تھی تو اس کو خوش لگی تو اس نے کہا کہ اگر میں لوگوں سے کنارہ کروں تو خوب ہو پھر اس نے حضرت ﷺ سے اجازت مانگی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کر پس تحقیق جگہ کھڑے ہونے تمہارے کی اللہ کی راہ میں افضل ہے اس کے نماز پڑھنے سے اپنے گھر میں ستر سال اور اس حدیث میں فضیلت تنہا ہونے کی اس لیے کہ اس میں سلامتی ہے لغو اور غیبت سے اور مانند اس کی سے اور لیکن لوگوں سے بالکل علیحدہ ہونا جمہور کہتے ہیں کہ محل اس کا نزدیک واقع ہونے فتنوں کے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ سب لوگوں میں بہتر وہ شخص ہوگا کہ اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں پکڑے ہوگا موت کو تلاش کرتا ہوگا اور ایک وہ مرد کہ پہاڑوں کی راہ سے ایک راہ میں ہو نماز کو قائم کرے اور زکوۃ دے اور لوگوں کو اپنی بدی سے بچائے پس یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ گوشہ گیری فتنے فساد کے وقت کے ساتھ خاص ہے اور ابن عبدالبر نے کہا کہ ان حدیثوں میں پہاڑ کے راہوں کا ذکر ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات خالی ہوتے ہیں جو جگہ کہ لوگوں سے دور ہو وہ اس میں داخل ہیں۔ (فتح)

۲۵۷۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ وَتَوَكَّلَ اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِهِ بِأَنْ يَتَوَفَّاهُ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يَرْجِعَهُ سَالِمًا مَّعَ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ.

۲۵۷۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ راہ اللہ کے غازی کی مثل اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے مثل روزے دار شب بیدار کی ہے اور اللہ ضامن ہوا ہے اس شخص کے لیے کہ اس کی راہ میں جہاد کرے ساتھ اس کے کہ اگر اس کو مارے گا تو بہشت میں داخل کرے گا یا پھیر لائے گا اس کو سلامت ساتھ ثواب یا مال غنیمت کے۔

فائدہ: یہ کہا کہ اس کو بہشت میں داخل کرے گا تو مراد یہ ہے کہ بغیر حساب اور عذاب کے اور یا مراد یہ ہے کہ موت کی گھڑی اس کو بہشت میں داخل کرے گا جیسے کہ وارد ہوا ہے کہ شہیدوں کی روحیں بہشت میں چرتی ہیں اور ساتھ اس تقریر کے دفع ہوگا اس شخص کا اعتراض جو کہتا ہے کہ ظاہر حدیث کا برابری کرنی ہے درمیان شہید کے اور سلامت بچ کر آنے والے کے اس لیے کہ ثواب کا حاصل ہونا لازم پکڑتا ہے بہشت کے داخل ہونے کو اور حاصل جواب کا یہ ہے کہ

مراد ساتھ داخل ہونے بہشت کے دخول خاص ہے اور یہ جو کہا کہ پھیر لائے گا اس کو ساتھ اجر یا غنیمت کے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ساتھ اجر خالص کے اگر کوئی چیز غنیمت نہ لائے یا ساتھ غنیمت خالص کے اس کے ساتھ اجر ہے اور گویا کہ سکوت کیا حضرت ﷺ نے اجر ثانی سے جو غنیمت کے ساتھ اس کے ناقص ہونے کی وجہ سے ہے بنسبت پہلے اجر کی جو بغیر غنیمت کے ہے اور اس تاویل کا باعث یہ ہے کہ ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جب وہ غنیمت لائے تو اس کو ثواب حاصل نہیں ہوتا اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ یا غنیمت کے اس کے ساتھ اجر ہے جو ناقص ہے اس شخص کے اجر سے جو غنیمت نہ لائے اس لیے کہ قواعد چاہتے ہیں کہ وہ غنیمت نہ لانے کے وقت افضل ہے ثواب میں اس سے جب کہ غنیمت پائے پس حدیث صریح ہے نفی حرمان میں اور نہیں صریح جمع کی نفی میں اور تحقیق روایت کی ہے مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو جماعت غازیوں کے لشکر کی کافروں سے لڑے پھر کافروں کا مال لوٹے تو انہوں نے دو تہائیاں اپنی آخرت کی مزدوری سے دنیا میں پائیں اور ایک تہائی ان کے لیے باقی رہی اور جنہوں نے غنیمت نہ پائی تو ان کی مزدوری پوری ہوگی پس یہ حدیث تائید کرتی ہے تاویل مذکور کی اور یہ کہ جو غنیمت پائے وہ بھی ثواب کے ساتھ پھرتا ہے لیکن اس کا ثواب کم ہے اس شخص کے ثواب سے کہ غنیمت نہ پائے پس ہوگی غنیمت بیچ مقابلے جزا کے اجر غزا سے پس جب مقابلہ کیا جائے اجر غانم کا ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہوا ہے اس کو دنیا سے ساتھ اجر اس شخص کے کہ نہیں غنیمت پائی اس نے باوجود ان کے مشترک ہونے کے محنت اور مشقت میں تو ہوگا اجر غنیمت پانے والوں کا کم اجر غنیمت نہ پانے والے سے اور یہ موافق ہے جناب کے قول کے حدیث صحیح میں جو آئندہ آتی ہے کہ بعض ہم میں سے مر گئے اور انہوں نے اپنی مزدوری سے کچھ نہ کھایا اور یہ جو کہا کہ غازی کو غنیمت پانے کے سبب سے ثواب کم ملتا ہے تو بعض نے اس پر یہ شبہ وارد کیا ہے کہ یہ مخالف ہے اس چیز کے کہ اس پر اکثر حدیثیں دلالت کرتی ہیں اور تحقیق مشہور ہوئی ہے مدح حضرت ﷺ کی ساتھ حلال کرنے غنیمت کے اور ٹھہرانے آپ کے اس کو اپنی امت کے فضائل سے پس اگر اس کے پانے سے ثواب کم ہوتا تو اس کے ساتھ مدح واقع نہ ہوتی اور نیز پس یہ چاہتا ہے کہ جنگ بدر والے اصحاب کا ثواب جنگ احد والے اصحاب سے کم ہو مثلا اس لیے کہ بدر والوں نے غنیمت پائی اور احد والوں نے نہ پائی باوجود اس کے کہ بدر والے افضل ہیں اور یہ اعتراض ابن عبدالبر وغیرہ نے کیا ہے اور ذکر کیا اس نے کہ بعض نے اس کا جواب دیا ہے اس طرح سے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف ہے اس لیے کہ وہ حمید بن ہانی کی روایت سے ہے اور وہ مشہور نہیں اور یہ قول ان بعض کا مردود ہے اس لیے کہ وہ ثقہ ہے حجت پکڑی گئی ہے اس کے ساتھ مسلم کے نزدیک اور نسائی وغیرہ نے اس کی توثیق کی اور نہیں معلوم ہے کہ کسی نے اس کی جرح کی ہو اور بعض کہتے ہیں کہ ثواب کا کم ہونا اس غنیمت پر محمول ہے جو اپنی غیر وجہ سے لے جائے یعنی بے وجہ لے جائے اور ظاہر ہونا فساد اس وجہ کا بے پرواہ کرتا ہے اس کے رد کرنے سے اس لیے کہ اگر امر اس طرح ہوتا تو ان کے لیے تہائی

ثواب باقی نہ رہتا اور نہ اس سے کم اور بعض نے کہا کہ ثواب کا کم ہونا اس شخص پر محمول ہے جو قصد کرے غنیمت کا اپنے جہاد کی ابتدا میں اور پورا ثواب اس کے لیے جو محض جہاد کا قصد کرے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ ابتدا حدیث کی تصریح کرتی ہے اس کے ساتھ کہ مقسم راجع ہے اس شخص کی طرف جس کی نیت خالص ہو حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے اس کے اول میں کہ نہ نکالے اس کو مگر میرا ایمان اور میرے رسول کی تصدیق اور ابن دقیق العید نے کہا کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں بلکہ دونوں میں حکم قیاس پر جاری ہے اس لیے کہ مزدوریاں مختلف ہوتی ہیں باعتبار زیادتی مشقت کے اس چیز میں کہ ہو مزدوری اس کی باعتبار مشقت کے اس لیے کہ مشقت کے لیے دخول ہے مزدوری میں اور سوائے اس کے نہیں کہ مشکل وہ عمل ہے جو متصل ہے ساتھ لینے غنیمتوں کے یعنی پس اگر ثواب کم ہوتا تو البتہ سلف صالحین غنیمتوں کو نہ لیتے پس ممکن ہے یہ کہ جواب دیا جائے ساتھ اس کے کہ لینا اس کا جہت تقدیم بعض مصالح جزئیہ کے سے ہے بعض پر اس لیے کہ لینا غنیمتوں کا ابتدائے اسلام میں مدد تھا دین پر اور قوت ضعیف مسلمانوں کے لیے اور یہ مصلحت عظیم ہے معاف کیا جاتا ہے اس کے لیے بعض نقص کا اجر میں اس اعتبار سے کہ ہے اور لیکن جواب اس شخص کا کہ شبہ کرتا ہے اس پر اہل بدر کے حال سے پس جو چیز کہ لائق ہے یہ کہ ہو مقابلہ درمیان کمال مزدوری اور اس کے کم ہونے میں اس شخص کے لیے کہ جہاد کرے اپنی جان سے جب کہ نہ غنیمت پائے یا جہاد کرے پس غنیمت پائے پس غایت اس کی یہ ہے کہ حال اہل بدر کا مثلا نزدیک نہ پانے غنیمت کے افضل ہے اس سے وقت اس کے پانے کے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو حال ان کا افضل ان کے غیر کے حال سے اور جہت سے اور نہیں وارد ہوتی اس میں نفی کہ اگر وہ غنیمت نہ پاتے تو ہوتا اجر ان کا اپنے حال پر بغیر زیادتی کے اور لازم نہیں آتا اس سے کہ وہ بخشے گئے ہیں اور وہ افضل مجاہدین ہیں یہ کہ ان کے سوا کوئی اور مرتبہ نہ ہو اور لیکن اعتراض ساتھ حلال ہونے غنیمتوں کے پس وارد نہیں اس لیے کہ نہیں لازم آتا حلال ہونے سے غنیمتوں کے ثبوت وفا اجر کا ہر غازی کے لیے اور مباح فی الاصل نہیں مستلزم ہے ثواب کو بنفسہ لیکن ثابت ہو چکا ہے کہ لینا غنیمت کا اور غالب ہونا اس پر کافروں سے حاصل کرتا ہے ثواب کو اور باوجود اس کے پس باوجود صحت ثبوت فضل کے غنیمت کے لینے میں اور صحت مدح کرنے کے ساتھ لینے اس کے نہیں لازم آتا اس سے کہ ہر غازی کو حاصل ہو اس کے لیے اجر اس کے جہاد سے نظیر اس شخص کی ہے جو غنیمت نہ لائے میں کہتا ہوں کہ جس نے اہل بدر کی مثال دی ہے اس کی مراد تہویل ہی نہیں تو امر بنا بر اس کے کہ آخر قرار پا چکا ہے اس طرح سے کہ نہیں لازم آتا ہونے ان کے سے باوجود لینے غنیمت کے کم تر ثواب میں اس چیز سے کہ اگر نہ ہوتا ان کے لیے اجر غنیمت کا یہ کہ ہوں بیچ حال لینے ان کے کے غنیمت کو مفضول یعنی فضیلت دیے گئے بنسبت ان کی کہ ان کے بعد ہیں مانند اس شخص کی کہ جنگ احد میں حاضر ہوا ان کے ہونے کی وجہ سے کہ انہوں نے کوئی چیز غنیمت سے نہ پائی بلکہ اجر بدری کا کئی گنا زیادہ ہے اجر اس شخص کے سے کہ اس کے بعد ہے مثال اس کی یہ ہے کہ کہے کہ اگر فرض کیا جائے اجر بدری کا بغیر

غنیمت کے چھ سو حصہ اور اجر احدی کا مثلا بغیر غنیمت کے سو حصہ پس جب ہم اس کی نسبت کریں باعتبار حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہوگا بدری کے لیے اس کے لینے کی وجہ سے غنیمت کو دو سو حصہ اور وہ چھ سو کی تہائی ہے تو ہوگا بدری زیادہ اجر میں احدی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ممتاز ہوئے اہل بدر ساتھ اس کے اس کے ہونے کی وجہ سے پہلی جنگ کہ حاضر ہوئے تھے اس میں حضرت ﷺ بیچ لڑائی کافروں کے اور تھا مبدا مشہور ہونے اسلام کا اور قوت اس کے اہل کا پس ہوگا اجر اس شخص کا کہ اس میں حاضر ہوا مثل اس شخص کی کہ سب جنگوں میں حاضر ہوا فضیلت میں کوئی چیز اس کے برابر نہ ہوگی اور ذکر کیا ہے بعض متاخرین نے تعبیر کرنے کے لیے ساتھ دو تہائیوں اجر کے بیچ حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے لطیفہ بالغہ اور وہ یہ ہے کہ اللہ نے غازی کے لیے تین کرامتیں تیار کیں ہیں دو دنیاوی اور ایک اخروی پس دنیاوی سلامت آنا اور غنیمت لانا اور اخروی بہشت میں داخل ہونا پس جب سالم اور غانم پھر آئے تو تحقیق حاصل ہو گئیں اس کے لیے دو تہائیاں اس چیز سے کہ اللہ نے اس کے لیے تیار کیں ہیں اور اللہ کے پاس اس کے لیے ایک تہائی باقی رہی اور اگر بدون غنیمت کے پھر آئے تو اس کے بدلے اس کو ثواب دیتا ہے بیچ مقابلے اس چیز کے کہ اس سے فوت ہوئی اور گویا کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ غازی کو کہا جاتا ہے کہ جب فوت ہو تجھ سے کوئی چیز دنیا کے امر سے تو میں اس کے عوض تجھ کو ثواب دوں گا مگر ثواب مختص ہے جہاد کے ساتھ پس وہ حاصل ہے دونوں فریقوں کے لیے اور اس حدیث میں ہے کہ فضائل نہیں پائے جاتے ہمیشہ ساتھ قیاس کے بلکہ وہ اللہ کے فضل سے ہیں اور یہ کہ اعمال صالح نہیں مستلزم ہیں ثواب کو اپنی ذاتوں کے لیے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حاصل ہوتے ہیں ساتھ نیت خالص کے۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ بِالْجِهَادِ وَالشَّهَادَةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَقَالَ عُمَرُ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ.

باب ہے بیان میں دعا کرنے کے ساتھ جہاد اور شہید ہونے کے مردوں اور عورتوں کے لیے یعنی جائز ہے مرد اور عورت کو یہ کہ دعا کرے کہ الٰہی مجھ کو جہاد کرنے والوں میں کر یا مجھ کو شہیدوں سے کر۔ یعنی اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ الٰہی روزی دے مجھ کو شہادت کی اپنے رسول کے شہر میں یعنی مدینہ منورہ میں۔

۲۵۸۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ

۲۵۸۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت کا دستور تھا کہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس جایا کرتے تھے سو وہ آپ کو کھانا کھلاتی تھی اور ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت ﷺ اس کے پاس گئے تو اس نے کھانا کھلایا اور وہ آپ کے سر کے بال دیکھنے لگی یعنی تا کہ آپ کے سر سے

مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِيْ رَأْسَهُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ شَكَّ إِسْحَاقُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقُلْتُ وَمَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَا قَالَ فِي الْأَوَّلِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ فِيْ زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَآبَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ.

جوئیں نکالے یعنی اس لیے کہ وہ حضرت ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں تو حضرت ﷺ سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے ام حرام کہتی ہیں کہ میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں اس سمندر کے اندر سوار بادشاہ ہیں تختوں پر یا فرمایا جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میرے لیے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر حضرت ﷺ اپنا سر رکھ کر سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کئے گئے لڑتے ہوئے اللہ کی راہ میں جیسے کہ پہلی بار فرمایا تھا میں نے کہا یا حضرت ﷺ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں میں سے ہے جو سمندر میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں دریا میں جہاز پر سوار ہوئیں سو جب دریا سے نکلیں تو اپنی سواری سے گر پڑیں اور مر گئیں۔

فائدہ: ابن منیر وغیرہ نے کہا کہ وجہ دخول کی اس ترجمہ کی فقہ میں یہ ہے کہ ظاہر شہادت کی دعا سے لازم پکڑتا ہے طلب نصرت کافر کے کو مسلمان پر اور اللہ کے نافرمان کی مدد کرنے کو اس کے فرمانبردار پر یعنی اس لیے کہ مسلمان تو اسی وقت ہی شہید ہوتا ہے جب کہ کافر غالب ہوں لیکن مقصود اصلی اس کے سوائے کچھ نہیں کہ حاصل ہونا بلند درجے کا جو مترتب ہے شہادت کے حاصل ہونے پر اور جو چیز اس نے ذکر کی ہے وہ مقصود لذاتہ نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ واقع ہوتی ہے ضرورت وجود سے پس مغتفر ہوا بڑی مصلحت کا حاصل ہونا کافروں کے دفع کرنے سے اور ان کے

ذلیل کرنے سے اوران کے قہر سے ان کے قتل کے قصد کی وجہ سے اس چیز کے حاصل ہونے کے ساتھ کہ واقع ہوتی ہے اس کے ضمن میں بعض مسلمانوں کے قتل کرنے سے۔ اور جائز ہوئی تمنا کرنی شہادت کی اس چیز کے لیے کہ دلالت کرتی ہے اس پر صدق اس شخص کے سے کہ واقع ہوتی ہے اس کے لیے اللہ کے بول بالا کرنے سے یہاں تک کہ خرچ کیا اس نے اپنی جان کو اس کے حاصل کرنے میں۔ پھر وارد کی بخاری نے حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ام حرام رضی اللہ عنہا کے قصے میں اور مراد اس سے ام حرام رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے دعا کی اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے بیچ مطابق ہونے کے ترجمہ کے ساتھ عورتوں کے حق میں اور پکڑا جاتا ہے اس سے حکم عورتوں کا بطریق اولیٰ اور عجیب بات کہی ابن تین نے پس کہا کہ نہیں حدیث میں تمنا شہادت کی بلکہ اس میں تو صرف جہاد کی تمنا ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ شہادت بھی ہے ثمرہ عظمیٰ مطلوبہ جہاد میں۔ (فتح) اور عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کی شرح حج کے آخر میں گذر چکی ہے۔

بَابُ دَرَجَاتِ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُقَالُ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْ وَهٰذَا سَبِيْلِيْ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ ﴿غُزًّا﴾ وَاحِدُهَا غَازٍ ﴿هُمْ دَرَجَاتٌ﴾ لَهُمْ دَرَجَاتٌ.

اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کے درجوں کا بیان یعنی کہا جاتا ہے کہ یہ ہے راہ میری یعنی سبیل کا لفظ مذکر اور مونث دونوں طرح سے آتا ہے یعنی بخاری نے کہا کہ غزی جو قرآن میں واقع ہوا ہے اس کا واحد غازی ہے یعنی **هم درجات** (کہ قرآن میں واقع ہوا ہے) کے معنی **لهم درجات** ہیں یعنی ان کے لیے درجے ہیں۔

۲۵۸۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ جَلَسَ فِيْ أَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا نُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ أَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ

۲۵۸۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سچے دل سے اللہ اور اس کے پیغمبر کو مانا اور نماز کو ٹھیک ادا کیا اور رمضان کا روزہ رکھا تو کرم اور فضل کے راہ سے ضرور ہوگا اللہ پر اس کا بہشت میں لے جانا خواہ اس نے اپنا وطن اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے چھوڑا ہو یا اس کی زمین یعنی اس شہر میں ٹھہرا رہا جس میں پیدا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم لوگوں کو خوشخبری نہ سنائیں یعنی اگر حکم ہو تو ہم لوگوں کو خوشخبری سنائیں کہ بہشت جہاد پر موقوف نہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو چھوڑ و کہ عمل کریں بے شک بہشت میں سو بلند درجے ہیں کہ اللہ نے غازیوں کے

اللّٰهِ مَا بَيْنَ الدَّرَجَتَيْنِ كَمَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ فَإِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاسْأَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَإِنَّهُ أَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَأَعْلَى الْجَنَّةِ أُرَاهُ قَالَ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ أَنْهَارُ الْجَنَّةِ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ أَبِيْهِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ.

ہیں تیار کر رکھے ہیں دو درجوں میں اتنا فرق ہے جتنا آسمان اور زمین میں سو جب تم اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو کہ فردوس سب بہشتوں کے درمیان ہے اور سب سے اونچی اور اس کے اوپر اللہ کا عرش ہے اور اسی سے بہشت کی سب نہریں پھوٹتی ہیں۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ زکوۃ اور حج کو اس لیے ذکر نہیں کیا کہ وہ فرض نہ تھا میں کہتا ہوں کہ بلکہ وہ حدیث میں مذکور تھا بعض راویوں سے رہ گیا پس تحقیق ثابت ہو چکا ہے حج ترمذی میں معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ آپ نے زکوۃ کو بھی ذکر کیا ہے یا نہیں اور نیز پس نہیں ذکر کی گئی یہ حدیث بیان ارکان کے لیے پس اقتصار کرنا ہے اس چیز پر کہ مذکور ہے اس لیے ہے کہ وہ اکثر اوقات بار بار آتی مگر زکوۃ نہیں واجب ہے مگر اس پر کہ جس کے لیے مال ہے ساتھ اس کی شرط کے اور لیکن حج پس نہیں واجب ہے مگر ایک بار ساتھ دیر کے اور یہ جو کہا کہ خواہ اپنے گھر میں بیٹھے تو اس میں تانیس ہے اس شخص کے لیے کہ محروم رہے جہاد سے اور یہ کہ وہ اجر سے محروم نہیں بلکہ اس کے لیے ایمان سے اور التزام فرائض سے وہ چیز ہے کہ اس کو بہشت میں پہنچاتی ہے اگرچہ غازیوں سے درجہ میں کم ہو اور یہ جو کہا کہ جتنا زمین اور آسمان کے درمیان فرق ہے تو ایک روایت میں ہے کہ دو درجوں کے درمیان سو برس کا فاصلہ ہے اور ایک میں پانچ سو برس کا ذکر ہے سو اگر یہ دنوں روایتیں ٹھیک ہوں تو ہوگا اختلاف عدد کا بنسبت اختلاف سیر کے اور ترمذی کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر تمام مخلوقات ان کے ایک درجے میں جمع ہوں تو اس میں سما جائیں اور نہیں اس سیاق میں وہ چیز کہ نفی کرے اس کی کہ بہشت میں اور درجے ہوں کہ تیار کیے گئے ہوں غیر مجاہدین کے لیے کم درجے مجاہدین کے سے اور مراد وسط سے اعدل اور افضل ہے جیسے کہ اس آیت میں ہے کہ **وكذلك جعلناكم امة وسطا** اور طیبی نے کہا کہ مراد ساتھ ایک کے علو حسی ہے اور ساتھ دوسرے کے علو معنوی ہے اور ابن حبان نے کہا کہ مراد اوسط کے فراخی ہے اور ساتھ اعلیٰ کے فوقیت اور فردوس اس باغ کو کہتے ہیں جس میں ہر چیز ہو اور بعض کہتے ہیں کہ وہ وہ ہے جس میں انگور ہو اور بعض کہتے ہیں کہ یہ رومی زبان ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سریانی ہے اور اس حدیث میں فضیلت ظاہر ہے مجاہدین کے لیے اور اس میں عظمت بہشت کی ہے اور عظمت فردوس کی اور اس میں اشارہ ہے کہ غازی کے درجے کو کبھی غیر غازی بھی پا لیتا ہے یا تو ساتھ نیت خالص کے یا اس چیز کے ساتھ کہ برابر ہے اس کو نیک عملوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے سب کو حکم کیا ہے کہ فردوس کی دعا مانگیں بعد اس کے کہ ان کو بتا دیا کہ اللہ نے اس کو غازیوں کے لیے تیار کیا ہے اور اس میں جواز دعا کا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہ

حاصل ہو دائی کے لیے اس چیز کے لیے کہ اس کو میں نے ذکر کیا ہے اور اول اولیٰ ہے۔(فتح) اور یہ بھی معلوم ہوا فقط دعا کو بھی بہشت کے حاصل کرنے میں تاثیر ہے اور نری دعا سے بھی بہشت حاصل ہو سکتی ہے ورنہ دعا مانگنے کے کوئی معنی نہ تھے۔

٢٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ حَدَّثَنَا
٢٥٨٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰی حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ حَدَّثَنَا
أَبُوْ رَجَآءٍ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَأَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ أَتَیَانِیْ فَصَعِدَا بِیَ الشَّجَرَةَ فَأَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهَا قَالَا أَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ.

٢٥٨٢۔ سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج کی رات دو مردوں کو دیکھا کہ میرے پاس آئے اور مجھ کو ایک درخت پر لے چڑھے سو مجھ کو ایک گھر میں داخل کیا کہ نہایت بہتر اور افضل تھا میں نے کبھی اس سے بہتر اور افضل نہیں دیکھا تو دونوں نے کہا کہ یہ گھر تو شہیدوں کا گھر ہے۔

فائدہ: یہ ٹکڑا حدیث کا شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے لیے جو اس سے پہلے مذکور ہے اور اس کے لیے مفسر ہے کہ مراد اوسط سے افضل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تعریف کرنے کی وجہ سے شہیدوں کے گھر کی ساتھ اس کے کہ وہ نہایت بہتر اور افضل ہے۔(فتح)

بَابُ الْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَابِ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ.

صبح یا شام کو اللہ کے راہ یعنی جہاد میں کوشش کرنی یعنی اس کی فضیلت کا بیان اور مقدار تمہاری کمان کی جگہ بہشت سے یعنی بہشت کی اتنی جگہ بھی نہایت بہتر ہے۔

فائدہ: غدوہ مشتق ہے غدا سے اور وہ نکلنا ہے اول دن میں جس وقت میں ہو دوپہر تک اور رواحہ رواح سے مشتق ہے اور رواح کا معنی نکلنا ہے جس وقت میں ہو ڈھلنے سورج کے سے اس کے ڈوبنے تک۔

٢٥٨٣۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدْوَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا.

٢٥٨٣۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ صبح یا شام کو اللہ کے راہ میں یعنی جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: ابن دقیق العید نے کہا کہ اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ احتمال ہے کہ ہو یہ باب چھپی چیز کے اتارنے سے بیچ جگہ دیکھی گئی چیز کے اس کے ثابت کرنے کے لیے نفس میں اس لیے کہ دنیا نفس میں محسوس ہے یعنی نظر آتی

ہے عظیم ہے طبیعتوں میں اس لیے واقع ہوئی ہے فضیلت دینی ساتھ اس کے وگرنہ تو یہ بات معلوم ہے کہ تمام دنیا بہشت کے ایک ذرے کے برابر بھی نہیں دوسرا یہ کہ احتمال ہے کہ ہو مراد اس کے ساتھ یہ کہ یہ قدر ثواب بہتر ہے اس ثواب سے کہ حاصل ہو اس شخص کے لیے کہ اگر اس کو ساری دنیا ملے تو اس کو اللہ کی بندگی میں خرچ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اس دوسرے معنی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو ابن مبارک نے کتاب الجہاد میں حسن کے مرسل سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا جس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے پس پیچھے رہا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ نماز میں حاضر ہوئے تو حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر تو تمام دنیا کو خرچ کرے تو نہ پائے ان کے صبح کو جہاد کے لیے نکلنے کی فضیلت کو اور حاصل یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ دنیا کچھ چیز نہیں اور جہاد نہایت ہی بہت بڑا کام ہے اور یہ کہ جس کو کوڑے کے برابر بہشت میں جگہ ملے تو گویا کہ حاصل ہوا اس کے لیے امر عظیم بہتر تمام دنیا سے پس کیا حال ہے اس شخص کا کہ جس کو بہشت کے اعلیٰ درجے ملیں اور نکتہ اس میں یہ ہے کہ سبب تاخیر کا جہاد میں میل کرنا تھا طرف کسی سبب کی دنیا کے اسباب سے پس تنبیہ کی گئی اس پیچھے رہنے والے کو کہ اس قدر کم جگہ بہشت میں بہتر ہے تمام دنیا سے۔

٢٥٨٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ هِلَالِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوْسٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ وَقَالَ لَغَدْوَةٌ أَوْ رَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّمَّا تَطْلُعُ عَلَيْهِ الشَّمْسُ وَتَغْرُبُ.

۲۵۸۴۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مقدار کمان ایک تمہارے کی بہشت میں بہتر ہے اس چیز سے کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہو یعنی تمام دنیا سے اور فرمایا کہ صبح یا شام کو جہاد میں جانا بہتر ہے اس چیز سے کہ اس پر آفتاب چڑھے اور ڈوبے۔

فائدہ: آئندہ باب میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ لفظ ہے لقاب قوس احدکم اور یہی مطابق ہے ترجمہ باب کے لیے۔

٢٥٨٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّوْحَةُ وَالْغَدْوَةُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنَ

۲۵۸۵۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شام یا صبح کو جہاد میں کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا.

بَابُ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَصِفَتِهِنَّ يُحَارُ فِيهَا الطَّرْفُ شَدِيْدَةُ سَوَادِ الْعَيْنِ شَدِيْدَةُ بَيَاضِ الْعَيْنِ ﴿وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُوْرٍ﴾ أَنْكَحْنَاهُمْ.

باب ہے بیان میں حورعین اوران کی صفت کے حیران ہوتی ہے اس میں آنکھ یعنی باسبب اس کے حسن کی چمک کے نہایت سیاہی آنکھ والی اور نہایت سفیدی آنکھ والی یعنی اس کی آنکھ کی سیاہی نہایت تک ہے اوراس کی سفیدی بھی نہایت تک ہے۔یعنی آیت زوجناهم کے معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے انکحناهم ہیں یعنی نکاح کر دیا ہم نے ان کا ساتھ حورعین کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے حورعین کی۔

٢٥٨٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَّمُوْتُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ يَّسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَنَّ لَهُ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا إِلَّا الشَّهِيْدَ لِمَا يَرٰى مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ فَإِنَّهُ يَسُرُّهُ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ مَرَّةً أُخْرٰى.

٢٥٨٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بندہ نہیں مرتا جس کے لیے اللہ کے نزدیک کوئی بھی بہتری ہو کہ اس کو خوش معلوم ہو یہ بات کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف اس حالت پر کہ اس کو تمام دنیا ملے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے یعنی جس کی مغفرت ہوئی ہو اس کی یہ آرزو نہیں کہ پھر دنیا میں آئے اگرچہ ساری دنیا کی اس کو بادشاہی ملے مگر شہید اس چیز کے لیے کہ دیکھا ہے شہید ہونے کی فضیلت سے کہ تحقیق اس کو خوش لگتا ہے کہ دنیا کی طرف پھر آئے اور دوبارہ اللہ کے راہ میں مارا جائے۔

٢٥٨٧۔ قَالَ وَسَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَوْحَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ غَدْوَةٌ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ أَوْ مَوْضِعُ قِيْدٍ يَعْنِيْ سَوْطَهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا

٢٥٨٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں صبح یا شام کی کوشش کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ کہ دنیا میں ہے اور البتہ بقدر کمان ایک تمہاری کے بہشت سے یا اس کے کوڑے کی جگہ بہشت سے بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو کچھ دنیا میں ہے اور اگر کوئی عورت بہشت کے رہنے والوں میں سے زمین کی طرف جھانکے تو البتہ روشن کرے اس چیز کو کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے یعنی

وَلَمَلَأَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيفُهَا عَلٰى رَأْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا.

ساری دنیا کو روشن کر دے اور اس کو خوشبو سے بھر دے اور البتہ اس کے سر کی اوڑھنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے۔

فائدہ: یہ چار حدیثیں ہیں اول حدیث کی شرح آئندہ آئے گی اور دوسری کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور تیسری کی شرح بہشت کی صفت میں آئے گی اور اسی طرح چوتھی کی بھی۔ اور مہلب نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث وارد کی ہے تا کہ بیان کرے اس معنی کو جس کی وجہ سے شہید دنیا میں پھر آنے کی تمنا اور آرزو کرتا ہے تا کہ اللہ کے راہ میں پھر مارا جائے اس وجہ سے کہ وہ شہادت کی فضیلت اپنے گمان سے زیادہ دیکھتا ہے اس لیے کہ ہر ایک کو حور عین سے وہ عورت ملے گی کہ اگر دنیا کی طرف جھانکے تو ساری دنیا کو روشن کر دے۔ اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں خشک ہوتی زمین شہید کے خون سے مگر حور عین سے اس کی بیویاں اس کے پاس جلد آتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں لباس ہوتا ہے جو بہتر ہے تمام دنیا سے اور جو چیز کہ دنیا میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو بہتر حوریں ملتی ہیں روایت کی یہ حدیث ترمذی نے۔ (فتح)

بَابُ تَمَنِّي الشَّهَادَةِ. باب ہے بیان میں آرزو کرنے شہادت کی۔

فائدہ: اس کی توجیہ کتاب الجہاد کے اول میں گذر چکی ہے۔ اور یہ کہ اس کی آرزو اس کا قصد کرنا مرغب فیہ ہے یعنی اس میں رغبت دی گئی ہے۔ اور اس باب میں کئی حدیثیں صریح ہیں ان میں ایک انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو سچے دل سے شہادت کو طلب کرے وہ اس کو دی جائے گی اگرچہ اس کو نہ پائے یعنی اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس سے زیادہ تصریح مراد میں وہ حدیث ہے جو حاکم نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں شہید ہونا طلب کرے سچے دل سے پھر مر جائے یعنی اپنے گھر میں تو اللہ اس کو شہید کا ثواب دیتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو سچے دل سے شہادت مانگے تو اللہ اس کو شہادت کے مرتبے میں پہنچا دے گا اگرچہ اپنے بچھونے پر مرے۔ (فتح)

۲۵۸۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَا تَطِيْبُ أَنْفُسُهُمْ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ وَلَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُهُمْ عَلَيْهِ مَا تَخَلَّفْتُ

۲۵۸۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ کئی مسلمانوں کے جی خوش نہ ہوں گے کہ مجھ سے پیچھے رہیں یعنی فقراء اور میں سواری نہیں پاتا جس پر سب اصحاب کو سوار کروں تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کے راہ میں جہاد کرتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں

عَنْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّيْ أُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَا ثُمَّ أُقْتَلُ.

مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر مارا جاؤں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں آرزو کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو بعض شارحین نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس آرزو کا صادر ہونا مشکل ہے اس کے باوجود کہ آپ کو معلوم تھا کہ آپ شہید نہ ہوں گے۔ اور ابن تین نے جواب دیا ہے کہ شاید اس آرزو کا صادر ہونا اس آیت کے اترنے سے پہلے تھا کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ اس آیت کا نزول اوائل ہجرت میں تھا اور اس حدیث میں تصریح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہجرت کے ساتویں سال آئے اور جو چیز کہ ظاہر نظر آتی ہے جواب میں یہ ہے کہ کہ نیکی اور بہتری کی آرزو اس کے وقوع کو نہیں چاہتی۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اگر موسیٰ علیہ السلام صبر کرتے تو خوب ہوتا کما سیاتی فی مکانہ۔ اور کتاب التمنی میں اس کی نظیریں بہت آئیں گی اور گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد مبالغہ کرنا ہے جہاد کی فضیلت بیان کرنے میں اور رغبت دلانے میں مسلمانوں کو اس کے اوپر ابن تین نے کہا کہ یہ زیادہ تر مشابہ ہے اور نووی نے کہا کہ اس حدیث میں رغبت دلانی ہے حسن نیت پر اور بیان ہے پیانے شدت شفقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کا اپنی امت پر اور آپ کی مہربانی کا ان کے ساتھ اور مستحب ہونا طلب قتل کا اللہ کی راہ میں اور جواز اس قول کا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ ایسی ایسی نیکی حاصل کروں اگرچہ اس کو معلوم ہو کہ وہ حاصل نہیں ہوگی اور اس میں ترک کرنا مصلحتوں کا راجح یا ارجح مصلحت کی وجہ سے یا دور کرنے کی وجہ سے مفسدہ کے اور اس میں جواز آرزو کرنے اس چیز کا ہے جو عادت میں محال ہو اور کوشش کرنی بیچ دور کرنے مکروہ چیز کے مسلمانوں سے اور اسی میں یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ ہے فرض عین نہیں اس لیے کہ اگر فرض عین ہوتا تو اس سے کوئی پیچھے نہ رہتا، میں کہتا ہوں کہ اس میں نظر ہے اس لیے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خطاب تو اس شخص کی طرف متوجہ ہوتا ہے جو قادر ہو اور جو عاجز ہو پس وہ معذور ہے یعنی وہ خطاب میں داخل نہیں اور اللہ نے فرمایا ہے غیر اولی الضرر اور جہاد کے فرض کفایہ ہونے کی دلیلیں اس کے سوائے اور ہیں اور اس کی بحث وجوب النفیر میں آئے گی۔ (فتح)

٢٥٨٩۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٥٨٩۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا تو فرمایا کہ لیا علم کو زید رضی اللہ عنہ نے سو وہ شہید ہوا پھر علم کو جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا تو وہ بھی شہید ہوا پھر اس کو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لیا اور وہ بھی شہید ہوا پھر علم لیا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ ثُمَّ أَخَذَهَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَنْ غَيْرِ إِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهُ وَقَالَ مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا قَالَ أَيُّوْبُ أَوْ قَالَ مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

نے بغیر سرداری کے تو اس کو اللہ نے فتح دی اور فرمایا کہ ہم کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے، ایوب کہتے ہیں کہ یا فرمایا کہ ان کو یعنی شہیدوں کو خوش نہیں لگتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس باب میں اس کے داخل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کا قول کہ ان کو خوش معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یعنی بہ سبب اس چیز کے کہ جو شہادت کی فضیلت سے انہوں نے دیکھا پس نہیں خوش آتا ان کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئیں بغیر اس کے کہ دوبارہ شہید ہوں اور ساتھ اس تقریر کے حاصل ہوگئی تطبیق دونوں حدیثوں کے درمیان باب کی۔ اور دلیل اس چیز کی کہ ذکر کیا میں نے استثناء سے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے آئندہ آئے گی کہ نہیں کوئی جو بہشت میں داخل ہو جو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا میں پھر آئے مگر شہید۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ يُصْرَعُ فِي سَبِيْلِ اللهِ فَمَاتَ فَهُوَ مِنْهُمْ وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﴿وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللهِ﴾ وَقَعَ وَجَبَ.

باب بیان میں فضیلت اس شخص کے کہ اللہ کے راہ میں سواری سے گر کر مر جائے تو وہ غازیوں سے ہے۔ یعنی اور بیان اس آیت کا کہ جو نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے طرف اللہ اور اس کے رسول کی پھر اس کو موت پائے تو اس کی مزدوری اللہ پر واجب ہوئی واقع کے معنی واجب کے ہیں یعنی واجب ہوئی۔

فائدہ: یعنی حاصل ہوتا ہے ثواب ساتھ قصد جہاد کے جب کہ نیت خالص ہو پس جب واقع ہو درمیان قاصد کے اور فعل کے کوئی مانع پس تحقیق قول اللہ کا کہ پھر اس کو موت پائے عام ہے اس سے کہ قتل سے ہو یا ساتھ گرنے کے چار پائے سے اور سوائے اس پس مناسب ہوئی آیت ترجمہ باب کے ساتھ۔ اور طبری نے روایت کی ہے کہ یہ آیت اتری ایک مرد کے حق میں کہ مسلمان تھا اور مکے میں مقیم تھا یعنی فتح مکہ سے پہلے پس جب اس نے یہ آیت سنی کہ کیا نہ تھی اللہ کی زمین فراخ پس ہجرت کرتے تم اس میں تو اس نے اپنے گھر والوں کو کہا اور حالانکہ وہ بیمار تھا کہ مجھ کو مدینے کی طرف نکالو تو انہوں نے اس کو نکالا پھر وہ راہ میں مر گیا تو اس وقت یہ آیت اتری۔ (فتح)

۲۵۹۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ

۲۵۹۰۔ ام حرام رضی اللہ عنہا ملحان کی بیٹی سے روایت ہے کہ ایک

حَدَّثَنِي اللَّيْثُ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ خَالَتِهِ أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ قَالَتْ نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا قَرِيبًا مِنِّي ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَتَبَسَّمُ فَقُلْتُ مَا أَضْحَكَكَ قَالَ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ يَرْكَبُوْنَ هٰذَا الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ قَالَتْ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا ثُمَّ نَامَ الثَّانِيَةَ فَفَعَلَ مِثْلَهَا فَقَالَتْ مِثْلَ قَوْلِهَا فَأَجَابَهَا مِثْلَهَا فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِي مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَخَرَجَتْ مَعَ زَوْجِهَا عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ غَازِيًا أَوَّلَ مَا رَكِبَ الْمُسْلِمُوْنَ الْبَحْرَ مَعَ مُعَاوِيَةَ فَلَمَّا انْصَرَفُوْا مِنْ غَزْوِهِمْ قَافِلِيْنَ فَنَزَلُوا الشَّامَ فَقُرِّبَتْ إِلَيْهَا دَابَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَصَرَعَتْهَا فَمَاتَتْ.

دن حضرت ﷺ میرے قریب سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ چند لوگ میری امت کے میرے سامنے کیے گئے اس دریا سبز میں سوار جیسے بادشاہ تختوں پر تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے اس کے لیے دعا کی پھر دوسری بار سوئے پھر کیا مانند پہلی بار کے یعنی ہنستے ہوئے جاگے تو ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا جیسے پہلے کہا تھا تو حضرت ﷺ نے اس کو جواب دیا جیسے پہلے دیا تھا۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو پہلی جماعت سے ہے کہ سبز دریا میں سوار ہوں گے تو ام حرام رضی اللہ عنہا اپنے خاوند عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکلی اس حال میں کہ وہ جہاد کا ارادہ رکھتا تھا پہلے پہل کہ مسلمان معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دریا میں سوار ہوئے جب وہ جہاد سے پھرے اس حال میں کہ پلٹ آنے والے تھے تو شام میں اترے تو چوپایہ ام حرام رضی اللہ عنہا کے نزدیک کیا گیا تا کہ اس پر سوار ہو یعنی وہ سوار ہوئی تو چوپائے نے اس کو گرا دیا اور وہ مرگئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور ترجمہ کا شاہد اس سے یہ قول ہے کہ چوپایہ اس کے نزدیک کیا گیا تا کہ اس پر سوار ہو تو چوپائے نے اس کو گرایا تو وہ مرگئی بسبب دعا کرنے حضرت ﷺ کے اس کے لیے کہ تو پہلی جماعت سے ہے اور وہ بادشاہوں کی طرح ہیں تختوں پر بہشت میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ يُّنْكَبُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کی کہ اس کو اللہ کے راہ میں مصیبت یا زخم پہنچے۔

فائدہ: مراد اس شخص کی فضیلت کا بیان ہے کہ واقع ہو اس کے لیے یہ یعنی مصیبت یا زخم اللہ کی راہ میں۔

۲۵۹۱۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْحَوْضِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ

۲۵۹۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ستر مرد قاری قوم (یہاں مترجم نے ترجمہ متن حدیث کے مطابق نہیں

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلٰى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِيْنَ فَلَمَّا قَدِمُوْا قَالَ لَهُمْ خَالِي أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُوْنِي حَتّٰى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا كُنْتُمْ مِّنِّي قَرِيْبًا فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوْهُ فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوْا إِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَطَعَنَهُ فَأَنْفَذَهُ فَقَالَ اللّٰهُ أَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ثُمَّ مَالُوْا عَلٰى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ فَقَتَلُوْهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ هَمَّامٌ فَأُرَاهُ اٰخَرَ مَعَهُ فَأَخْبَرَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوْا رَبَّهُمْ فَرَضِيَ عَنْهُمْ وَأَرْضَاهُمْ فَكُنَّا نَقْرَأُ أَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ الَّذِيْنَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

کیا بلکہ فتح الباری نے اس سیاق میں حفص بن عمر نجدی کے استاد کا وہم ثابت کر کے جو تحقیق معتبر ہے اس کے مطابق ترجمہ کیا متن کا ترجمہ یہ ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی سلیم کے چند لوگوں کو ستر مردوں کی جماعت میں قبیلہ بنی عامر کی طرف بھیجا (انس رضی اللہ عنہ کہتا ہے) جب یہ خبر پہنچی میرے ماموں نے کہا الخ ابو محمد) بنی عامر (عرب کی ایک قوم کا نام ہے) کی طرف بھیجے یعنی دعوت اسلام کے لیے اور ان کے ساتھ ام سلیم کا بھائی تھا یعنی انس رضی اللہ عنہ کا ماموں سو جب وہ ان کے نزدیک آئے تو میرے ماموں نے ان کو کہا کہ میں تم سے آگے بڑھ جاتا ہوں سو اگر انہوں نے مجھے امان دی یہاں تک کہ میں ان کو حضرت ﷺ کا حکم پہنچاؤں تو ٹھیک ورنہ تم میرے نزدیک رہو اگر مجھ پر کوئی مصیبت آئے تو میری مدد کرنا تو وہ آگے بڑھ گیا سو کافروں نے اس کو امان دی پس اس حالت میں کہ وہ حضرت کا حکم بیان کرتا تھا تو ناگہاں انہوں نے اپنے ایک مرد کی طرف اشارہ کیا تو اس نے اس کو نیزہ مارا اور اس کو گذارا یعنی ایسا نیزہ مارا کہ اس کی دوسری طرف سے نکل گیا تو اس نے کہا اللہ بڑا ہے قسم ہے کعبے کے رب کی میں نے اپنا مطلب پایا پھر کافر لوگ اس کے باقی ساتھیوں کی طرف جھک پڑے تو ان کو بھی مار ڈالا مگر ایک لنگڑا مرد کہ پہاڑ پر چڑھ گیا ہمام نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس کے ساتھ ایک اور مرد بھی تھا تو جبریل نے حضرت ﷺ کو خبر دی کہ وہ لوگ اپنے رب سے ملے تو اللہ ان سے راضی ہوا اور ان کو راضی کیا تو ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دو یہ کہ ہم اپنے رب سے ملے تو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم کو راضی کیا پھر اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوئی تو چالیس صبحیں یعنی چالیس دن

حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یعنی ان کافروں کے چار قبیلوں پر رعل پراور ذکوان پراور بنی لحیان اور بنی عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

فائدہ: اور جہاد کے آخر میں آئے گا کہ حضرت ﷺ نے بنی سلیم کے کئی قبیلوں پر بددعا کی اس لیے کہ انہوں نے قاریوں کو مار ڈالا اور یہ صریح تر ہے مقصود میں (فتح الباری) یہ ستر صحابی تھی اور سب قرآن کے قاری تھے اور کافروں نے سب کو مار ڈالا مگر ایک آدمی بچ نکلا۔

٢٥٩٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمَشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ إِصْبَعُهُ فَقَالَ هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ.

٢٥٩٢۔ جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بعض جنگوں میں تھے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی پس نکلا اس سے خون حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تو کچھ مگر انگلی کہ تو نے خون بہایا اور اللہ کے راہ میں ہے جس کو تو ملی یعنی درد اور تکلیف سے۔

فائدہ: یہ حدیث آئندہ آئے گی اور اس میں ہے کہ آپ کی انگلی زخمی ہوئی اور وہ موافق ہے ترجمہ کے لیے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی طرف اور اسی باب میں ہے جو ابوداود اور حاکم نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کو روند ڈالے گھوڑا اس کا یا اونٹ اس کا اللہ کی راہ میں یا اس کو کوئی جانور کاٹے تو وہ شہید ہے۔(فتح)

بَابُ مَنْ يُجْرَحُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

باب ہے بیان میں ثواب اس شخص کی کہ اللہ کے راہ میں زخمی ہوا۔

٢٥٩٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُكْلَمُ أَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ إِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ.

٢٥٩٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں میری جان ہے کہ نہیں زخمی ہوتا کوئی اللہ کی راہ میں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے مگر کہ آئے گا قیامت کے دن اور حالانکہ اس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی خوشبو ہوگی۔

فائدہ: کتاب الطہارۃ میں پہلے گذر چکا ہے کہ ہوگا زخم قیامت کے دن اپنی شکل پر جب کہ زخم کیا گیا خون سے جوش مارتا ہوگا اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ جو اللہ کے راہ میں زخمی ہو یا کسی چیز کے لگنے سے اس کے عضو سے خون جاری ہو تو آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ خون جوش مارتا ہوگا اس کا رنگ زعفران کا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی ہوگی اور اس زیادتی سے معلوم ہوا کہ صفت مذکورہ شہید کے ساتھ خاص نہیں بلکہ وہ ہر شخص کے لیے ہے کہ زخمی ہوا۔ اور احتمال ہے کہ اس سے مراد وہ زخم ہو کہ اس کے سبب سے آدمی مر جائے اس کے درست ہونے سے پہلے نہ وہ کہ جو دنیا میں تندرست ہو جائے۔ پس تحقیق اثر زخم کا اور خون بہنے کا دور ہو جاتا ہے اور نہیں نفی کرتا یہ کہ ہو اس کے لیے فضیلت فی الجملہ لیکن ظاہر یہ ہے کہ جو قیامت کے دن آئے گا اور اس کا زخم خون سے جوش مارتا ہوگا وہ وہ شخص ہے جو دنیا سے جدا ہوا اور اس کا زخم بدستور جاری تھا۔ اور علماء نے کہا کہ حکمت بیچ اٹھانے اس کے کی اس حال میں یہ ہے کہ ہو اس کے ساتھ گواہ اس کی فضیلت کے اس کے خرچ کرنے کے اپنی جان کو اللہ کی بندگی میں۔ اور استدلال کیا گیا ہے اس حدیث سے اس پر کہ شہید اپنے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور نہ دور کیا جائے اس سے خون ساتھ غسل وغیرہ کے تاکہ آئے قیامت کے دن جیسا کہ حضرت ﷺ نے بیان کیا ہے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ نہیں لازم آتا دنیا میں خون کے دھونے سے یہ کہ اس حال سے نہ اٹھایا جائے اور بے پرواہ کرتا ہے استدلال سے شہید کے غسل کو ترک کرنا اس حدیث میں قول حضرت ﷺ کا احد کے شہداء میں کہ کپڑے اوڑھاؤ ان کو ساتھ خونوں ان کے کے جیسے کہ اس کا بیان بسط کے ساتھ آئندہ آئے گا۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَا إِلَّا إِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ﴾ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ نہیں انتظار کرتے تم ہمارے حق میں مگر دونوں نیکیوں میں سے ایک یعنی فتح یا شہادت اور لڑائی ڈول ہے کبھی کوئی غالب اور کبھی کوئی غالب۔

فائدہ: سورۃ برات کی تفسیر میں آئے گا کہ مراد ساتھ حسنیین کے فتح ہے یا شہادت اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت قول بخاری کی بعد اس کے کہ لڑائی باری باری سے ہے اگر مسلمان غالب ہوں گے تو ان کی فتح ہوگی اور اگر کافر غالب ہوں گے تو مسلمان کے لیے شہادت ہوگی۔ (فتح)

٢٥٩٤۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ

٢٥٩٤۔ ابو سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہرقل نے اس کو کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ تمہاری لڑائی کا اس کے ساتھ کیا حال ہے تو تو نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے یعنی کبھی وہ غالب ہوتا ہے اور کبھی یہ غالب ہوتے ہیں سو یہی حال ہے پیغمبروں

أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لَهُ سَأَلْتُكَ كَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ فَزَعَمْتَ أَنَّ الْحَرْبَ سِجَالٌ وَدُوَلٌ فَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى ثُمَّ تَكُوْنُ لَهُمُ الْعَاقِبَةُ.

کا کہ پہلے ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کے لیے آرام ہوتا ہے یعنی فتح نصیب ہوتی ہے۔

فائدہ: یہ ہرقل کی حدیث کا ایک ٹکڑا ہے پوری کتاب کے ابتدا میں گذر چکی ہے۔ اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ لڑائی ڈول ہے۔ اور ابن منیر نے کہا کہ تحقیق یہ ہے کہ نہیں بیان کی اس نے حدیث ہرقل کی مگر اس کے قول کے لیے کہ یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو ان کو فتح نصیب ہوتی ہے اور ساتھ اس کے ثابت ہوگی یہ بات کہ ان کے لیے دونیکیوں سے ایک ہے اگر وہ غالب ہوں تو ان کے لیے دنیا بھی ہے اور عاقبت بھی اور اگر ان کا دشمن غالب ہوا تو رسولوں کے لیے انجام بہتر ہے یعنی عاقبت میں اور یہ قول پہلی تفسیر کی نفی کو مستلزم نہیں اور اس کے معارض نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ پہلی تقریر اولیٰ ہے اس لیے کہ وہ ابوسفیان سے نقل ہے جو اس نے حضرت ﷺ کے حال سے روایت کی ہے اور لیکن دوسری پس وہ ہرقل کے قول سے ہے جو اس نے اپنی کتابوں سے سیکھی تھی۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ مسلمانوں میں بعض وہ مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا تو ان میں سے بعض وہ ہیں جو اپنا ذمہ پورا کر چکے اور بعض وہ ہیں جو اس کا انتظار کرتے ہیں اور نہیں بدلا انہوں نے کچھ یعنی اپنے عہد کو نہ بدلا۔

فائدہ: مراد ساتھ معاہدہ مذکور کے وہ ہے جس کا ذکر پہلے گذر چکا ہے اس آیت میں وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ اور تھا یہ جب پہلے پہل احد کی طرف نکلے تھے اور یہ قول ابن اسحٰق کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مراد وہ عہد ہے جو عقبہ کی رات انصار سے واقع ہوا تھا جب کہ انہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اس پر کہ آپ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں اور پہلی تقریر اولیٰ ہے اور یہ جو فرمایا کہ بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنی نحب پوری کی تو مراد یہ ہے کہ بعض ان میں سے مر گئے اور اصل نحب کے معنی نذر کے ہیں اور جب کہ ہر جاندار چیز کے لیے موت ضرور ہے تو گویا کہ وہ نذر لازم ہے اس کے لیے پس جب مر گیا تو اس نے اپنی نذر پوری کی اور مراد اس جگہ وہ شخص ہے جو اپنے عہد پر مر گیا اس کے مقابل ہونے کی وجہ سے اس شخص کے ساتھ جو اس کی انتظار کرتا ہے۔ (فتح)

۲۵۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيْدِ الْخُزَاعِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَأَلْتُ

۲۵۹۵۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرا چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر میں حاضر نہ ہوا تو یہ بات اس پر گراں گذری تو اس

أَنَسًا قَالَ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا زِيَادٌ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ غَابَ عَمِّي أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ غِبْتُ عَنْ أَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِينَ لَئِنِ اللَّهُ أَشْهَدَنِي قِتَالَ الْمُشْرِكِينَ لَيَرَيَنَّ اللَّهُ مَا أَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ وَانْكَشَفَ الْمُسْلِمُونَ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعْتَذِرُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي أَصْحَابَهُ وَأَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هَؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَا سَعْدُ بْنَ مُعَاذٍ الْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ إِنِّي أَجِدُ رِيحَهَا مِنْ دُونِ أُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ فَمَا اسْتَطَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا صَنَعَ قَالَ أَنَسٌ فَوَجَدْنَا بِهِ بِضْعًا وَثَمَانِينَ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ أَوْ طَعْنَةً بِرُمْحٍ أَوْ رَمْيَةً بِسَهْمٍ وَوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَقَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَمَا عَرَفَهُ أَحَدٌ إِلَّا أُخْتُهُ بِبَنَانِهِ قَالَ أَنَسٌ كُنَّا نُرَى أَوْ نَظُنُّ أَنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِيهِ وَفِي أَشْبَاهِهِ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ وَقَالَ إِنَّ أُخْتَهُ وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعَ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ أَنَسٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ

نے کہا کہ یا حضرت ﷺ غائب ہوا میں پہلی لڑائی سے جو آپ نے کافروں سے کی یعنی میں افسوس کرتا ہوں کہ میں پہلی لڑائی میں آپ کے ساتھ حاضر نہیں ہوا قسم ہے اللہ کی کہ اگر اللہ نے مجھ کو کافروں کی لڑائی میں حاضر کیا تو البتہ اللہ دیکھے گا جو میں کروں گا یعنی لڑائی میں نہایت مبالغہ کروں گا اور بھاگوں گا نہیں تو مسلمان ننگے ہوئے یعنی شکست کھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یاالٰہی میں عذر کرتا ہوں طرف اس چیز کی کہ انہوں نے کی اپنے ساتھیوں کو مراد رکھتا تھا یعنی مسلمانوں کے بھاگنے سے اور بری ہوتا ہوں طرف تیری اس چیز سے کہ انہوں نے کی یعنی میں کافروں کے کام سے بیزار ہوں پھر میرا چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور سامنے آیا اس کو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ تو میرے چچا نے کہا کہ اے سعد میں بہشت چاہتا ہوں قسم ہے رب نضر کی (اپنے باپ) کی بے شک میں بہشت کی بو پاتا ہوں نزدیک احد کے تو سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ جو انس رضی اللہ عنہ نے کیا وہ مجھ سے نہیں ہوسکتا یعنی لشکر سے آگے بڑھ کر کافروں سے لڑنا اور ان کے مقابلے میں صبر کرنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم نے اس کے بدن میں کچھ زائد اسی زخم کے پائے تلوار کا زخم یا نیزے کا زخم یا تیر کا زخم اور ہم نے اس کو پایا اور حالانکہ وہ قتل کیا گیا تھا اور کافروں نے اس کے کان ناک وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور اس کو مقتولوں میں کسی نے نہ پہچانا مگر اس کی بہن نے اس کے پوروں سے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم گمان کرتے تھے کہ یہ آیت اتری اس کے حق میں اور اس کے مانندین کے حق میں مسلمانوں میں سے کئی مرد ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا جس پر اللہ سے عہد کیا تھا آخر آیت تک اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس کی بہن نے اور اس کا نام ربیع

ثَنِيَّتَهَا فَرَضُوا بِالْأَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ.

تھا ایک عورت کا دانت توڑ ڈالا تو حضرت ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا تو انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت ﷺ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اس کا دانت نہ توڑا جائے گا تو اس عورت کے وارث دیت کے ساتھ راضی ہوئے اور قصاص کو چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ اگر قسم کھا بیٹھیں اللہ کے بھروسے پر تو اللہ ان کی قسم کو سچا کر دے۔

فائدہ: بدر کو پہلی جنگ اس لیے کہا وہ پہلی جنگ ہے جس میں حضرت ﷺ خود نکلے تھے اور اس سے پہلے اور بھی جنگیں ہوئیں تھیں لیکن خود حضرت ﷺ ان میں نہ نکلے تھے اور یہ جو اس نے کہا کہ میں بہشت کی خوشبو پاتا ہوں تو احتمال ہے کہ حقیقی خوشبو ہو اور اس نے سچ مچ بہشت کی خوشبو پائی ہو یا اس نے کوئی پاک خوشبو پائی ہو کہ اس کی خوشبو نے اس کو بہشت کی خوشبو یاد دلائی ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ اس شخص نے اپنے ذہن میں بہشت کو حاضر کیا ہو جو شہید کے لیے تیار کی گئی تو اس نے تصور کیا کہ وہ اسی جگہ میں ہے جہاں وہ لڑتا ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ بہشت اس جگہ میں حاصل ہوگی تو وہ اس کے لیے مشتاق ہوا اور انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے قصے میں کئی فائدے ہیں جواز بذل نفس کا جہاد میں اور فضل وفائے عہد کا اگرچہ نفس پر دشوار ہو یہاں تک کہ وہ اس کے ہلاکت تک پہنچے اور یہ کہ طلب کرنا شہادت کا جہاد میں نہیں شامل ہے اس کو نہی ڈالنے نفس کو طرف ہلاکت کی اور اس میں فضیلت ظاہر ہے انس بن نضر رضی اللہ عنہ کے لیے اور بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر اصحاب صحت ایمان سے اور کثرت تقویٰ اور تورع سے اور قوت یقین سے۔ (فتح)

٢٥٩٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ. ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَخِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ أُرَاهُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُ آيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْأَحْزَابِ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

٢٥٩٦۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ورقوں کو قرآنوں میں نقل کیا تو میں نے سورۃ احزاب کی ایک آیت گم کی کہ میں حضرت ﷺ سے سنا کرتا تھا کہ اس کو پڑھتے تھے تو میں نے اس کو نہ پایا مگر پاس خزیمہ انصاری کے جس کی گواہی حضرت ﷺ نے دو مردوں کی گواہی کے برابر ٹھہرائی تھی اور وہ آیت یہ ہے من المومنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه کہ مسلمانوں میں کئی مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا انہوں نے جس پر عہد تھا اللہ سے۔

يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ أَجِدْهَا إِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ الَّذِي جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَهُ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُهُ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ﴾.

بَابُ عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِنَّمَا تُقَاتِلُونَ بِأَعْمَالِكُمْ وَقَوْلُهُ ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ﴾.

جہاد سے پہلے نیک عمل کرنے کا بیان ۔یعنی ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ تم اپنے عملوں سے لڑتے ہو یعنی نیک عمل کو کافروں کی لڑائی میں دخل ہے اور تم کو اس سے تقویت ہوتی ہے اور لڑائی میں مدد پہنچتی ہے ۔یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری ہے اللہ کی یہ کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے ان کو جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں قطار باندھ کر جیسے وہ دیوار ہے سیسہ پلائی ۔

۲۵۹۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْفَزَارِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ قَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا.

۲۵۹۷۔اور براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جس نے لوہے سے اپنا منہ ڈھانکا ہوا تھا یعنی خود لوہے کی پہن کر لڑنے کے لیے تیار ہو کر آیا تو اس نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کافروں سے لڑوں یا مسلمان ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے مسلمان ہو پھر کافروں سے لڑ تو وہ مسلمان ہوا پھر کافروں سے لڑا پس شہید ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نے عمل تھوڑا کیا اور ثواب بہت لیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خبر دو مجھ کو اس مرد کی کہ بہشت میں داخل ہوا اور اس نے نماز نہ پڑھی پھر کہا کہ وہ عمرو بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے ۔اور ابن اسحٰق نے اس کا قصہ مغازی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ وہ اسلام سے انکار کیا کرتا تھا پھر جب جنگ احد کا دن ہوا تو اس کو ظاہر ہوا تو اس نے تلوار لی یہاں تک کہ قوم میں

آیااوران میں داخل ہوااورلڑنے لگا یہاں تک کہ زخمی ہوکر گراتو اس کی قوم نے اس کو معرکے میں پایا تو انہوں نے کہا کہ تو یہاں کیوں آیا ہے کیا اپنی قوم کی حمایت کے لیے یا اسلام کی رغبت سے تو اس نے کہا کہ میں اسلام کی رغبت سے آیا ہوں میں حضرت ﷺ کے ہمراہ لڑا یہاں تک کہ پہنچی مجھ کو وہ چیز کہ پہنچی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ بہشتی ہے اور باب کی حدیث کی اس کے ساتھ تطبیق اس طرح ہے کہ اس نے پہلے حضرت ﷺ سے آکر مشورہ لیا پھر مسلمان ہو کر لڑا اور ابن منیر نے کہا کہ مناسبت ترجمہ کی اور آیت کی حدیث کے ساتھ ظاہر ہے اور بیچ مناسبت آیت کے ترجمہ کے لیے خفا ہے اور گویا کہ وہ اس جہت سے ہے کہ اللہ نے عتاب کیا ہے اس پر جو کہے کہ میں نیک کام کروں گا اور نہ کرے اور تعریف کی اس پر جو قول کو پورا کرے اور لڑنے کے وقت ثابت رہے بھاگے نہیں۔ یا اس جہت سے ہے کہ اللہ نے انکار کیا اس شخص پر جو لڑائی سے پہلے ناپسند بات کرے پس کھولا گیا غیب کہ اس نے خلاف کیا پس مفہوم اس کا ثابت ہونا فضل کا بیچ مقدم کرنے صدق کے اور قصد صحیح کے اوپر وفا کے اور یہ اصل اعمال سے ہے اور میری رائے میں یہ دوسری توجیہ اظہر ہے اور کرمانی نے کہا کہ مقصود آیت سے اس ترجمہ میں قول اس کا بیچ آیت کے ہے کہ جیسے دیوار میں سیسہ پلائی اس لیے کہ لڑائی میں صف باندھنی عمل صالح ہے لڑائی سے پہلے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کبھی تھوڑے عمل سے بھی بہت اجر حاصل ہوتا ہے اللہ کے فضل اور احسان سے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَهُ.

اگر کسی کو تیر غرب لگے یعنی اس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو اور اس کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۵۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ أُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِيَّ اللهِ أَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَإِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلٰى.

۲۵۹۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام ربیع براء کی بیٹی اور وہ ماں ہے حارثہ بن سراقہ کی حضرت ﷺ کے پاس آئی تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا آپ مجھ سے حارثہ کا حال بیان نہیں فرماتے اور حارثہ رضی اللہ عنہ جنگ بدر کے دن شہید ہوا تھا اور اس کو تیر غرب لگا تھا یعنی ناگہاں پس اگر وہ بہشت میں ہے تو میں اس کے غم میں صبر کروں اور اگر بہشت کے سوا کہیں اور ہو تو محنت کر کے اس کو رولوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے حارثہ کی ماں! حال تو یوں ہے کہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں اور بے شک تیرا بیٹا پہنچا بہت اونچے بہشت میں یعنی یہ نہ سمجھنا کہ وہ بہشت فقط ایک ہی ہے بلکہ بہشت میں کئی بہشتیں ہیں ایک سے ایک اعلیٰ اور تیرا بیٹا فردوس اعلیٰ میں ہے جو سب سے

اونچا ہے۔

فائدہ: غرب اس تیر کو کہتے ہیں جس کا مارنے والا معلوم نہ ہو یا نہ معلوم ہو کہ کدھر سے آیا یا مارنے والے سے بے قصد آیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ جس کو تیر غرب لگے اس کو بہت ہی بڑا ثواب ہے۔

بَابُ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا.

جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو اس کے لیے کیا ثواب ہے یا اس کا جواب محذوف ہے یعنی پس وہی معتبر ہے۔

۲۵۹۹۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۵۹۹۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ایک مرد غنیمت کے لیے لڑتا ہے کہ لوٹ کا مال پائے اور ایک مرد ذکر کے لیے لڑتا ہے کہ لوگوں میں مذکور ہو اور شجاعت کے ساتھ مشہور ہو اور ایک مرد لڑتا ہے کہ اس کا مرتبہ دیکھا جائے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیے لڑتا ہے تا کہ لوگ اس کی بہادری دیکھیں (اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک مرد اپنی قوم کی حمایت کے لیے لڑتا ہے اور ایک مرد غصے کے لیے لڑتا ہے اور حاصل ان روایتوں سے یہ ہے کہ لڑنا پانچ چیزوں کے سبب سے واقع ہوتا ہے طلب غنیمت کے لیے اور اظہار شجاعت اور ریا کے لیے اور حمیت کے لیے اور غصے کے لیے اور ہر ایک کو ان میں سے شامل ہے مدح اور ذم پس اسی لیے نہ حاصل ہوا جواب ساتھ اثبات کے اور نہ ساتھ نفی کے) تو کون ہے اللہ کی راہ میں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس لیے لڑے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ کا غازی ہے یعنی جس کی یہ نیت ہو کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ اللہ کے راہ میں ہے۔

فائدہ: مراد ساتھ کلمۃ اللہ کے اللہ کی دعوت ہے اسلام کی طرف اور احتمال ہے کہ ہو مراد کہ تحقیق نہیں ہوتا اللہ کی راہ میں مگر وہ شخص کہ ہو سبب لڑنے اس کے کا طلب کرنا اس بات کا کہ اللہ کا بول بالا ہو فقط اس معنی سے کہ اگر کوئی سبب اسباب مذکورہ سے اس کے ساتھ ملائے تو اس کے لیے مخل ہو اور احتمال ہے کہ نہ مخل ہو جب کہ حاصل ہو ضمن میں نہ

بطور اصل اور مقصود کے اور اس کے ساتھ تصریح کی طبری نے پس کہا اس نے کہ جب ہو اصل باعث وہی اول ہے یعنی اللہ کا بول بالا ہونا تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو کچھ کہ عارض ہو اس کے لیے بعد اس کے اور یہی قول ہے جمہور کا۔ لیکن ابوداود نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا مجھے بتاؤ تو اگر کوئی آدمی جہاد کرے تلاش کرتا ہوا اجر اور ذکر کو یعنی تا کہ لوگوں میں اس کا نام پیدا ہو تو کیا اس کے لیے کچھ ثواب ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں تو اس نے یہ بات تین بار دہرائی آپ ہر بار یہی فرماتے تھے کہ اس کے لیے کچھ نہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ نہیں قبول کرتا عمل مگر وہ کہ جو اس کے لیے خالص ہو اور اس کے ساتھ اللہ کی رضامندی چاہے اور ممکن ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس آدمی کے حق میں جو دونوں کے لیے اکٹھا قصد کرے ایک حد پر پس نہ مخالف ہوگا مرجح کو اولا یعنی ابتدا میں جس کی نیت اللہ کا بول بالا کرنے کے لیے خالص ہو اور اس کے سوائے مغلوب ہو تو اس کا کچھ ڈر نہیں پس ہوں گے مرتبے پانچ یہ کہ دونوں چیزوں کے لیے اکٹھا قصد کرے یا صرف ایک ہی کا قصد کرے اور دوسرا اس کے ضمن میں حاصل ہو پس گناہ یہ ہے کہ اللہ کے دین کے بلند کرنے کے سوا کوئی اور چیز قصد کرے پس کبھی حاصل ہوتا ہے اعلاء اس کی ضمن میں اور کبھی نہیں ہوتا اور اس کے تلے دو مرتبے داخل ہوتے ہیں اور یہ وہ چیز ہے جس پر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور اگر دونوں چیزوں کا قصد کرے تو وہ بھی منع ہے لیکن پہلے سے کم اور اس پر ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے اور مطلوب یہ ہے کہ صرف اعلاء کا قصد کرے اور کبھی حاصل ہوتا ہے غیر اعلاء کا اور کبھی نہیں ہوتا تو اس میں بھی دو مرتبے ہیں ابو حمزہ نے کہا کہ محققوں کا یہ مذہب ہے کہ جب اول قصد اللہ کے دین بلند کرنے کا ہو تو نہیں ضرر کرتا اس کو جو اس کے بعد اس کے ساتھ ملے اور ابوداود کی ایک حدیث میں ہے جو دلالت کرتی ہے کہ اگر باعث اصلی اعلاء ہو تو دخول غیر اعلاء کا ضمنا نہیں قدح کرتا ہے اعلاء میں اور بیچ جواب دینے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس چیز کے کہ مذکور ہوئی نہایت بلاغت اور اعجاز ہے اور جوامع الکلم میں سے ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لیے کہ اگر اس کو جواب دیتے کہ جو چیز مذکور ہوئی ہے وہ اللہ کے راہ میں نہیں تو احتمال تھا کہ اس کے سوائے ہر چیز اللہ کی راہ میں ہوتی اور حالانکہ اس طرح نہیں پس پھرے جامع لفظ کی طرف کہ پھرے اس کے ساتھ ماہیت قتال کے جواب سے طرف حال مقاتل کے پس یہ لفظ شامل ہیں جواب کو اور زیادتی کو اور احتمال ہے کہ ضمیر آپ کے قول **فھو** میں راجع ہو طرف قتال کی جو قاتل کے ضمن میں ہے یعنی پس لڑنا اس کا لڑنا اللہ کی راہ میں ہے اور شامل ہے طلب اعلاء کلمۃ اللہ کی اس کی رضامندی کی طلب پر اور ثواب کی طلب پر اور طلب پھیلانے دشمنوں اس کے کی اور یہ کل امر آپس میں لازم ہیں اور حاصل اس چیز سے کہ مذکور ہوئی یہ ہے کہ لڑنا منشاء اس کا قوت عقلی ہے اور قوت غضبی اور قوت شہوانی اور نہیں ہوتی اللہ کی راہ میں مگر پہلی اور اس حدیث میں بیان ہے اس بات کا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ عملوں کا ثواب نیت صالحہ پر ہے۔ اور یہ کہ جو فضیلت غازی کے حق

میں وارد ہوئی ہے وہ خاص ہے ساتھ اس شخص کے کہ مذکور ہوا اور اس میں جواز ہے سوال کا علت سے اور مقدم ہونا علم کا عمل پر اور اس میں مذمت ہے حرص کرنے کی دنیا پر اور پر لڑنے کے نفس کے حصے کے لیے غیر طاعت میں۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ إِلٰى قَوْلِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

جس کے دونوں قدم اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں یعنی اس کے لیے کیا ثواب ہے یعنی نہ چاہیے مدینے والوں کو اور جو ان کے گرد دیہاتی مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں یہ کہ وہ پیچھے رہیں رسول اللہ ﷺ سے اور نہ یہ کہ اپنی جان کو چاہیں زیادہ اس کی جان سے یہ اس لیے کہ نہ کہیں پیاس کھینچتے ہیں اور نہ تھکن اور نہ بھوک اللہ کی راہ میں اور نہ پاؤں پھیرتے کہیں جس سے خفا ہوں کافر نہ چھینتے ہیں دشمن سے کچھ چیز مگر کہ لکھا جاتا ہے ان کے لیے ساتھ اس کے نیک عمل تحقیق اللہ نہیں کھوتا حق نیکو کاروں کا۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ مناسبت آیت کی ترجمہ کے لیے یہ ہے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا کہ نہیں پھرتے پاؤں کہیں جس سے کافر خفا ہوں اور نیز آیت میں ہے کہ مگر ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے نیک عمل کی تفسیر کہ جو اس کے ساتھ عمل کرے اس کو آگ نہ پہنچے گی اور فی سبیل اللہ سے مراد تمام بندگیاں ہیں انتہی۔ اور یہ اس طرح ہے جس طرح کہ اس نے کہا لیکن متبادر اطلاق کے وقت فی سبیل اللہ کے لفظ سے جہاد ہے اور تحقیق وارد کیا ہے اس کو بخاری نے بیچ فضیلت چلنے کی جمعہ کے لیے لفظ کے استعمال کرنے کی وجہ سے اپنے عموم پر اور لفظ اس کے اس جگہ یہ ہیں کہ حرام کرے گا اس کو اللہ آگ پر اور ابن منیر نے کہا مطابقت آیت کی اس جہت سے ہے کہ اللہ نے ان کو ان کے قوموں پر ثواب دیا اگرچہ وہ لڑائی کے ساتھ مباشر نہ ہوئے اور اسی طرح دلالت کرتی ہے حدیث کہ جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوں اللہ اس کو آگ پر حرام کر ڈالے گا برابر ہے کہ لڑائی کے ساتھ مباشر ہوا ہو یا نہ ہوا ہو اور تمام مناسبت سے ہے یہ بات کہ پاؤں کا پھیرنا متضمن ہے مشی کو جو موثر ہے بیچ غبار آلودہ کرنے پاؤں کے خاص کر اس وقت میں۔ (فتح)

٢٦٠٠۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا عَبَايَةُ بْنُ

٢٦٠٠۔ عبدالرحمن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں گرد آلودہ ہوتے دونوں پاؤں کسی بندے کے اللہ کی راہ میں پھر پہنچے اس کو آگ۔

رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو عَبْسٍ هُوَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَبْرٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ.

فائدہ: اور معنی یہ ہیں کہ آگ کا پہنچنا دور ہوتا ہے ساتھ موجود ہونے گرد مذکور کے اور اس میں اشارہ ہے عظیم ہونے تصرف کی قدر کے اللہ کی راہ میں اور جب کہ محض غبار کے پہنچنے پر آگ حرام ہو جاتی ہے تو کیا حال ہے اس شخص کا جو کوشش کرے اور اپنی قوت خرچ کرے اور اس حدیث کے لیے کئی شواہد ہیں بعض ان میں سے وہ چیز ہے جو طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جس کے پاؤں اللہ کے راہ میں گرد آلودہ ہوں دور کرتا ہے اس کو اللہ آگ سے ہزار برس کی راہ جلد باز سوار کے لیے۔

بَابُ مَسْحِ الْغُبَارِ عَنِ الرَّأْسِ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.

اللہ کے راہ میں سر سے گرد کا پونچھنا۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ بخاری نے یہ باب اور اس سے پچھلا باب اس لیے باندھا ہے کہ دفع کرے وہم کراہت غسل غبار کے کو اور پونچھنے اس کے کو اس کے ہونے کی وجہ سے جہاد کی نشانیوں سے جیسا کہ مکروہ جانا ہے بعض سلف نے پونچھنے کو بعد وضو کے میں کہتا ہوں کہ فرق دونوں کے درمیان اس جہت سے ہے کہ ستھرائی شرع میں مطلوب ہے اور گرد جہاد کا اثر ہے اور جب جہاد گذر جائے تو نہیں ہے کوئی معنی اس کے اثر کے باقی رکھنے میں اور لیکن وضو پس مقصود اس کے ساتھ نماز ہے پس مستحب ہے باقی رکھنا اثر اس کے کا یہاں تک کہ مقصود حاصل ہو تو دونوں مسحوں میں فرق ظاہر ہے۔ (فتح)

۲۶۰۱۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَهُ وَلِعَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ائْتِيَا أَبَا سَعِيْدٍ فَاسْمَعَا مِنْ حَدِيْثِهِ فَأَتَيْنَاهُ وَهُوَ وَأَخُوْهُ فِي حَائِطٍ لَهُمَا يَسْقِيَانِهِ فَلَمَّا رَآنَا جَاءَ فَاحْتَبٰى وَجَلَسَ فَقَالَ كُنَّا نَنْقُلُ لَبِنَ الْمَسْجِدِ لَبِنَةً لَبِنَةً وَكَانَ عَمَّارٌ يَنْقُلُ لَبِنَتَيْنِ لَبِنَتَيْنِ فَمَرَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۲۶۰۱۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کو اور علی بن عبداللہ کو کہا کہ تم دونوں ابو سعید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور اس کی حدیث سنو تو ہم اس کے پاس آئے اور حالانکہ ابو سعید رضی اللہ عنہ اور اس کا بھائی اپنے احاطے والے باغ میں تھے باغ کو پانی سینچتے تھے سو جب ابو سعید رضی اللہ عنہ نے ہم کو دیکھا تو آئے اور گوٹ مار کر بیٹھ گئے پس کہا اس نے کہ ہم مسجد کی اینٹیں لے جاتے تھے ایک ایک اینٹ اور عمار رضی اللہ عنہ دو دو اینٹیں لے جاتے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گذرے اور اس

وَمَسَحَ عَنْ رَأْسِهِ الْغُبَارَ وَقَالَ وَيْحَ عَمَّارٍ تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ عَمَّارٌ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ.

کے سر سے گرد پونچھی اور فرمایا کہ عمار کے لیے خرابی ہونا ہے کہ اس کو باغی گروہ قتل کرے گا عمار رضی اللہ عنہ ان کو اللہ کی طرف بلائے گا اور وہ اس کو آگ کی طرف بلائے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز کے ابتدا میں گذر چکی ہے اور مراد اس جگہ اس کا یہ قول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اور اس کے سر سے گرد پونچھی۔ (فتح) یعنی پس معلوم ہوا کہ جہاد کی غبار سر سے صاف کرنا درست ہے۔

بَابُ الْغَسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ.

باب ہے لڑائی اور غبار کے بعد نہانے کے بیان میں۔

فائدہ: اس کی توجیہ پہلے باب میں گذر چکی ہے۔

۲۶۰۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللَّهِ مَا وَضَعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ قَالَ هَا هُنَا وَأَوْمَأَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۰۲۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ خندق کے دن پھرے اور ہتھیار رکھے اور غسل کیا تو آپ کے پاس جبرئیل آئے اور حالانکہ ان کے سر کو گرد نے احاطہ کیا تھا یعنی ان کے سر میں گرد بیٹھی تھی تو اس نے کہا کہ آپ نے ہتھیار اتار ڈالے اور قسم ہے اللہ کی میں نے تو ہتھیار نہیں اتارے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کس طرف یعنی کس طرف جاتے ہو جبرئیل نے کہا کہ اس جگہ اور بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا یعنی اس طرف چلو کہ وہ یہودی تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد نہانا درست ہے۔

بَابُ فَضْلِ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

باب ہے بیان میں فضیلت اس شخص کے جس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی کہ تو نہ گمان کر کہ جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں مردے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزی دیئے جاتے ہیں خوشی کرتے ہیں ساتھ اس چیز کے کہ جو دی ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اور خوش ہوتے ہیں ان کی طرف سے جو ابھی نہیں پہنچے

يَحْزَنُونَ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّأَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾.

ان میں اس قول تک کہ اللہ نہیں ضائع کرتا اجر نیکو کاروں کا۔

۲۶۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ غَدَاةً عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنَسٌ أُنْزِلَ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْاٰنٌ قَرَأْنَاهُ ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ.

۲۶۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا کی ان لوگوں پر جن نے اصحاب بئر معونہ کو مار ڈالا تھا چالیس صبحیں رعل پر اور ذکوان پر اور عصیہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو لوگ بئر معونہ میں مارے گئے تھے ان کے حق میں قرآن اترا جو ہم پڑھا کرتے تھے پھر اس کے بعد منسوخ ہوا اور وہ قرآن یہ ہے کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے سو وہ ہم سے راضی ہوا اور ہم اس سے راضی ہوئے۔

فائدہ: یہ حدیث مختصر ہے اور پوری حدیث کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور اشارہ کیا ہے آیت کے وارد کرنے کے ساتھ اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی جیسا کہ ہم اس کو ذکر کریں گے نزدیک قول اس کے کے کہ ان کے حق میں یہ آیت اتری کہ ہماری قوم کو پہنچادو الخ۔ پھر یہ آیت منسوخ ہوئی اور یہ آیت اتری کہ نہ گمان کر ان کو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے مردے الخ۔ (فتح)

فائدہ: اور معونہ ایک جگہ کا نام ہے وہاں ایک کنواں ہے اس جگہ ستر قاری صحابی مارے گئے تھے جن کا ذکر گذر چکا ہے۔

۲۶۰۴۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اصْطَبَحَ نَاسٌ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ فَقِيلَ لِسُفْيَانَ مِنْ اٰخِرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ قَالَ لَيْسَ هٰذَا فِيهِ.

۲۶۰۴۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ احد کے دن صبح کو کچھ لوگوں نے شراب پی پھر شہید ہوئے۔ (مترجم صاحب نے پوری حدیث کا ترجمہ نہیں کیا باقی کا ترجمہ اس طرح چاہیے تو سفیان سے کہا گیا کہ اسی دن کے آخر میں سفیان نے جواب دیا کہ لفظ اس حدیث میں نہیں۔ ابو محمد)

فائدہ: مغازی میں آئے گا کہ جابر رضی اللہ عنہ کا باپ بھی انہی میں سے تھا۔ ابن منیر نے کہا کہ مطابقت اس کی ترجمہ کے ساتھ مشکل ہے مگر یہ کہ ہو مراد اس کی جو شراب انہوں نے اس دن پی تھی اس نے ان کو ضرر نہ کیا اس لیے کہ اللہ نے

ان کے مرنے کے بعد ان کی تعریف کی اور ان سے غم اور خوف دور کیا اور یہ اس لیے ہوا کہ شراب اس دن مباح تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے کہ وارد کیا ہو اس کو اشارہ کرنے کے لیے طرف ایک قول کی اقوال سے جو آیت مترجم بھا کے نزول میں وارد ہے اس لیے کہ ترمذی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اللہ نے جب جابر رضی اللہ عنہ کے والد سے کلام کیا اور اس نے دنیا کی طرف پلٹ آنے کی آرزو کی پھر اس نے کہا کہ اے میرے رب میرے پچھلوں کو پیغام پہنچا دے تو اللہ نے یہ آیت اتاری وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا۔

بَابُ ظِلِّ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الشَّهِيدِ.

باب ہے بیان میں سایہ کرنے فرشتوں کے شہید پر۔

۲۶۰۵۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ جِيْءَ بِأَبِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ مُثِّلَ بِهِ وَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ أَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهِ فَنَهَانِي قَوْمِي فَسَمِعَ صَوْتَ صَائِحَةٍ فَقِيْلَ ابْنَةُ عَمْرٍو أَوْ أُخْتُ عَمْرٍو فَقَالَ لِمَ تَبْكِي أَوْ لَا تَبْكِي مَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا قُلْتُ لِصَدَقَةَ أَفِيْهِ حَتّٰى رُفِعَ قَالَ رُبَّمَا قَالَهُ.

۲۶۰۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میرا باپ نبی ﷺ کے پاس لایا گیا یعنی جنگ احد کے دن اور حالانکہ وہ مثلہ کیا گیا تھا یعنی کافروں نے اس کی ناک وکان وغیرہ کاٹ ڈالے تھے اور حضرت ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو میں اس کا منہ کھولنے لگا تو میری قوم نے مجھ کو منع کیا تو حضرت ﷺ نے ایک چلانے والی عورت کی آواز سنی تو کہا گیا کہ وہ عمرو کی بیٹی یا اس کی بہن ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیوں روتی ہے یا فرمایا رو نہیں کہ ہمیشہ فرشتے اس کو اپنے پروں سے سایہ کیے رہے یعنی شہید پر بظاہر جتنی ذلت گذری اللہ کے نزدیک اتنی ہی اس کی عزت ہوتی ہے امام بخاری نے کہا کہ میں نے صدقہ اپنے استاد سے کہا کہ کیا اس حدیث میں رفع کا لفظ بھی ہے یعنی یہاں تک کہ اس کی لاش اٹھائی گئی تو اس نے کہا کہ اکثر اوقات اس کو ابن عیینہ نے کہا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اس کی شرح کتاب الجنائز میں گذر چکی ہے۔

بَابُ تَمَنِّي الْمُجَاهِدِ أَنْ يَّرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا.

باب ہے بیان میں آرزو کرنے غازی کے یہ کہ پلٹ آئے دنیا کی طرف۔

۲۶۰۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ

۲۶۰۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کوئی نہیں کہ بہشت میں داخل ہو پسند کرے اس بات کو کہ دنیا کی طرف پلٹ آئے اور حالانکہ اس کو تمام دنیا ملے علاوہ شہید

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَحَدٌ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يُحِبُّ أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا وَلَهُ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا الشَّهِيدُ يَتَمَنّٰى أَنْ يَرْجِعَ إِلَى الدُّنْيَا فَيُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِّمَا يَرٰى مِنَ الْكَرَامَةِ.

کے وہ آرزو کرے گا کہ دنیا میں پھر پلٹ آئے اور اللہ کی راہ میں مارا جائے دس بار بسبب اس چیز کے کہ دیکھتا ہے عمدہ درجہ شہادت کا۔

فائدہ: اور یہ حدیث آرزو کے ساتھ بھی وارد ہو چکی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشتی آدمی کو لایا جائے گا تو اللہ کہے گا کہ اے آدم کے بیٹے تو نے اپنا گھر کیسا پایا تو وہ کہے گا اے میرے رب بہت عمدہ جگہ تو اللہ فرمائے گا کہ مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو وہ کہے گا میں کچھ نہیں مانگتا اور کچھ تمنا نہیں کرتا میں تجھ سے یہی مانگتا ہوں کہ تو مجھ کو دنیا میں پھر بھیجے اور میں دس بار تیری راہ میں مارا جاؤں شہادت کا عمدہ درجہ دیکھ کر۔ روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے اور مسلم میں ہے کہ اللہ شہیدوں پر مطلع ہو گا تو فرمائے گا کہ کیا تم کو کسی چیز کی خواہش ہے تو وہ کہیں گے کہ ہم یہی چاہتے ہیں کہ تو ہم کو زندہ کرے یہاں تک کہ ہم تیری راہ میں دوبارہ مارے جائیں اور ترمذی میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو فرمایا کہ کیا میں تجھ کو خبر نہ دوں کہ اللہ نے تیرے باپ کو کیا کہا اللہ نے فرمایا کہ اے بندے مجھ سے مانگ جو چاہے اور آرزو کر تو اس نے کہا کہ اے رب مجھ کو زندہ کر کہ میں تیری راہ میں دوبارہ مارا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بات مجھ سے پہلے گذر چکی ہے کہ وہ پھریں گے نہیں۔

بَابُ الْجَنَّةِ تَحْتَ بَارِقَةِ السُّيُوْفِ وَقَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَخْبَرَنَا نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِّسَالَةِ رَبِّنَا مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ وَقَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَتْلَانَا فِي الْجَنَّةِ وَقَتْلَاهُمْ فِي النَّارِ قَالَ بَلٰى.

بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے۔ یعنی مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی کہ جو ہم سے مارا گیا وہ بہشت کی طرف پھرا یعنی اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ کیا نہیں مقتول ہمارے بہشت میں اور مقتول کافروں کے دوزخ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیوں نہیں۔

فائدہ: یہ اضافت صفت کی موصوف کی طرف ہے اور کبھی بارقہ کہا جاتا ہے اور مراد اس سے نفس تلوار ہوتی ہے پس ہو گی اضافت بیانی اور تحقیق وارد کیا ہے ساتھ لفظ تحت ظلال السیوف کے اور گویا کہ اس نے اشارہ کیا ہے ترجمہ کے ساتھ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی طرف کہ بہشت تلواروں کی چمک کے تلے ہے اور ابن منیر نے کہا کہ شاید بخاری کی مراد یہ ہے کہ جب تلواریں چمکنے والی ہیں تو ان کا سایہ بھی ہو گا قرطبی نے کہا کہ یہ کلام جامع ہے نفیس ہے مخبر ہے شامل ہے کئی قسم کی بلاغت کے ساتھ اختصار اور شیرینی لفظ کے پس تحقیق اس نے فائدہ دیا ہے جہاد کی رغبت کا اور خبر

دینے کا ثواب کے ساتھ اوپر اس کے اور رغبت دلانے کے اوپر نزدیک ہونے دشمن کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ حدیث پوری پہلے گذر چکی ہے اور مغازی میں آئے گی۔

۲۶۰۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَكَانَ كَاتِبَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ. تَابَعَهُ الْأُوَيْسِيُّ عَنِ ابْنِ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ.

۲۶۰۷۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان لو بہشت تلواروں کے سائے کے نیچے ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

فائدہ: مہلب نے کہا کہ ان احادیث میں ہے کہ جائز ہے یہ بات کہنی مسلمانوں کے مقتول بہشت میں ہیں لیکن بطور اجمال کے نہ بطور تعیین کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ طَلَبَ الْوَلَدَ لِلْجِهَادِ.

جو جہاد کے لیے اولاد چاہے۔

فائدہ: یعنی نیت کرے وقت صحبت کے حاصل ہونے اولاد کی تا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرے پس حاصل ہوگا اس کے لیے اس کی وجہ سے اجر اگرچہ یہ بات واقع نہ ہو۔ (فتح)

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى مِائَةِ امْرَأَةٍ أَوْ تِسْعٍ وَّتِسْعِيْنَ كُلُّهُنَّ يَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سلیمان بن داود علیہ السلام نے کہا البتہ میں آج کی رات سو عورتوں پر گھوموں گا یعنی ان سے صحبت کروں گا یا کہا ننانوے عورت پر ہر ایک ان میں سے ایک بچہ جنے گی جو سوار ہو کر اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا تو اس کے ساتھی نے اس کو کہا کہ ان شاء اللہ کہو تو سلیمان علیہ السلام نے ان شاء اللہ نہ کہا تو نہ حاملہ ہوئی ان میں سے مگر ایک عورت کہ آدھا بچہ لائی قسم ہے اس ذات کی جس کے قابو میں

فَلَمْ يَقُلْ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَلَمْ يَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةٌ وَّاحِدَةٌ جَآئَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ.

میری جان ہے اگر سلیمان انشاء اللہ کہتے تو البتہ وہ کل اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الایمان میں آئے گی۔

بَابُ الشَّجَاعَةِ فِی الْحَرْبِ وَالْجُبْنِ.

لڑائی میں بہادری اور بزدلی کرنی یعنی مدح دلیری کی اور مذمت بزدلی کی۔

۲۶۰۸۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ وَاقِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ فَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَقَهُمْ عَلٰی فَرَسٍ وَّقَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا.

۲۶۰۸۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ سب لوگوں میں زیادہ تر بہتر تھے اور سب لوگوں میں زیادہ تر دلاور تھے اور سب لوگوں سے زیادہ تر بخشش کرنے والے تھے اور البتہ ایک بار مدینے والے دشمن سے ڈرے اور حضرت ﷺ گھوڑے پر سوار ہو کر لوگوں سے آگے نکل گئے اور فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم۔

فائدہ: اس حدیث سے حضرت ﷺ کی کمال شجاعت معلوم ہوئی کہ خوف کی حالت میں رات کو تنہا آگے بڑھ جانا کمال شجاعت کی دلیل ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔

۲۶۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ أَخْبَرَنِیْ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ أَنَّهٗ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مَقْفَلَهٗ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَهُ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَهٗ حَتّٰی اضْطَرُّوْهُ إِلٰی سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَآئَهٗ فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۶۰۹۔ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ وہ حضرت ﷺ کے ساتھ چلا تھا اور آپ کے ساتھ لوگ تھے وقت پلٹنے آپ کے حنین سے تو راہ میں دیہاتی لوگ حضرت ﷺ کو لپٹے اور آپ سے مانگنے لگے یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو ایک درخت کی طرف دبایا تو آپ کی چادر اتاری گئی یعنی آپ کی چادر دیہاتیوں نے اتار لی تو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ مجھ کو میری چادر دو سو اگر میرے پاس اس جنگل کے درختوں کے شمار کے برابر اونٹ

وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَّلَا كَذُوبًا وَّلَا جَبَانًا.

ہوتے تو میں سب تم کو بانٹ دیتا پھر تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور نامراد نہ پاتے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہاں یہ قول ہے کہ پھر تم مجھ کو بخیل اور نامراد نہ پاتے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُتَعَوَّذُ مِنَ الْجُبْنِ.

نامردی سے پناہ مانگنے کا بیان۔

٢٦١٠۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُونٍ الْأَوْدِيَّ قَالَ كَانَ سَعْدٌ يُعَلِّمُ بَنِيهِ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا يُعَلِّمُ الْمُعَلِّمُ الْغِلْمَانَ الْكِتَابَةَ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْهُنَّ دُبُرَ الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. فَحَدَّثْتُ بِهِ مُصْعَبًا فَصَدَّقَهُ.

٢٦١٠۔ عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد اپنے بیٹوں کو یہ کلمے سکھایا کرتے تھے جیسا کہ معلم لڑکوں کو لکھانا سکھاتا ہے اور کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کلموں سے پناہ مانگا کرتے تھے پیچھے نماز کے وہ کلمے یہ ہیں الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی اور نامردی سے اور پناہ مانگتا ہوں بری اور نکمی عمر سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کے فتنے فساد اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے تو میں نے یہ حدیث مصعب رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اس نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن کو سعد رضی اللہ عنہ اپنی اولاد سے یہ دعا سکھاتے تھے وہ چودہ مرد تھے اور ستر عورتیں تھیں۔

٢٦١١۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

٢٦١١۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے تھے کہ الٰہی میں پناہ مانگتا ہوں جان کی ماندگی سے اور بدن کی کاہلی سے اور نامردی اور بڑھاپے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنے سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

فائدہ: اس کی شرح بھی دعوات میں آئے گی اور فرق عجز اور کسل میں یہ ہے کہ کسل ترک کرنا چیز کا ہے ساتھ قدرت

کے اس کے شروع کرنے میں اور عجز نہ قادر ہونا ہے۔

بَابُ مَنْ حَدَّثَ بِمَشَاهِدِهِ فِي الْحَرْبِ قَالَهُ أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ سَعْدٍ.

جو بیان کرے اپنا حاضر ہونا لڑائی میں یعنی یہ جائز ہے ریا نہیں اور روایت کیا ہے اس کو ابو عثمان نے سعد رضی اللہ عنہ سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے طرف اس حدیث کی جو مغازی میں سعد رضی اللہ عنہ سے آئے گی کہ اس نے کہا کہ پہلے پہل اللہ کی راہ میں مجھ کو تیر لگا اور طرف اس کی جو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں آئندہ آئے گی ابو عثمان سے کہ نہ باقی رہا ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جن دنوں میں آپ نے لڑائی کی تھی سوائے طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ کے دونوں نے یہ حدیث ابو عثمان سے بیان کی۔ (فتح)

۲۶۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ صَحِبْتُ طَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَسَعْدًا وَّالْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِّنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّيْ سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ.

۲۶۱۲۔ سائب بن یزید سے روایت ہے کہ میں طلحہ رضی اللہ عنہ اور سعد رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا تو میں نے ان میں سے کسی کو نہ سنا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتا ہو مگر بے شک میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ حدیث بیان کرتا تھا جنگ احد کے دن سے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ اکثر اصحاب کبار نہیں حدیث بیان کرتے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی اور نقصان کے خوف سے اور لیکن حدیث بیان کرنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا پس وہ جائز ہے جب کہ ریاء اور خود پسندی سے امن ہو اور استحباب کی طرف ترقی کرتا ہے جب کہ ہو اس جگہ جو پیروی کرے ساتھ اس کے فعل کی۔

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ.

باب ہے بیان میں واجب ہونے نفیر کے۔

فائدہ: یعنی کافروں کی لڑائی کی طرف نکلنا۔ (فتح)

وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ.

اور بیان ہے اس چیز کا کہ واجب ہے جہاد اور نیت سے۔

فائدہ: یعنی اور بیان قدر واجب کا جہاد سے اور مشروع ہونا نیت کا اس میں اور لوگوں کے لیے جہاد میں دو حال ہیں ایک حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور ایک آپ کے بعد۔ پس لیکن پہلا حال پس پہلے پہل جو جہاد شروع ہوا ہے تو بعد ہجرت نبوی کے ہوا ہے اتفاقاً یعنی جہاد بعد ہجرت کے مشروع ہوا پھر بعد اس کے کہ مشروع ہوا تو کیا فرض عین تھا یا فرض کفایہ یہ دو قول مشہور ہیں علماء کے۔ اور یہ دونوں شافعی کے مذہب میں ہیں ماوردی نے کہا کہ مہاجرین پر

فرض عین تھا اور ان کے سوائے اور لوگوں پر فرض نہیں تھا اور تائید کرتا ہے اس کی واجب ہونا ہجرت کا پہلے فتح کے بیچ حق ہر مسلمان کے مدینے کی طرف اسلام کی مدد کے لیے۔ اور سہیلی نے کہا کہ صرف انصار پر فرض عین تھا اوروں پر نہ تھا اور تائید کرتا ہے اس کی بیعت کرنا ان کا حضرت ﷺ سے عقبہ کی رات کو اس پر کہ حضرت ﷺ کو جگہ دیں اور آپ کی مدد کریں تو دونوں کے قول سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاد مہاجرین اور انصار پر فرض عین تھا اور ان کے غیر کے حق میں فرض کفایہ تھا اور باوجود اس کے پس نہیں بیچ حق دونوں گروہوں کے عموم پر بلکہ انصار کے حق میں تو اس وقت فرض تھا جب کہ کوئی رات کو مدینے پر آپڑے اور مہاجرین کے حق میں جب کہ کسی کافر کی لڑائی کا ابتداءً ارادہ ہو اور تائید کرتی ہے اس کی جو واقع ہوا ہے بدر کے قصے میں پس وہ مانند صریح کی ہے اس میں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ فرض عین تھا اس جنگ میں جس میں حضرت ﷺ خود نکلتے تھے سوائے اس کے جس میں نہ نکلتے تھے اور تحقیق یہ ہے کہ جہاد فرض اس شخص کے حق میں تھا جس کے حق میں حضرت ﷺ نے معین کر دیا تھا اگر چہ نہ نکلے اور دوسرا حال بعد حضرت ﷺ کے پس وہ فرض کفایہ ہے مشہور قول پر مگر یہ کہ اس کی طرف حاجت بلائے مانند اس کی کہ پڑے ان پر دشمن اور متعین ہوتا ہے اس پر جس پر امام معین کرے اور ادا ہوتا ہے فرض کفایہ ساتھ اس کے فعل کے سال میں ایک بار نزدیک جمہور کے اور دلیل ان کی یہ ہے کہ جزیہ اس کے بدلے میں واجب ہوتا ہے اور نہیں واجب ہوتا جزیہ ایک سال میں ایک بار سے زیادہ اتفاقاً تو چاہیے کہ اس کا بدل بھی اس طرح ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے جب ممکن ہو اور قدرت ہو اور یہ قوی ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ بدستور رہا جیسا کہ حضرت ﷺ کے زمانے میں تھا یہاں تک کہ بڑے بڑے شہر فتح ہوئے اور زمین کے کناروں میں اسلام پھیلا پھر اس چیز کی طرف کہ اس کا ذکر پہلے ہو چکا اور نیز تحقیق یہ ہے کہ جنس جہاد کفار کی متعین ہے ہر مسلمان پر یا تو اپنے ہاتھ سے اور اپنی زبان سے اور یا اپنے مال سے یا اپنے دل سے۔ (فتح)

بَابُ وُجُوْبِ النَّفِيْرِ وَمَا يَجِبُ مِنَ الْجِهَادِ وَالنِّيَّةِ وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ﴿اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّسَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَلٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ وَسَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ الْاٰيَةَ.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال اور جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے اگر کچھ مال ہوتا نزدیک اور سفر ہلکا تو تیرے ساتھ چلتے اس قول تک کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت پیچھے ہے ترتیب قرآنی میں اس آیت سے جو اس کے بعد ہے اور امر اس میں مقید ہے ساتھ اپنے ماقبل کے اس لیے کہ اللہ نے عتاب کیا ان مسلمانوں پر جو پیچھے رہتے ہیں حکم نفیر کے پھر اس کے پیچھے یہ فرمایا کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور گویا کہ بخاری نے مقدم کیا ہے امر کی آیت کو عتاب کی آیت پر اس کے عام ہونے کی وجہ سے اور طبری نے ابو ضحیٰ سے روایت کی ہے کہ سورۃ براۃ میں پہلے یہ آیت اتری کہ نکلو ہلکے اور بوجھل اور بعض اصحاب نے اس امر سے عموم سمجھا اور نہ پیچھے رہتے تھے کسی جہاد سے یہاں تک کے مر گئے اور ان میں ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور مقداد رضی اللہ عنہ وغیرہ ہیں اور معنی خِفَافًا وَّثِقَالًا کے یہ ہیں کہ خواہ تیار ہو یا نہ تیار ہو خوش ہو یا نہ خوش ہو اور بعض کہتے ہیں کہ سوار ہوں یا پیادے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ إِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ أَرَضِيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ إِلٰى قَوْلِهٖ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اے ایمان والو کیا ہوا ہے تم کو جب تم کو کہا جائے کہ نکلو اللہ کی راہ میں تو بیٹھ جاتے ہو زمین پر کیا راضی ہو دنیا کی زندگی پر آخرت چھوڑ کر سو کچھ نہیں دنیا کا برتنا آخرت کے حساب میں مگر تھوڑا۔

فائدہ: طبری نے کہا کہ جائز ہے ہو آیت اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا یعنی اگر نہ نکلو گے تو تم کو دے گا دکھ کی مار خاص ساتھ اس شخص کے جس کا نکلنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو وہ باز رہے اور حسن بصری اور عکرمہ سے روایت ہے کہ وہ منسوخ ہے اور ظاہر یہ ہے کہ وہ مخصوص ہے منسوخ نہیں۔ (فتح)

يُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ﴿اِنْفِرُوْا ثُبَاتٍ﴾ سَرَايَا مُتَفَرِّقِيْنَ يُقَالُ أَحَدُ الثُّبَاتِ ثُبَةٌ.

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آیت فانفروا ثباتا کے معنی یہ ہیں کہ نکلو اور کوچ کرو جدا جدا لشکر ہو کر یعنی اور کہا جاتا ہے کہ اثبات کا واحد ثبۃ ہے یعنی ثبات جمع کا صیغہ ہے۔

فائدہ: یعنی نکلو لشکر بعد لشکر کے یا نکلو سب اکٹھے اور بعض گمان کرتے ہیں کہ وہ ناسخ ہے اس آیت سے کہ نکلو ہلکے یا بوجھل اور تحقیق یہ ہے کہ یہ منسوخ نہیں بلکہ دونوں آیتوں میں رجوع امام کی طرف ہے اور حاجت اس کی۔ (فتح)

٢٦١٣۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

٢٦١٣۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ نہیں ہجرت بعد فتح کے لیکن جہاد اور نیت ہے اور جب تم بلائے جاؤ یعنی جہاد کے لیے تو نکلو۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ اول اسلام میں ہجرت فرض تھی اس شخص پر جو مسلمان ہو مدینے میں مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اور ان کے محتاج ہونے کی وجہ سے اجماع کی طرف سو جب اللہ نے مکہ فتح کیا تو داخل ہوئے لوگ اللہ کے دین میں فوج درفوج تو مدینے کی طرف ہجرت کرنے کی فرضیت موقوف ہوئی اور باقی رہا فرض ہونا جہاد کا اور نیت کا اس شخص پر جو قائم ہو ساتھ اس کے اس پر دشمن اترے انتہی ۔ اور نیز تھی حکمت ہجرت کے واجب ہونے میں اس شخص پر کہ مسلمان ہوتا کہ سلامت رہے کافروں کی ایذا سے اس لیے کہ تحقیق وہ عذاب کرتے تھے اس شخص کو کہ جوان میں مسلمان ہوتا یہاں تک کہ اپنے دین سے پلٹ جائے اور ان کے حق میں یہ آیت اتری اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ الخ یعنی جن لوگوں کی جان کھینچتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ برا کر رہے ہیں اپنا کہتے ہیں تم کس بات میں تھے وہ کہتے ہیں ہم مغلوب تھے اس ملک میں کہتے ہیں کہ کیا نہ تھی زمین اللہ کی کشادہ کہ وطن چھوڑ جاؤ وہاں الآیۃ اور اس ہجرت کا حکم باقی ہے اس شخص کے لیے جو دارالکفر میں مسلمان ہوا اور اس سے نکلنے پر قادر ہو اور نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں قبول کرتا اللہ مشرک سے کوئی عمل بعد اس کے کہ مسلمان ہویا (فتح الباری میں لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْ مُّشْرِكٍ عَمَلًا بَعْدَ مَا اَسْلَمَ اَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ یہ اَوْ بمعنی اِلٰی ان کے ہے چنانچہ نحو کی کتابوں میں مشرح ہے پس ترجمہ یوں چاہیے یہاں تک کہ کافروں سے جدا ہوا۔ اور ابوداود میں ہے فرمایا کہ میں بیزار ہوں ہر مسلمان سے کہ کافروں کے درمیان ٹھہرے ۔ اور یہ اس کے حق میں محمول ہے جس کو اپنے دین پر امن نہ ہو اور یہ جو کہا کہ لیکن جہاد اور نیت ہے تو طیبی وغیرہ نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تحقیق ہجرت یعنی وطن چھوڑ کر مدینے میں جانا فرض عین تھا وہ موقوف ہوا لیکن وطن چھوڑنا بسبب جہاد کے باقی ہے اور اسی طرح وطن چھوڑنا بسبب نیت صالح کے مانند بھاگنے کی دارالکفر سے یا نکلنے کی طلب علم کے لیے اور بھاگنے کی ساتھ دین کے فتنے سے اور نیت کے ان تمام چیزوں میں ۔ اور نووی نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ تحقیق جو نیکی کہ ہجرت موقوف ہونے کے ساتھ موقوف ہوئی ہے ممکن ہے اس کا حاصل کرنا جہاد کے ساتھ اور نیت صالحہ کے اور جب تم کو حکم کرے امام نکلنے کا جہاد کی طرف اور اس کی مانند نیک عملوں کی تو اس کی طرف نکلو۔ اور ابن العربی نے کہا کہ ہجرت وہ نکلنا ہے دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف اور حضرت ﷺ کے زمانے میں فرض تھی اور آپ کے بعد بھی بدستور رہی جو اپنی جان پر خوف کرے اور جو بالکل موقوف ہوگئی ہے وہ قصد کرنا حضرت ﷺ کی طرف ہے جس جگہ کہ ہوں اور اس حدیث میں بشارت ہے کہ مکہ ہمیشہ دارالسلام رہے گا اور یہ کہ واجب ہے نکلنا جہاد کی طرف اس شخص پر جس کو امام معین کرے

اور یہ کہ عملوں کے اعتبار نیتوں سے ہے ۔ اور ابن ابی جمرہ نے کہا جس کا حاصل یہ ہے کہ ممکن ہے اتارنا اس حدیث کا سالک کے احوال پر اس لیے کہ اول اس کو حکم کیا جائے کہ اپنی مرغوب چیزوں سے ہجرت کرے یہاں تک کہ اس کے لیے فتح حاصل ہو پس جب نہ حاصل ہو اس کے لیے فتح تو حکم کیا جائے جہاد کا اور وہ جہاد نفس اور شیطان کا ہے ساتھ نیت صالحہ کے ۔ (فتح)

بَابُ الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ.

باب ہے بیان میں کافر کہ مسلمان کو مار ڈالے پھر اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائے پس درست کرے اسلام کو (یہاں مترجم صاحب کو دھوکا لگا ترجمۃ الباب کی عبارت جو انہوں نے اپنے قلم سے لکھی ہے اس سے دیکھ کر ترجمہ لکھا اور ان کے لکھے ہوئے سے فیسدد بعد ویقتل واقع طور پر نہیں پڑھا جاتا بلکہ ظاہراً فیسدد بعد القتل پڑھا جاتا ہے پس انہوں نے ترجمہ بھی اسی طرح کر دیا اور صحیح ترجمہ اس طرح ہے پس بعد اس کے اسلام کو درست کرے اور مارا جائے یعنی راہ اللہ میں، واللہ اعلم، ابو محمد) بعد قتل کے یعنی دین میں استقامت حاصل کرے اور استقامت پر زندہ رہے اللہ کی راہ میں مارا جائے ۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ ترجمہ میں فیسدد ہے یعنی استقامت حاصل کرے اور حدیث میں ہے کہ پس شہید ہو جائے تو گویا کہ اس نے تنبیہ کی اس کے ساتھ اس پر کہ شہادت تو صرف اس لیے ذکر کی گئی ہے کہ تنبیہ کرے اوپر وجوں تسدید کے اور یہ کہ ہر تسدید اسی طرح ہے اگرچہ شہادت افضل ہے لیکن بہشت میں داخل ہونا شہید کے ساتھ خاص نہیں پس ٹھہرایا بخاری نے ترجمہ کو مانند شرح کی معنی حدیث کے لیے ۔ (فتح)

٢٦١٤ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللهُ إِلَى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ أَحَدُهُمَا الْآخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ هٰذَا فِي سَبِيلِ اللهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ

٢٦١٤ـ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہنستا ہے یعنی راضی ہوتا ہے دو شخصوں سے کہ ایک دوسرے کو قتل کرے اور دونوں بہشت میں داخل ہوں اور یہ ایک اللہ کی راہ میں مرتا ہے پس مارا جاتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے پھر اللہ قاتل کی توبہ قبول کرتا ہے پھر شہید ہوتا ہے پس داخل ہوتا ہے بہشت میں ۔

يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ.

فائدہ: خطابی نے کہا کہ جوہنسی بندوں کو خوشی کے وقت عارض ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں اور سوائے اس کے نہیں کہ یہ مثال بیان کی گئی ہے اس فعل کے لیے جو اترتا ہے بیچ جگہ اعجاب کے نزدیک بشر کے پس اس کو دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور معنی اس کے خبر دینا ہے اللہ کی رضامندی کا ساتھ فعل ان کے ایک کے اور قبول کرنے اس کے کے دوسرے کے لیے اور بدلہ دینا ان دونوں کو ان کے فعل پر ساتھ بہشت کے باوجود مختلف ہونے ان دونوں کے حال کے۔اور تحقیق تاویل کی ہے بخاری نے ہنسی کی دوسری جگہ میں اوپر معنی رحمت کے اور وہ قریب ہے اور تاویل کرنی اس کی ساتھ معنی رضا کے قریب تر ہے پس تحقیق ضحک دلالت کرتا ہے رضا اور قبول پر اور ابن جوزی نے کہا کہ اکثر سلف ایسی صفات کی تاویل سے باز رہتے ہیں دیکھتے ہیں اس کو جیسا کہ وارد ہوا اور لائق یہ ہے کہ ایسی صفتوں میں امرار کی رعایت رکھی جائے اور یہ اعتقاد رکھے کہ اللہ کی صفتیں مخلوق کی صفات کی مانند نہیں اور معنی امرار کے یہ ہیں کہ اس کی مراد کو نہ جانے باوجود اعتقاد پاک کرنے کے۔ میں کہتا ہوں کہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد ساتھ ضحک کے متوجہ ہونا ساتھ رضامندی کے ہے متعدی کرنا اس کا ساتھ الی کے مراد اس سے توجہ اور رضا ہے اور یہ جو کہا کہ وہ دونوں بہشت میں داخل ہوتے ہیں تو ابن عبد البر نے کہا کہ معنی اس حدیث کے اہل علم کے نزدیک یہ ہیں کہ پہلا قاتل کافر تھا میں کہتا ہوں کہ یہی ہے جس کو بخاری نے ترجمہ میں استنباط کیا ہے لیکن نہیں ہے کوئی مانع یہ کہ ہو پہلا قاتل مسلمان آپ کے قول کے عموم کی وجہ سے کہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ قاتل پر جیسے کہ قتل کرے مسلمان مسلمان کو جان بوجھ کر بغیر شبہ کے پھر قاتل توبہ کرے اور اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے۔اور سوائے اس کے نہیں کہ ایسے شخص کے دخول کو وہ شخص منع کرتا ہے جس کا مذہب یہ ہے کہ جو مسلمان کو جان بوجھ کر مار ڈالے اس کی توبہ قبول نہیں اور اس کی بحث تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اور پہلی وجہ کی تائید کرتی ہے یہ حدیث کہ جو ہمام سے روایت ہے کہ پھر اللہ دوسرے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اس کو اسلام کی طرف راہ دکھاتا ہے اور زیادہ ترصیح یہ روایت ہے جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا گیا کس طرح ہے یہ بات یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ دونوں میں ایک کافر تھا پس مار ڈالا دوسرے کو پھر مسلمان ہو جائے پھر جہاد کرے اور قتل کیا جائے اور ہمام کی روایت میں اتنا زیادہ ہے پھر ہدایت دے اس کو اسلام کی طرف پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرتا شہید ہو جائے۔ابن عبد البر نے کہا کہ اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جائے پس وہ بہشت میں ہے۔(فتح)

٢٦١٥۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

٢٦١٥۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے بعد اس کے کہ مسلمانوں نے اس کو فتح کیا تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَسْهِمْ لِيْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُسْهِمْ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِوَبْرٍ تَدَلّٰى عَلَيْنَا مِنْ قَدُوْمِ ضَأْنٍ يَنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ قَالَ فَلَا أَدْرِيْ أَسْهَمَ لَهُ أَمْ لَمْ يُسْهِمْ لَهُ. قَالَ سُفْيَانُ وَحَدَّثَنِيْهِ السَّعِيْدِيُّ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ السَّعِيْدِيُّ هُوَ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ.

مال غنیمت سے مجھ کو بھی حصہ دیجیے۔تو سعید بن عاص کے بعض بیٹوں نے یعنی ابان بن سعید نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اس کو حصہ نہ دیجیے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ ابن توقل کا قاتل ہے یعنی جنگ بدر کے دن یہ کافروں کے ساتھ تھا اور اس نے ابن توقل صحابی کو قتل کیا تھا تو ابان بن سعید نے کہا کہ عجب ہے اس حیوان کے لیے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے کہ اترا ہم پر قدوم ضان پہاڑ کے راہ سے عیب کرتا ہے مجھ پر ایک مرد مسلمان کے قتل کرنے کا اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی یعنی میرے سبب سے شہادت کے درجے کو پہنچا اور مجھ کو اس کے ہاتھ میں ذلیل نہ کیا راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ دیا یا نہ دیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نعمان بن توقل رضی اللہ عنہ نے جنگ احد کے دن کہا کہ الٰہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ نہ غروب ہو آفتاب یہاں تک کہ میں بہشت میں پہنچ جاؤں تو وہ اسی دن شہید ہو گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بہشت میں دیکھا اور باقی اس کی شرح آئندہ آئے گی۔اور مراد اس حدیث سے یہ قول ہے کہ اللہ نے اس کو میرے ہاتھ سے بزرگی دی شہادت کے ساتھ اور نہ قتل ہوا ابان رضی اللہ عنہ اپنے کفر پر کہ آگ میں داخل ہوتا اور امانت سے یہی مراد ہے۔بلکہ ابان اس کے بعد زندہ رہا یہاں تک کہ اس نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا اور اس کا اسلام صلح حدیبیہ کے بعد اور خیبر سے پہلے تھا اور یہ بات اس نے حضرت ﷺ کے سامنے کہی اور حضرت ﷺ نے اس کو اس پر برقرار رکھا اور یہ بھی اس چیز کے موافق ہے کہ شامل ہے اس کو ترجمہ۔اور جو راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ حضرت ﷺ نے اس کو حصہ دیا یا نہیں تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ اے ابان بیٹھ جا اور حضرت ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصہ نہ دیا اور اس کے ساتھ اس شخص نے دلیل پکڑی ہے جو کہتا ہے کہ جو لڑائی کے ختم ہونے کے بعد حاضر ہو وہ اس شخص کے ساتھ شریک نہیں ہوتا جو اس میں حاضر ہوا اگرچہ ان کی مدد کو نکلا ہو۔اور یہ قول جمہور کا ہے اور کوفیوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتا ہے اور ان کی طرف سے طحاوی نے جواب دیا ہے اس طرح کہ حضرت ﷺ نے کچھ آدمی نجد کی طرف بھیجے تھے پہلے اس سے کہ شروع ہوں بیچ سامان

جنگ خیبر کے پس اسی لیے ان کو حصہ نہ دیا۔ اور لیکن جو لشکر کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کرے اور اس کو کوئی مانع روک لے تو اس کو حصہ دیا جائے گا جیسا کہ حضرت ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ کو حصہ دیا جو جنگ میں حاضر نہ ہوئے تھے لیکن انہوں نے حضرت ﷺ کے ساتھ نکلنے کا ارادہ کیا تھا تو ایک شرعی مانع نے اس کو اس سے روکا۔ (فتح)

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الْغَزْوَ عَلَى الصَّوْمِ. جو جہاد کو روزے پر اختیار کرے۔

فائدہ: یعنی تا کہ نہ ضعیف کر دے اس کو روزہ لڑنے سے اور یہ اس شخص کے لیے منع نہیں ہے کہ جس کو معلوم ہو کہ یہ اس کو نقصان نہیں کرتا۔ (فتح)

۲۶۱۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ لَا يَصُوْمُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَرَهُ مُفْطِرًا إِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحٰى.

۲۶۱۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے زمانے میں روزہ نفل نہ رکھا کرتے تھے جہاد کی وجہ سے یعنی قوت پر نگاہ رکھنے کی وجہ سے جہاد کے لیے سو جب حضرت ﷺ کا انتقال ہوا تو میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ روزہ کھولتا ہو مگر دن عید فطر اور قربانی کے۔

فائدہ: یعنی ان دنوں میں روزہ نہ رکھتا تھا اور عید الاضحیٰ سے مراد وہ دن ہے جس میں قربانی کرنی جائز ہے پس اس میں تشریق کے دن بھی شامل ہوں گے۔ اور اس چیز میں اشعار ہے اس چیز پر کہ حضرت ﷺ کے بعد ابو طلحہ رضی اللہ عنہ جہاد کے ملازم نہ تھے یعنی حضرت ﷺ کے بعد اس نے جنگ نہ کی اور سوائے اس کے نہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نفلی روزہ جہاد کی وجہ سے چھوڑا تھا تو اس خوف سے کہ اس کو لڑنے سے ضعیف نہ کر ڈالے اس کے باوجود کہ اس نے اپنی اخیر عمر میں پھر جہاد کی طرف رجوع کیا۔ اور روایت کیا حاکم نے کہ وہ جہاد کے لیے جہاز میں سوار ہوا سو مر گیا تو لوگوں نے اس کو ساتھ دن کے بعد دفنایا اور اس کی لاش بگڑی نہیں تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ صیام الدہر یعنی ہمیشہ کے روزے کو جائز سمجھتے تھے۔ (فتح)

بَابُ الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ. شہادت سات قسم کی ہے سوائے مقتول ہونے کے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ شہید کو شہید کیوں کہتے ہیں نضر بن شمیل نے کہا اس لیے کہ وہ زندہ ہے پس گویا کہ ان کی روح شاہد ہے یعنی حاضر ہے۔ اور ابن باری نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ اور اس کے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے لیے ساتھ بہشت کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ حاضر کی جاتی ہے نکلنے روح اس کی کے وہ چیز کہ تیار کی گئی ہے کرامت اور بزرگی سے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اس کے لیے گواہی دی جاتی امان کی آگ سے اور بعض

کہتے ہیں اس لیے کہ اس پر گواہ ہے ساتھ ہونے اس کے شہید۔ اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں حاضر ہوتے اس کے پاس اس کے مرنے کے وقت مگر رحمت کے فرشتے۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ وہ گواہی دے گا قیامت کے دن رسولوں کے پہچانے کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ اس کے لیے فرشتے گواہی دیتے ہیں اس کے نیک خاتمہ کی اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ پیغمبر گواہی دیں گے اس کے لیے حسن اتباع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ اللہ گواہی دیتا ہے اس کے لیے ساتھ نیک نیت اور اس کے اخلاص کے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس لیے کہ فرشتے جان نکلنے کے وقت اس کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مشاہدہ کرتا ہے ملکوت کا دنیا کے گھر سے اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ گواہی دی گئی ہے اس کے لیے آگ سے امان کی۔ اور بعض کہتے ہیں اس لیے کہ علامت شاہد ہے اس کے ساتھ کہ اس نے نجات پائی۔ اور ان میں سے بعض چیزیں خاص ہیں اس شخص کے لیے جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اور بعض ان میں سے عام ہیں ان کے غیر کو اور بعض میں نزاع ہے اور یہ ترجمہ حدیث کا لفظ ہے روایت کیا ہے اس کو مالک نے جابر بن عتیک کی روایت سے کہ حضرت ﷺ عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کو آئے پس ذکر کی تمام حدیث اور اس میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم شہید اپنے درمیان کس کو گنتے ہو اصحاب نے کہا کہ جو اللہ کی راہ میں مارا جائے اس میں یہ بھی ہے کہ شہید سات قسم کے ہیں سوائے قتل کے جو اللہ کی راہ میں ہو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر اتنا زیادہ ذکر کیا کہ جو آگ میں جل کر مر جائے اور جو ذات الجنب کے درد سے مر جائے اور عورت کہ نفاس کی حالت میں مرے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جو اللہ کے راہ میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اپنے مال کے بچانے کے لیے مارا جائے وہ شہید ہے اور دین اور خون اور اہل میں بھی اسی طرح فرمایا۔ اور ایک روایت میں سل کا لفظ آیا ہے اور اسماعیلی نے کہا کہ حدیث اس باب کی ترجمہ کے مخالف ہے۔ اور ابن بطال نے کہا کہ ترجمہ حدیث سے بالکل نہیں نکلتا اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ کتاب کے صاف کرنے سے پہلے مر گیا اور احتمال ہے کہ مراد اس کی تنبیہ ہو اس پر کہ شہادت قتل میں بند نہیں بلکہ اس کے لیے اور کئی اسباب ہیں اور ان اسباب کے عدد میں مختلف حدیثیں آئی ہیں۔ پس بعض میں پانچ اور بعض میں سات کا ذکر ہے اور جو بخاری کی شرط کے موافق ہے وہ پانچ کی روایت ہے پس تنبیہ کی ترجمہ کے ساتھ اس پر کہ عدد وارد میں تحدید مراد نہیں یعنی حد بیان نہیں اور جو ظاہر ہوتا ہے میرے لیے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اول اقل معلوم کروایا پھر اس پر زیادتی معلوم کروائی پس ذکر کیا اس کو اور وقت میں اور نہیں قصد کیا بند کرنے کا بیچ کسی چیز کے اس سے اور تحقیق جمع ہوئی ہیں ہمارے لیے کھرے طریقوں سے زیادہ بیس خصلتوں سے پس اس کا مجموع کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے چودہ خصلتیں ہیں اور باب مَنْ يَنْكِبُ فِي سَبِيلِ اللهِ میں ابو مالک کی حدیث گذر چکی ہے کہ جس کو اس کے گھوڑے یا اونٹ نے کچلایا کاٹا اس کو زہریلے جانور نے یعنی سانپ وغیرہ نے یا مر گیا اپنے بچھونے پر کسی موت کے ساتھ کہ اللہ نے چاہا تو تحقیق وہ شہید

ہے اور ایک روایت میں ہے کہ مسافر کی موت شہادت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے مرا وہ شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو اللہ کی راہ میں اپنے بچھونے پر مرے وہ بھی شہید ہے اور نیز یہ کہا مبطون کے حق میں اور لدیغ اور غریق اور شریق کے حق میں اور جس کو درندہ کھالے اور جو اپنی سواری سے گر کر مر جائے اور صاحب ہدم اور ذات الجنب اور ایک روایت میں ہے کہ سر پھرنے والا دریا میں کہ پہنچے اس کو قے اس کے لیے شہید کا اجر ہے۔اور پہلے گذر چکا ہے کہ جو خالص نیت سے شہادت طلب کرے وہ شہید لکھا جاتا ہے اور آئندہ آئے گا کہ جو طاعون میں مرے وہ بھی شہید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو اس کی سواری گرادے اور ایک روایت میں ہے کہ جو پہاڑ کے سر سے گرایا جائے جس کو درندہ کھالے اور دریا میں ڈوب جائے وہ اللہ کے نزدیک شہید ہے اور ان کے سوا اور چیزیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں مگر ان کے ضعف کی وجہ سے میں نے ان کو بیان نہیں کیا۔ابن تین نے کہا کہ یہ سب موتیں ہیں جن میں سختی ہے کہ اللہ نے امت محمدی پر احسان کیا ساتھ اس طور کے کہ گردانا اس کو مٹانا ان کے گناہوں کے لیے اور ان کے اجر میں زیادتی کے لیے کہ پہنچائے ان کو ساتھ اس کے شہیدوں کے مرتبے میں ۔ میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ یہ سب لوگ جو مذکور ہوئے ہیں درجے میں برابر نہیں اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ حدیث جو احمد وغیرہ نے روایت کی کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا جہاد افضل ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے گھوڑے کی کونچیں کاٹی جائیں اور جس کا خون گرایا جائے یعنی آپ بھی مارا جائے اور گھوڑا بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر موت کہ اس کے ساتھ مسلمان مرے پس وہ شہید ہے لیکن شہادت کم وبیش ہے اور ان بیماریوں کی شرح کتاب الطب میں آئے گی اور ان احادیث کا حاصل یہ ہے کہ شہید دو قسم ہے ایک شہید دنیا کا اور ایک آخرت کا۔اور شہید آخرت کا وہ ہے کہ کافروں کی لڑائی میں مارا جائے آگے بڑھنے والا نہ پیٹھ پھیرنے والا اور خالص نیت والا اور دوسری قسم آخرت کا شہید ہے وہ لوگ وہ ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اس معنی کے ساتھ کہ ان کو بھی شہیدوں کی اجر کی جنس سے دیا جائے گا اور دنیا میں شہیدوں کے احکام ان پر جاری نہیں ہوتے اور جب یہ بات مقرر ہوئی تو ہو گا اطلاق شہید کا غیر مقتول فی سبیل اللہ پر بطور مجاز کے ۔(فتح)

۲۶۱۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ الْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

۲۶۱۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ شہید پانچ قسم کے ہیں ایک تو جو وبا میں مر جائے اور دوسرا وہ جو پیٹ کی بیماری سے مرے یعنی دستوں سے اور اسہال سے اور تیسرا وہ جو ڈوب جائے اور چوتھا وہ جس پر دیوار گر پڑے اور پانچواں وہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو یعنی جہاد میں مارا جائے ۔

٢٦١٨۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سِيْرِيْنَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ.

۲۶۱۸۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وبا یعنی عام بیماری شہادت ہے ہر مسلمان کے لیے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً وَّكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجَاهِدِيْنَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ إِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾.

باب ہے بیان میں اس آیت کے کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور جان سے اس قول تک کہ ہے اللہ بخشنے والا مہربان۔

فائدہ: ذکر کی اس میں بخاری نے حدیث براء رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس کے سبب نزول میں اور اس کی پوری تفسیر سورۂ نساء میں آئے گی۔

٢٦١٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا نَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَجَآءَ بِكَتِفٍ فَكَتَبَهَا وَشَكَا ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ ضَرَارَتَهٗ فَنَزَلَتْ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

۲۶۱۹۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا ضرر نہیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زید رضی اللہ عنہ کو بلایا تو وہ مونڈھے کی ہڈی لے کر آیا یعنی اس لیے کہ اس وقت کاغذ کم ملتا تھا تو اس نے اس کو اس پر لکھا اور ابن ام مکتوم نے اپنے ضرر یعنی اندھے ہونے کی شکایت کی تو یہ آیت اتری کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمان جن کو ضرر نہیں۔

٢٦٢٠۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهٗ قَالَ

۲۶۲۰۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا تو میں اس کی طرف متوجہ ہوا یہاں

حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾. ﴿وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِي سَبِيْلِ اللهِ﴾ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا عَلَيَّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَوْ أَسْتَطِيْعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُّ وَكَانَ رَجُلًا أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِيْ فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِيْ ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾.

تک کہ میں اس کے پہلو میں بیٹھا تو اس نے ہم کو خبر دی کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کو خبر دی کہ حضرت ﷺ نے مجھ سے یہ آیت لکھوائی کہ برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمانوں سے اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں تو ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ حضرت ﷺ اس آیت کو مجھ سے لکھوا رہے تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت ﷺ اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو البتہ جہاد کرتا اور وہ اندھا مرد تھا تو اللہ نے اپنے رسول پر وحی اتاری اور حالانکہ حضرت ﷺ کی ران میری ران پر تھی تو آپ کی ران مجھ پر بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں ڈرا کہ میری ران ٹوٹ نہ جائے پھر وہ حالت حضرت ﷺ سے دور ہوئی تو اللہ نے یہ آیت اتاری غیر اولی الضرر یعنی جن کو دکھ نہیں۔

بَابُ الصَّبْرِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

لڑنے کے وقت صبر کرنا۔

٢٦٢١۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى كَتَبَ فَقَرَأْتُهُ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا.

٢٦٢١۔ عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کافروں سے ملو یعنی جنگ میں تو صبر کرو اور قائم رہو یعنی صف جنگ میں نہ پھرو اور پیٹھ نہ دو۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسلمانوں کا کافروں سے مقابلہ ہو تو مسلمانوں کو چاہیے کہ کافروں کے مقابلہ میں پیٹھ نہ پھیریں۔

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الْقِتَالِ وَقَوْلِهِ

لڑائی کی رغبت دلانے کا بیان۔ یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ

تَعَالٰی ﴿حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ﴾.

رغبت دلا مسلمانوں کو لڑائی پر۔

۲۶۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ فَإِذَا الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ عَبِيْدٌ يَّعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَاٰى مَا بِهِمْ مِّنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا.

۲۶۲۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف نکلے تو ناگہاں مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودتے تھے سردی کے دن میں یعنی تا کہ کافر مدینے کے اندر نہ آسکیں اور اصحاب کے پاس غلام نہ تھے جو ان کے لیے یہ کام کریں تو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھی جو چیز کہ ان کے ساتھ ہے تکلیف اور بھوک سے تو کہا کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو بخش دے انصار اور مہاجرین کو تو انصار اور مہاجرین نے آپ کے جواب میں کہا ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی جہاد پر ہمیشہ جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور ترجمے کا نکلنا اس حدیث سے اس جہت سے ہے کہ تحقیق مباشر ہونے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کھودنے کو ساتھ اپنے نفس کے حرص دلانی ہے مسلمانوں کے لیے عمل پر تا کہ لوگ اس میں آپ کی پیروی کریں۔ (فتح)

بَابُ حَفْرِ الْخَنْدَقِ.

مدینے کے گرد کھائی کھودنے کا بیان۔

۲۶۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ وَيَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰى مُتُوْنِهِمْ وَيَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْإِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا أَبَدًا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجِيْبُهُمْ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنَّهٗ لَا

۲۶۲۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مہاجرین اور انصار مدینے کے گرد کھائی کھودنے لگے اور اپنی پیٹھوں پر مٹی اٹھا کر اور جگہ پھینکتے تھے اور کہتے تھے ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اسلام پر جب تک ہم زندہ رہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو جواب دیتے تھے کہ الٰہی سچی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی سو برکت کر انصار اور مہاجرین میں۔

خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْأَخِرَهْ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.

٢٦٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنقُلُ وَيَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا.

۲۶۲۴۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ مٹی نقل کرتے تھے کہ اگر تو ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔

٢٦٢٥۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ يَنْقُلُ التُّرَابَ وَقَدْ وَارَى التُّرَابُ بَيَاضَ بَطْنِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَّاقَيْنَا إِنَّ الْأُلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا.

۲۶۲۵۔ براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو جنگ احزاب کے دن دیکھا کہ مٹی نقل کرتے تھے یعنی مٹی اٹھا اٹھا کر پھینکتے تھے اور حالانکہ مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو ڈھانکا ہوا تھا یعنی آپ کا پیٹ گرد آلود تھا اور حضرت ﷺ فرماتے تھے اگر تیری ہدایت نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے سو اتار ہم پر چین کو اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اگر ہم کافروں کا مقابلہ کریں تحقیق اس گروہ نے ہم پر سرکشی کی ہے جب وہ ہمارے فتنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

بَابُ مَنْ حَبَسَهُ الْعُذْرُ عَنِ الْغَزْوِ.

اگر کسی کو عذر جہاد سے روک رکھے تو اس کے لیے غازی کا ثواب ہے جب کہ اس کی نیت سچی ہو۔

فائدہ: عذر ایک وصف ہے جو طاری ہوتا ہے مکلّف پر کہ مناسب ہے سہولت کے لیے اس پر۔ (فتح)

٢٦٢٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۲۶۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ تبوک سے واپس لوٹے۔

٢٦٢٧۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ

۲۶۲۷۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جنگ تبوک میں تھے سو فرمایا کہ بے شک کچھ لوگ ہم سے چھوٹ کر مدینے

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ غَزَاةٍ فَقَالَ إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِيْنَةِ خَلْفَنَا مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَّلَا وَادِيًا إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا فِيْهِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ. وَقَالَ مُوْسٰى حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَوَّلُ أَصَحُّ.

میں رہ گئے ہیں نہیں چلے ہم پہاڑوں کے کسی اونچے نیچے راہ مگر کہ وہ ہمارے ساتھ تھے یعنی ثواب میں وہ بھی ہمارے شریک ہوئے ناچاری نے ان کو روک رکھا۔

فائدہ: اور مراد ساتھ عذر کے عام ہے بیماری اور عدم قدرت سے سفر پر اور ایک روایت میں ہے کہ ان کو بیماری نے روکا اور گویا کہ وہ محمول ہے اکثر اوقات پر۔ اور مہلب نے کہا کہ گواہی دیتی ہے اس حدیث کے لیے یہ آیت کہ نہیں برابر بیٹھنے والے مسلمانوں سے جن کو کوئی دکھ نہیں الایۃ۔ پس تحقیق وہ فاصل ہے درمیان قاعدین اور مجاہدین کے پھر مستثنیٰ کیا ضرر والوں کو قاعدین سے تو گویا کہ ان کو فاضلوں کے ساتھ ملایا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی پہنچتا ہے اپنی نیت سے عامل کے اجر کو جب کہ روکے اس کو عذر عمل کرنے سے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الصَّوْمِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

باب ہے بیان میں فضیلت روزے رکھنے کی اللہ کے راہ میں۔

فائدہ: ابن جوزی نے کہا کہ جب سبیل اللہ کا لفظ مطلق ہو تو اس سے مراد جہاد ہوتا ہے اور قرطبی نے کہا کہ سبیل اللہ سے مراد اطاعت اللہ ہے پس مراد یہ ہے کہ جو اللہ کی رضامندی کے لیے روزہ رکھے میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ اس سے عام مراد ہو پھر میں نے فوائد ابو طاہر میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث پائی اس کے لفظ یہ ہیں کہ کوئی نہیں جو اللہ کی راہ میں چوکیداری کرتا ہو تو روزہ رکھے اللہ کی راہ میں آخر حدیث تک۔ اور ابن دقیق العید نے کہا کہ اکثر استعمال اس کا عرف میں جہاد پر ہے پس اگر جہاد پر محمول ہو تو ہوگی فضیلت جمع ہونے کے لیے دو عبادتوں میں۔ اور احتمال ہے کہ اللہ کی اطاعت مراد ہو جس طرح کہ ہوا اور اول توجیہ قریب تر ہے اور نہیں معارض ہوگا یہ اس کو کہ جہاد میں روزہ کھولنا افضل ہے اس لیے کہ روزہ دار ضعیف ہوتا ہے دشمن کے مقابلے میں جیسا کہ اس کی تقریر پہلے گذر چکی ہے اس لیے کہ فضیلت مذکورہ اس شخص کے حق میں محمول ہے جو ضعف کا خوف نہ کرے خاص کر جس کو اس کی عادت ہو پس یہ امور نسبیہ سے ہے پس جس کو روزہ جہاد سے ضعیف نہ کرے تو روزہ اس کے حق میں افضل ہے تا کہ دونوں فضیلتوں کو جمع کرے۔ (فتح)

۲۶۲۸۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا

۲۶۲۸۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَّسُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ خَرِيفًا.

نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد میں ایک روزہ رکھے گا اللہ اس کو دوزخ سے ستر برس کی راہ دور ڈالے گا۔

فائدہ: اور ستر برس سے مراد کثرت ہے اور اس کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ نسائی کی روایت میں سو برس کا ذکر آیا ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا بیان۔

۲۶۲۹۔ حَدَّثَنِي سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ دَعَاهُ خَزَنَةُ الْجَنَّةِ كُلُّ خَزَنَةِ بَابٍ أَيْ فُلُ هَلُمَّ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَاكَ الَّذِي لَا تَوٰى عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَرْجُو أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ.

۲۶۲۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جوڑا دے گا اللہ کی راہ میں بلائیں گے اس کو بہشت کے چوکیدار سب چوکیدار بہشت کے دروازں کے کہیں گے او میاں فلاں ادھر آؤ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ صدیق نے عرض کیا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو تو کچھ ڈر نہیں کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو اور دوسرے کو چھوڑ دے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ مجھے کو امید ہے کہ تو انہی لوگوں میں ہے جن کو سب بہشت کے فرشتے بلائیں گے۔

فائدہ: جوڑا خرچ کرے یعنی دو اشرفی دے یا دو روپے یا دو پیسے یا دو گھوڑے یا دو کپڑے یا دو اونٹنیاں اسی طرح ہر چیز کا جوڑا اور یہ جو فرمایا کل خزنة باب تو یہ ترکیب مقلوب ہے اس لیے کہ مراد چوکیدار ہر دروازے کا ہے اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد سب عملوں سے افضل ہے اس لیے کہ غازی دیا جاتا ہے ثواب نمازی اور روزے دار کا اور صدقہ دینے والے کا اگر چہ یہ کام نہ کرے اس لیے کہ باب الریان روزے داروں کے لیے اور تحقیق ذکر کیا ہے اس حدیث میں کہ غازی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا قلیل چیز خرچ کرنے کی وجہ سے مال میں اللہ کی راہ میں انتہی۔ وہ چیز کہ جاری ہوا ہے اس پر ظاہر حدیث سے رد کرتا ہے اس کو جو میں نے روزے کے باب

میں پہلے بیان کیا ہے زیادتی سے احمد کی حدیث میں اس لیے کہ اس میں ہے کہ ہر عمل والے کے لیے ایک دروازہ ہے کہ وہ اس سے بلایا جائے اس کے ساتھ اور یہ دلالت کرتا ہے اس پر کہ مراد اللہ کی راہ کے وہ چیز ہے کہ وہ عام ہے جہاد سے اور جو اس کے سوائے اور عمل ہیں ۔ (فتح)

٢٦٣٠ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنَّمَا أَخْشٰى عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِي مَا يُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ ثُمَّ ذَكَرَ زَهْرَةَ الدُّنْيَا فَبَدَأَ بِإِحْدَاهُمَا وَثَنّٰى بِالْأُخْرٰى فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَوَ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا يُوْحٰى إِلَيْهِ وَسَكَتَ النَّاسُ كَأَنَّ عَلٰى رُؤُوْسِهِمُ الطَّيْرَ ثُمَّ إِنَّهُ مَسَحَ عَنْ وَّجْهِهِ الرُّحَضَاءَ فَقَالَ أَيْنَ السَّائِلُ آنِفًا أَوَ خَيْرٌ هُوَ ثَلَاثًا إِنَّ الْخَيْرَ لَا يَأْتِي إِلَّا بِالْخَيْرِ وَإِنَّهُ كُلَّمَا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ مَا يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ إِلَّا آكِلَةَ الْخَضِرِ كُلَّمَا أَكَلَتْ حَتّٰى إِذَا امْتَلَأَتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَّنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ لِمَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَنْ لَّمْ يَأْخُذْهُ بِحَقِّهِ فَهُوَ كَالْآكِلِ الَّذِي لَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ

۲۶۳۰۔ابو سعید خدری رٹائٹی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مجھ کو اپنے پیچھے تم پر اس چیز کا ڈر ہے جو کھولی جائے گی تم پر زمین کی برکات سے یعنی اناج اور لباس اور چاندی سونے کی کان وغیرہ سے پھر حضرت ﷺ نے دنیا کی زینت اور آرائش ذکر کی سو ایک کو پہلے بیان کیا اور دوسری بار دوسری کو تو ایک مرد کھڑا ہوا تو اس نے کہا یا حضرت ﷺ کیا نیک چیز ہی بدی لائے گی یعنی جب زمین کی پیدا ہوئی چیز کو برکت فرمایا تو پھر بدی کیوں کر ہو گی تو حضرت ﷺ اس کے جواب سے چپ رہے ہم نے کہا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے اور لوگ چپ رہے جیسے کہ ان کے سروں پر جانور ہیں اور وہ ان کو شکار کرنا چاہتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ مبادا حرکت کرنے سے سر سے اڑ نہ جائیں پھر حضرت ﷺ نے اپنے چہرے مبارک سے پسینہ پونچھا تو فرمایا کہ کہاں ہے اب پوچھنے والا کیا وہ خیر ہے یہ آپ نے تین بار فرمایا یعنی وہ مال خیر نہیں بے شک خیر سے خیر ہی آتی ہے البتہ ہر ایک گھاس جس کو ربیع کی فصل اگاتی ہے جانور کو ہلاک کر ڈالتی ہے یا ہلاک کے قریب کر دیتی ہے یعنی جب کہ حد سے زیادہ چرے مگر اسی جانور سبزہ کھانے والے کو ہلاک نہیں کرتی کہ وہ کھایا گیا یہاں تک کہ جب اس کے دونوں کوہیں تن گئیں یعنی سیر ہوا تو آفتاب کے سامنے جا پڑا پھر اس نے جگالی کی اور لید کی اور پیشاب کیا پھر چرنے لگا اور کہنا شروع کیا بے شک یہ مال دنیا کہ ہرا بھرا اور میٹھا ہے اور خوب مصاحب ہے مال

الْقِيَامَةِ.

مسلمان کا جس نے اس کو بچالیا یعنی حلال وجہ سے کمایا اور خرچ کیا اس کو اللہ کی راہ میں اور یتیموں میں اور مسکینوں میں اور مسافروں میں اور جس نے اس مال کو ناحق لیا یعنی حرام وجہ سے جمع کیا تو اس مال دار کا حال اس بیمار کا حال جو جوع قلبی کی بیماری سے کھاتا جاتا ہے اور کبھی سیر نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس پر گواہ ہوگا یعنی اس پر کہ اس نے ناحق طور سے کمایا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح رقاق میں آئے گی اور غرض اس حدیث سے راوی کا یہ قول ہے کہ فَجَعَلَهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ یعنی اس کو اللہ کے راہ میں خرچ کیا پس یہ قول اس کا موافق ہے ترجمہ کے لیے اور نسائی میں خریم سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں کچھ خرچ کرے تو اس کے لیے سات سوگنا ثواب لکھا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ موافق ہے اس آیت کے مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ الاية یعنی مثال ان لوگوں کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں آخر آیت تک۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا اَوْ خَلَفَهُ بِخَيْرٍ.

جو غازی کا سامان درست کردے یا اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے۔

فائدہ: غازی کا سامان درست کردے یعنی اس کے سفر کا سامان تیار کردے اور اس کے پیچھے اس کے گھر والوں کی خبر لیا کرے۔

۲۶۳۱۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُسْرُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ خَالِدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا.

۲۶۳۱۔ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سامان درست کر دے بے شک وہ بھی غازی ہوا اور جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر لیا کرے تو بے شک وہ بھی غازی ہوا یعنی اس کو بھی غازی کے برابر ثواب ملے گا۔

فائدہ: ابن حبان نے کہا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ وہ بھی ثواب میں غازی کے برابر ہے اگرچہ حقیقۃً جہاد نہ کرے

اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے بھی غازی کے برابر ثواب لکھا جاتا ہے اس کے ثواب سے کچھ چیز بھی کم نہیں کی جاتی روایت کی یہ حدیث ابن حبان نے۔اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جو غازی کا سامان درست کر دے یہاں تک کہ پورا ہو تو اس کے لیے بھی اس کے برابر ثواب ہوتا ہے یہاں تک کہ غازی مر جائے یا لوٹ آئے اور اس حدیث سے دو فائدے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ وعدہ مذکور مرتب ہے سامان غازی کے تمام کرنے پر کہ کسی چیز کی اس کو حاجت نہ رہے۔دوم یہ کہ وہ برابر ہے اس کے ساتھ اجر میں یہاں تک کہ جہاد گذر ہے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لشکر بھیجا تو فرمایا کہ چاہیے کہ ہر دو مردوں سے ایک مرد نکلے اور ثواب دونوں کے درمیان ہے یعنی آدھا آدھا۔اور ایک روایت میں ہے کہ پھر بیٹھنے والوں کو فرمایا کہ جو غازی کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری کرے اچھی طرح سے تو اس کے لیے ثواب ہے مثل نصف ثواب غازی کے پس اس میں اشارہ ہے اس طرف کہ غازی جب اپنا سامان خود درست کر لے یا قائم ہو ساتھ کفایت اس شخص کے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبرداری کرے تو ہوگا اس کے لیے ثواب دوبار۔اور تحقیق حجت پکڑی ہے اس کے ساتھ اس شخص نے جس کا مذہب یہ ہے کہ مراد احادیث سے جو وارد ہوئیں ہیں ساتھ مثل ثواب فعل کا حاصل ہونا اصل ثواب ہے اس کے لیے بغیر دوگنا ہونے کے اور یہ دوگنا ہونا خاص ہے اس شخص کے حق میں جو مباشر عمل کا ہو یعنی جو اپنے ہاتھ سے عمل کرے قرطبی نے کہا کہ نہیں حجت ہے اس کے لیے اس حدیث میں دو وجہوں سے ایک یہ کہ وہ محل نزاع کو شامل نہیں اس لیے کہ مطلوب تو صرف یہ ہے کہ تحقیق دلالت کرنے والا نیکی پر مثلاً کیا اس کے لیے مثل اجر فاعل اس کے کی ہے ساتھ دوگنا ہونے کے یا اس کے بغیر اور حدیث باب کی سوائے اس کے نہیں کہ چاہتی ہے مشارکت کو اور مشاطرۃ کو یعنی نصف نصف ہونے کو اور دونوں میں فرق ظاہر ہے دوم یہ احتمال ہے کہ نصف کا لفظ زیادہ ہو۔میں کہتا ہوں کہ اس کی حاجت نہیں کہ اس کے زیادہ ہونے کا دعوی کیا جائے اس کے صحیح میں ثابت ہونے کے بعد جو چیز کہ اس کی توجیہ میں ظاہر ہوتی ہے یہ ہے کہ وہ لفظ بولا گیا ہے بنسبت مجموع ثواب کے جو حاصل ہوتا ہے غازی کے لیے اور پیچھے رہنے والے کے لیے اس کے گھر میں ساتھ اچھی طرح کے پس تحقیق کل ثواب جب تقسیم کیا جائے دونوں کے درمیان نصف نصف تو ہوگا ہر ایک کے لیے دونوں میں سے مثل اس چیز کے کہ وہ دوسرے کے لیے ہے پس نہیں تعارض ہے دونوں حدیثوں میں۔پس لیکن جو وعدہ دیا گیا ساتھ مثل ثواب عمل کے اگرچہ اس کو نہ کرے جب کہ ہو اس کے لیے اس میں دلالت یا مشارکت یا نیت صالح تو نہیں اپنے اطلاق پر دوگنا ہونے میں ہر ایک کے لیے اور پھرنا خیر کا اپنے ظاہر سے محتاج ہے طرف سند کی اور شاید اس کی سند جو کہتا ہے کہ عامل خود اپنی جان سے مشقت کا مباشر ہوتا ہے برخلاف دلالت کرنے والے کے اور مانند اس کی لیکن جو غازی کو اپنے مال سے مثلاً سامان بہت کر دے اور اسی طرح وہ شخص کہ اس کے پیچھے والوں کی خبر گیری کرے وہ بھی کچھ مشقت کا مباشر ہوتا ہے پس تحقیق نہیں حاصل ہوتا اس سے جہاد

مگر جب کہ اس عمل سے کفایت کیا جائے۔پس ہو گیا گویا کہ وہ بھی اس کے ساتھ جہاد کا مباشر ہے برخلاف اس شخص کے جو مثلاً صرف نیت پر اختصار کرے اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔(فتح)

٢٦٣٢۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ بَيْتًا بِالْمَدِيْنَةِ غَيْرَ بَيْتِ أُمِّ سُلَيْمٍ إِلَّا عَلٰى أَزْوَاجِهٖ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ إِنِّيْ أَرْحَمُهَا قُتِلَ أَخُوْهَا مَعِيْ.

٢٦٣٢۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ مدینے میں ام سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر کے سوائے کسی کے گھر میں نہ جایا کرتے تھے مگر اپنی بیویوں پر تو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ یہ عنایت کس سبب سے ہے فرمایا کہ اس بھائی میرے لشکر میں مارا گیا۔

فائدہ: ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس اکثر جایا کرتے تھے یعنی مراد کثرت سے جانا ہے ورنہ کبھی اس کی بہن ام حرام رضی اللہ عنہا کے پاس بھی جایا کرتے تھے۔اور شاید ام سلیم رضی اللہ عنہا مقتول کی بہن تھی یا اس کا غم ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ام حرام رضی اللہ عنہا سے زیادہ ہوا تھا۔میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی کچھ حاجت نہیں اس لیے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ام حرام رضی اللہ عنہا کا ایک گھر تھا اور نہیں مانع ہے کہ یہ کہ دونوں بہنیں ایک بڑے گھر میں ہوں کہ ہر ایک کے لیے اس میں علیحدہ جگہ ہو پس ایک بار اس کی طرف منسوب کیا گیا اور ایک بار اس کی طرف۔اور ابن منیر نے کہا کہ مطابقت حدیث کی ترجمہ کے ساتھ آپ کے اس قول سے ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی اچھی طرح خبر گیر کرے اس لیے کہ یہ عام ہے اس سے کہ اس کی زندگی میں ہو یا اس کے مرنے کے بعد ہو اور حضرت ﷺ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے دل کو جبر کرتے تھے اس طرح سے کہ اس کی ملاقات کو جاتے تھے اور اس کی علت یہ بیان کرتے تھے کہ اس کا بھائی میرے لشکر میں یا میری اطاعت میں مارا گیا۔پس اس میں ہے کہ اس کے پیچھے اس کے گھر کی خبر گیری اچھی طرح کرتے تھے اس کے مرنے کے بعد اور یہ حضرت ﷺ کے اچھے اخلاق سے ہے۔(فتح)

بَابُ التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ.

کافروں کے ساتھ لڑنے کے وقت خوشبو لگانا۔

فائدہ: اور حنوط وہ چیز ہے کہ جو مردے کو لگائی جاتی ہے۔

٢٦٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ قَالَ وَذَكَرَ يَوْمَ الْيَمَامَةِ قَالَ أَتٰى أَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ وَّقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَيْهِ وَهُوَ يَتَحَنَّطُ فَقَالَ يَا عَمِّ

٢٦٣٣۔موسیٰ سے روایت ہے کہ اور حالانکہ ذکر کیا اس نے دن یمامہ (ایک شہر کا نام ہے یمن میں) یعنی جب کہ مسلمانوں نے مسیلمہ کذاب اور اس کے یاروں کا محاصرہ کیا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں۔موسیٰ نے کہا کہ انس رضی اللہ عنہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور حالانکہ اس نے اپنی دونوں رانیں

مَا يَحْبِسُكَ أَنْ لَّا تَجِيْءَ قَالَ الْاٰنَ يَا ابْنَ أَخِيْ وَجَعَلَ يَتَحَنَّطُ يَعْنِيْ مِنَ الْحَنُوْطِ ثُمَّ جَآءَ فَجَلَسَ فَذَكَرَ فِي الْحَدِيْثِ انْكِشَافًا مِّنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰكَذَا عَنْ وُّجُوْهِنَا حَتّٰى نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَا هٰكَذَا كُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا عَوَّدْتُّمْ أَقْرَانَكُمْ. رَوَاهُ حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ.

ننگی کی تھیں اور وہ خوشبو لگا تا تھا تو انس رٹائٹۂ نے کہا کہ اے چچا تجھ کو کس چیز نے روکا ہے کہ تو جنگ میں نہیں آتا تو اس نے کہا کہ اے میرے بھتیجے میں ابھی آتا ہوں اور خوشبو ملنے لگا پس ثابت رٹائٹۂ صف میں آ کر بیٹھ گئے اور ذکر کی راوی نے حدیث میں ہزیمت لوگوں کی یعنی جو مسلمانوں کی شکست ہوئی تو ثابت بن قیس رٹائٹۂ نے کہا کہ ہمارے آگے سے ہٹ جاؤ یعنی میرے لیے جگہ کشادہ کرو تا کہ ہم کافروں سے لڑیں ہم حضرت مَثَاثِیْمِ کے ساتھ اس طرح نہ کیا کرتے تھے بلکہ صف اپنی جگہ سے نہ پھرتی تھی بری ہے وہ چیز کہ عادت ڈالی ہے تم نے اپنے جیسوں کو یعنی لڑائی سے بھاگنے والوں کو توبیخ کی کہ تم نے عادت ڈالی اپنے دشمنوں کو جو قوت میں تمہارے برابر ہیں اور یہ کہ تم ان سے بھاگ جاتے ہو یہاں تک کہ انہوں نے تم میں طمع کی اور تم نے لڑائی کی خواہش کی۔

فائدہ: اور طبرانی اور حاکم وغیرہ نے یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس رٹائٹۂ جنگ یمامہ کے دن آیا اور حالانکہ خوشبو لگائی تھی اور دو کپڑے سفید پہنے تھے جن میں کفنائے جائیں اور حالانکہ مسلمانوں نے شکست کھائی تو اس نے کہا کہ الٰہی میں بیزار ہوں اس چیز سے کہ یہ کافر لائے اور عذر کرتا ہوں تیری طرف اس چیز سے کہ مسلمانوں نے کی یعنی بھاگنا پھر فرمایا کہ بری ہے وہ چیز جو تم نے اپنے جیسوں کو عادت ڈالی آج کے دن ایک گھڑی مجھے ان سے نہ روکو تو اس نے حملہ کیا اور لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا اور اس کی زرہ چرائی گئی تھی۔ تو ایک مرد نے یعنی بلال نے اس کو شہید ہونے کے بعد خواب میں دیکھا تو اس نے کہا کہ میری زرہ فلانی جگہ پالان کے نیچے ہانڈی میں رکھی تھی اور اس کے علاوہ اور بھی کئی چیزوں کی وصیت کی تو جس طرح اس نے کہا تھا لوگوں نے اسی طرح زرہ کو پایا اور اس کی وصیتوں کو جاری کیا۔ مہلب نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے ہلاکت چاہنی اپنی جان کی جہاد میں اور ترک کرنا اخذ رخصت کا اور تیاری کرنی مرنے کے لیے خوشبو اور کفن پہننے کے ساتھ اور اس میں بیان ہے قوت ثابت بن قیس رٹائٹۂ کا اور صحت یقین اس کی اور نیت اس کی۔ اور یہ کہ جائز ہے بلانا ایک دوسرے کو لڑائی کی طرف اور اس پر رغبت دلانی اور جھڑکنا اس کا جو اس سے بھاگے اور اس میں اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ تھے اس پر حضرت مَثَاثِیْمِ کے زمانے میں اصحاب شجاعت اور ثابت رہنے سے لڑائی میں۔ اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ ران عورت نہیں یعنی

اس کا چھپانا فرض نہیں اور اس کی بحث نماز کے بیان میں گذر چکی ہے۔ (فتح الباری)

بَابُ فَضْلِ الطَّلِيعَةِ.

باب ہے بیان فضیلت مقدمہ لشکر کے یعنی جو لوگ کہ دشمن کی طرف بھیجے جاتے ہیں تا کہ دشمن کی خبر لائیں اور اس کا حال معلوم کر کے امام کو آ کر بتائیں۔

٢٦٢٤۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَّحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ.

۲۶۲۴۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خندق کے دن فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں پھر فرمایا کہ کون ہے کہ کافروں کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں لاتا ہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا کوئی خالص مددگار ہوتا ہے اور میرا خالص مددگار اور جانثار زبیر ہے۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ بنی قریظہ کی جنگ کے دن جب امر سخت ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ہے کہ ان کی خبر لائے آخر حدیث تک اور اس میں ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ تین بار ان کی طرف گئے اس سے معلوم ہوا کہ قوم سے مراد پہلی روایت میں بنو قریظہ ہے اور اس کا بیان مغازی میں آئے گا اور یہ کہ جب قریش وغیرہ عرب کے سب کافر مدینے پر چڑھ آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کے گرد خندق کھودی تو مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ یہود بنی قریظہ نے جو مسلمانوں سے عہد کیا ہوا تھا سو انہوں نے توڑ ڈالا اور مسلمانوں کی لڑائی پر کفار قریش پر شریک ہوئے اور حواری کی شرح آئے گی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُبْعَثُ الطَّلِيعَةُ وَحْدَهُ.

کیا امام صرف ایک آدمی کو تنہا دشمن کی خبر لانے کے لیے بھیجے؟

٢٦٣٥۔ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ قَالَ صَدَقَةُ أَظُنُّهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَانْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ

۲۶۳۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا یعنی فرمایا کون ہے کہ دشمن کی خبر لائے تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجالایا پھر دوسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا تو زبیر رضی اللہ عنہ آپ کا حکم بجا لایا پھر تیسری بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بلایا پھر بھی زبیر رضی اللہ عنہ ہی

نَدَبَ النَّاسَ فَانتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَ النَّاسَ فَانتَدَبَ الزُّبَيْرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ.

آپ کا حکم بجالایا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہر پیغمبر کا ایک خالص مددگار رہتا ہے اور میرا خالص مددگار زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ ہے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے استعمال کرنا تجسس کا جہاد میں اور اس میں تعریف ہے زبیر رضی اللہ عنہ کی اور اس کے قوت دل کی اور اس کی صحت یقین کی اور یہ کہ جائز ہے مرد کو تنہا سفر کرنا اور یہ کہ تنہا سفر کرنے کی ممانعت تو اس وقت ہے جب اس کو کوئی حاجت نہ ہو اور اس کی بحث آئندہ آئے گی۔

بَابُ سَفَرِ الْاِثْنَيْنِ.

باب ہے بیان میں سفر کرنے دو شخصوں کے۔

فائدہ: یعنی جواز اس کا اور مراد دو شخصوں کا سفر ہے نہ سفر کرنا سوموار کے دن برخلاف اس کے جس کو داودی نے سمجھا پھر بخاری پر اعتراض کیا اور رد کیا ہے ابن تین نے اس طرح سے کہ وارد کی بخاری نے اس میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ تم دونوں اذان دیا کرو اور تکبیر کہا کرو اور اشارہ کیا اس کے ساتھ اس چیز کی طرف جو اس کے بعض طرق میں واقع ہوئی ہے کہ حضرت ﷺ نے ان کو یہ بات اس وقت کہی جب کہ انہوں نے اپنی قوم کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا پس لیا جاتا ہے جواز حضرت ﷺ کے اجازت دینے سے ان کے لیے۔ میں کہتا ہوں کہ شاید اس نے حدیث کے ضعیف ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے جو وارد ہوئی جھڑک میں ایک اور دو آدمیوں کے سفر کرنے سے منع میں اور وہ حدیث یہ ہے جو اصحاب سنن نے عمرو بن شعیب سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک سوار ایک شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان ہیں اور تین سوار سوار ہیں یعنی تین کو سفر کرنا درست ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ حدیث حسن الاسناد ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ابن خزیمہ اور حاکم نے اور اس کے لے باب باندھا ابن خزیمہ نے اَلنَّهْيُ عَنْ سَفَرِ الْاِثْنَيْنِ وَاَنَّ مَا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ عُصَاةٌ یعنی دو کو سفر کرنا منع ہے اور یہ کہ تین سے کم گناہگار ہیں اس لیے کہ معنی شیطان کے اس جگہ گناہگار ہیں اور طبری نے کہا کہ یہ جھڑک ادب اور ارشاد کی ہے اس چیز کے لیے کہ خوف کیا جاتا ہے تنہا پر وحشت اور وحدت سے اور یہ حرام نہیں پس تنہا جنگل میں چلنے والا اور گھر میں تنہا رات کاٹنے والا نہیں امن میں ہے وحشت سے خاص کر جب کہ اس کا فکر ردی اور دل ضعیف ہو اور حق یہ ہے کہ لوگ اس میں مختلف ہیں پس احتمال ہے یہ کہ یہ نہی واقع ہوئی ہو اکھاڑنے کے لے مادے کے پس نہ شامل ہوگی اس کو جب اس کی حاجت ہو اور بعض کہتے ہیں کہ معنی الرکب شیطان کے یہ ہیں کہ تنہا سفر کرنے پر اس کو شیطان باعث ہوتا ہے یا وہ اپنے فعل میں شیطان کے مشابہ ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اس لیے مکروہ ہے کہ اگر اکیلا آدمی سفر کرے اور سفر میں مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو کہ اس کا خبر گیر ہو اور اس کو کفنائے دفنائے اور اسی طرح اگر دو میں سے ایک مرجائے تو نہ پائے گا کسی کو

کہ اس کا مددگار رہو بخلاف تین آدمیوں کے کہ وہ اکثر اوقات اس خوف سے امن میں ہوتے ہیں۔ (فتح)

٢٦٣٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَّالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ انْصَرَفْتُ مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا أَنَا وَصَاحِبٍ لِّيْ أَذِّنَا وَأَقِيْمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا.

٢٦٣٦۔ مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے پھرا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو مجھ کو اور میرے ساتھی کو فرمایا کہ جب نماز کا وقت آئے تو اذان دیا کرو اور اقامت کہو اور چاہیے کہ تم دونوں میں بڑا امام بنے۔

بَابُ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: اسی طرح بخاری نے باب باندھا حدیث کے الفاظ کے ساتھ بغیر زیادتی کے اور تحقیق استنباط کی ہے اس نے اس سے وہ چیز کہ آئندہ باب میں آئے گی۔ (فتح)

٢٦٣٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

٢٦٣٧۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے دن قیامت تک۔

٢٦٣٨۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنٍ وَّابْنِ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْجَعْدِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. قَالَ سُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ تَابَعَهُ مُسَدَّدٌ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ.

٢٦٣٨۔ عروہ بن جعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں نیکی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ عروہ رضی اللہ عنہ بہت گھوڑے رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے ان

کے گھر میں ستر گھوڑے دیکھے۔اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اونٹ عزت ہیں اپنے مالکوں کے لیے اور بکریوں میں برکت ہے۔(فتح)

۲۶۳۹۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَرَكَةُ فِيْ نَوَاصِي الْخَيْلِ.

۲۶۳۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برکت گھوڑوں کی چوٹیوں میں ہے۔

فائدہ: یعنی برکت ان کی چوٹیوں میں اترتی ہے۔عیاض نے کہا کہ جب گھوڑوں کی چوٹیوں میں برکت ہے تو بعید ہے کہ ان میں نحوست ہو۔پس احتمال ہے یہ کہ ہو نحوست جس کا ذکر آئندہ آتا ہے بیچ غیر ان گھوڑوں کے جو جہاد کے لیے باندھے جاتے ہیں اور یہ کہ جو گھوڑے جہاد کے لیے تیار کیے گئے ہیں وہی برکت اور خیر کے ساتھ خاص کیے گئے ہیں یا کہا جائے گا کہ بھلائی اور برائی کا ایک ذات میں جمع ہونا ممکن ہے پس تحقیق تفسیر کی گئی ہے خیر کی اجر و غنیمت کے ساتھ اور نہیں منع ہے یہ کہ ہو یہ گھوڑا اس قبیل سے کہ بدشگونی لی جاتی ہے اس کے ساتھ۔میں کہتا ہوں کہ اس کی بحث آئندہ آئے گی۔اور یہ جو کہا کہ گھوڑا تو مراد اس سے وہ گھوڑا ہے جو جہاد کے لیے ہو اس طرح کہ اس پر سوار ہو کر لڑائی کی جائے یا جہاد کے لیے باندھا جائے حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے کہ آئندہ حدیث میں ہے کہ گھوڑے تین قسم کے ہیں پس تحقیق روایت کی ہے احمد نے اسماء بنت یزید سے بطور رفع کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں خیر وابستہ ہے قیامت کے دن تک سو جو اس کو اللہ کی راہ میں تیاری کے لیے باندھے اور ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کرے تو ہو گا سیر ہونا اس کا اور بھوک اس کی اور سیراب ہونا اس کا اور پیاس اس کی اور لید اس کی اور پیشاب اس کا نجات اس کے ترازو میں قیامت کے دن اور حضرت ﷺ کے قول کی وجہ سے آئندہ باب کی حدیث میں کہ اجر اور غنیمت یعنی وہ اجر اور غنیمت میں ہے اور مراد ماتھے سے اس جگہ بال ہیں جو ماتھے پر لٹکے ہوئے ہوتے ہیں خطابی وغیرہ نے کہا کہ احتمال ہے کہ ماتھے سے مراد گھوڑے کی تمام ذات ہو اور یہ بعید ہے باب کی تیسری حدیث سے۔اور مسلم میں جریر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ اپنی انگلی سے اپنے گھوڑے کا ماتھا پھیرتے تھے اور کہتے تھے آخر حدیث تک۔پس احتمال ہے کہ ماتھا اس لیے خاص کیا گیا ہو کہ وہ گھوڑے کی اگلی طرف میں ہے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ فضیلت آگے بڑھنے میں ہے اس کے ساتھ دشمن کی طرف سوائے پیچھے رہنے کے اس لیے کہ اس میں پیٹھ پھیرنے کی طرف اشارہ ہے اور اس کے ساتھ اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ جو چیز اس کے بارے میں وارد ہوئی ہے کہ اس میں نحوست ہے تو وہ اپنے ظاہر پر نہیں یعنی اس کے ظاہری معنی مراد نہیں۔لیکن احتمال ہے کہ ہو مراد

اس جگہ گھوڑے کی جنس یعنی تحقیق وہ درپے اس بات کے ہے کہ اس میں خیر ہو پس لیکن اس کو غیر صالح عمل کے لیے پس حاصل ہونا گناہ کا اس امر خارجی کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور ابن عبدالبر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے گھوڑے کی فضیلت پر اس کے سوا دوسرے چوپایوں سے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ایسی بات اور جانوروں کے حق میں نہیں کہی۔ اور نسائی میں ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک گھوڑوں سے زیادہ تر کوئی چیز محبوب نہ تھی۔ اور خطابی نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے کہ جو مال گھوڑے کے رکھنے سے کمایا جائے وہ سب مالوں سے بہتر اور پاکیزہ تر ہے اور عرب مال کو خیر کہتے ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْجِهَادِ مَاضٍ مَّعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِرِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَيْلُ مَعْقُودٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

جہاد جاری اور لازم ہے ساتھ امام عادل اور گناہگار کے۔ یعنی دلیل کی وجہ سے قول حضرت ﷺ کے کہ گھوڑوں کی چوٹیوں میں بھلائی وابستہ ہے قیامت کے دن تک۔

فائدہ: یہ استدلال پہلے امام احمد نے کیا ہے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے ذکر کیا ہے کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر قیامت تک باقی رہے گی اور تفسیر کی خیر کی ساتھ ثواب اور غنیمت کے اور غنیمت ساتھ اجر کے سوائے اس کے نہیں کہ حاصل ہوتی ہے گھوڑوں سے جہاد کے ساتھ اور نہیں قید کیا اس کو اس وقت کے ساتھ جب کہ ہو عادل یعنی امام کے عادل ہونے کی اس میں قید نہیں پس دلالت کی اس نے اس پر کہ نہیں فرق ہے بیچ حاصل ہونے اس فضیلت کے اس کے درمیان کہ ہو جہاد امام عادل کے ساتھ یا ظالم کے ساتھ۔ اور حدیث میں ترغیب ہے جہاد کرنے میں گھوڑوں پر اور نیز اس میں خوشخبری ہے ساتھ باقی رہنے اسلام اور مسلمانوں کے قیامت کے دن تک اس لیے کہ جہاد کے باقی رہنے کو مجاہدین اور غازیوں کا باقی رہنا لازم ہے اور غازی مسلمان ہیں اور وہ مانند دوسری حدیث کی ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک گروہ دین حق پر لڑتا رہے گا کہ اس میں بھی بشارت ہے دین اسلام کے باقی رہنے پر قیامت تک اور استنباط کیا ہے اس سے خطابی نے ثابت کرنا حصے کا گھوڑے کے لیے کہ مستحق ہوتا ہے اس کو سوار اس کے سبب سے پس اگر مراد اس کی زیادہ حصہ ہے سوار کے لیے پیادے کی نسبت تو ان میں کچھ نزاع نہیں اور اگر اس کی یہ مراد ہے کہ گھوڑے کے لیے دو حصے ہیں اس کے سوار کے حصے کے علاوہ تو یہ محل نزاع ہے اور اس پر حدیث دلالت نہیں کرتی۔ (فتح)

٢٦٤٠۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ الْبَارِقِيُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الْأَجْرُ

۲۶۴۰۔ عروہ بارقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خیر گھوڑوں کی چوٹیوں میں وابستہ ہے قیامت کے دن تک اجر یعنی ثواب اخروی اور غنیمت۔

وَالْمَغْنَمُ.

بَابُ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ﴾.

جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا روک رکھے یعنی اس کی فضیلت کا بیان اس آیت کی دلیل کی وجہ سے کہ تیاری کرنے گھوڑوں کے سے جہاد کے لیے۔

فائدہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت ہے کہ گھوڑے کی چوٹی پر شیطان کا قابو نہیں۔

۲۶۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللهِ إِيمَانًا بِاللهِ وَتَصْدِيقًا بِوَعْدِهِ فَإِنَّ شِبَعَهُ وَرِيَّهُ وَرَوْثَهُ وَبَوْلَهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

۲۶۴۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کی نیت سے گھوڑا رکھے اللہ کو مان کر اور اس کا وعدہ سچا جان کر تو البتہ اس کے چارے اور پانی پینے کی اور اس کی لید اور پیشاب کے برابر ثواب اس کے ترازو میں ہوگا قیامت کے دن یعنی جب اللہ کے لیے خالص جہاد کی نیت سے گھوڑا پالے نام منظور نہ ہو تو یہ ثواب پائے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا وعدہ سچا جان کر تو وعدہ سے مراد وہ چیز ہے کہ وعدہ دیا ہے اس کے ساتھ اللہ نے ثواب کا اور مہلب نے کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے وقف کرنا گھوڑے کا دفع کرنے کے لیے مسلمانوں سے اور استنباط کیا جاتا ہے جواز وقف کرنا غیر گھوڑے کا یعنی جب گھوڑے کا وقف کرنا جائز ہو تو اس کو سوائے اور چیزوں منقولہ اور غیر منقولہ کا وقف کرنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور یہ جو کہا کہ لید اس کی تو مراد اس کا ثواب ہے نہ یہ کہ بعینہ اس کی لید ترازو میں تولی جائے گی اور اس سے معلوم ہوا کہ آدمی کو نیت سے ثواب ملتا ہے جیسا کہ عمل کرنے والا ثواب پاتا ہے اور یہ کہ حاجت کے لیے مکروہ چیز کا نام لینا درست ہے اور ابن ابی حمزہ نے کہا کہ اس حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ نیکیاں قبول کی جاتی ہیں اس کے صاحب سے شارع کی نص کی وجہ سے کہ وہ اس کے ترازو میں تولی جائیں گی بخلاف دوسری نیکیوں کے کہ وہ کبھی مقبول نہیں ہوتی پس نہیں داخل ہوتی ترازو میں اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑا باندھے پھر اس کو اپنے ہاتھ سے گھاس کاٹ کر کھلائے تو اس کے لیے ہر ایک دانے کے بدلے نیکی لکھی جاتی ہے۔ (فتح)

بَابُ اسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ.

باب ہے بیان میں ذکر کرنے نام گھوڑے اور گدھے کے اور جائز ہونے اس کے کے امتیاز کے لیے غیر جنس اس کی سے۔

فائدہ: یعنی جائز ہے گھوڑے اور گدھے کا نام رکھنا اور اسی طرح جائز ہے نام رکھنا ان کے سوائے دوسرے جانوروں کا ساتھ ناموں کے کہ خاص کرے ان کو سوائے ناموں جنسوں ان کی کے اور تحقیق کوشش کی ہے اس نے جس نے سیرت نبوی میں تالیف کی ساتھ بیان کرنے ناموں اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے حدیثوں میں حضرت مَلَّاتِيْمِ کے گھوڑوں سے اور ان کے سوائے آپ کے اور چوپایوں سے اور اس باب کی حدیثوں میں وہ چیز ہے جو قوی کرتی ہے اس شخص کے قول کو جس نے ذکر کی ہے نسب بعض عربی گھوڑوں اصیلوں کی اس لیے کہ نام وضع کیے گئے ہیں جدائی کرنے کے لیے درمیان افراد جنس کے۔ (فتح)

٢٦٤٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَخَلَّفَ أَبُوْ قَتَادَةَ مَعَ بَعْضِ أَصْحَابِهِ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأَوْا حِمَارًا وَحْشِيًّا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ فَلَمَّا رَأَوْهُ تَرَكُوْهُ حَتّٰى رَاٰهُ أَبُوْ قَتَادَةَ فَرَكِبَ فَرَسًا لَّهُ يُقَالُ لَهُ الْجَرَادَةُ فَسَأَلَهُمْ أَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَتَنَاوَلَهُ فَحَمَلَ فَعَقَرَهُ ثُمَّ أَكَلَ فَأَكَلُوْا فَنَدِمُوْا فَلَمَّا أَدْرَكُوْهُ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ قَالَ مَعَنَا رِجْلُهُ فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَهَا.

٢٦٤٢۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت مَلَّاتِيْمِ کے ساتھ نکلا یعنی سال حدیبیہ کے تو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اپنے بعض یاروں کے ساتھ جدا ہوا اور اس کے یار احرام باندھے ہوئے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو انہوں نے جنگلی گدھا دیکھا پہلے اس سے کہ اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ دیکھے سو جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس کو چھوڑ دیا یعنی ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کو نہ بتلایا یہاں تک کہ اس کو ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا تھا اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا کہ اس کو اس کا کوڑا پکڑا دیں تو انہوں نے نہ مانا تو اس نے اتر کر کوڑا لیا اور جنگلی گدھے پر حملہ کیا اور اس کو زخمی کیا اور پکڑ لیا پھر ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے اس کا گوشت کھایا اور اس کے یاروں نے بھی کھایا پھر اس کے کھانے سے پشیمان ہوئے پھر جب انہوں نے حضرت مَلَّاتِيْمِ کو پایا تو حضرت مَلَّاتِيْمِ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ساتھ اس کا کچھ گوشت ہے ہم نے کہا کہ اس کی ایک ران ہمارے ساتھ ہے تو حضرت مَلَّاتِيْمِ نے اس کو لے کر کھایا۔

فائدہ: اس حدیث کی بحث کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض وہ قول ہے کہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا جس کو جرادہ کہا جاتا ہے یعنی پس معلوم ہوا کہ گھوڑے کا نام رکھنا جائز ہے۔ (فتح)

٢٦٤٣۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِيْسٰى حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ عَبَّاسٍ

٢٦٤٣۔ سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے باغ میں حضرت مَلَّاتِيْمِ کا ایک گھوڑا تھا جس کا نام لحیف تھا اور بعض کہتے

بْنِ سَهْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ. قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ بَعْضُهُمُ اللُّخَيْفُ.

ہیں کہ اس کا نام لخیف تھا۔

٢٦٤٤۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ سَمِعَ يَحْيَى بْنَ آدَمَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ مُعَاذٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَا مُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ حَقَّ اللَّهِ عَلَى عِبَادِهِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَّحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا.

٢٦٤٤۔ معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے ایک گدھے پر سوار تھا جس کو عفیر کہا جاتا تھا یعنی خاکی رنگ کا تھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے معاذ بھلا تو جانتا ہے کہ بندوں پر اللہ کا کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے میں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے فرمایا کہ بے شک اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ عذاب نہ کرے اس شخص کو جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو میں نے کہا کہ اگر حکم ہو تو لوگوں کو خوشخبری سنا دوں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ خوشخبری سنا ان کو پس اعتماد کر بیٹھیں گے اور عمل کے ساتھ کوشش نہ کریں گے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب العلم میں گذر چکی ہے اور اس کی باقی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی۔

٢٦٤٥۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَّنَا يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

٢٦٤٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں ایک بار ہول پڑی تو حضرت ﷺ نے ہمارا گھوڑا عاریتاً لیا جس کو مندوب کہا جاتا تھا تو فرمایا کہ ہم نے تو کچھ ہول نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے تو اس کا قدم دریا پایا یعنی نہایت تیز قدم پایا۔

فائدہ: یہ حدیث پہلے گذر چکی اور اس کی موافقت ترجمہ کے ساتھ ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ مِنْ شُؤْمِ الْفَرَسِ

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے

گھوڑے کی نحوست سے۔

فائدہ: یعنی کیا وہ اپنے عموم پر ہے یا بعض گھوڑوں کے ساتھ خاص ہے اور کیا وہ اپنے ظاہر پر ہے یا مؤول ہے اور اس کی تفصیل آئندہ آئے گی اور تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے وارد کرنے کے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد اس کی طرف کہ جو حصر کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے وہ اپنے ظاہر پر نہیں اور ترجمہ باب کے ساتھ اشارہ کیا ہے جو اس کے بعد ہے اور وہ یہ کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے طرف اس کی کہ نحوست مخصوص ہے ساتھ گھوڑوں کے سوائے بعض کے اور یہ سب اشارات اس کی تیز نظر اور باریک بینی کا نتیجہ ہے۔ (فتح)

٢٦٤٦۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثَةٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

٢٦٤٦۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نحوست اور نامبارکی تو تین چیزوں میں ہے گھوڑے میں اور عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ: ابن العربی نے کہا کہ حصر ان تین چیزوں میں بنسبت عادت کے ہے نہ کہ پیدائش کے اور اس کے غیر نے کہا کہ ان تین چیزوں کو اس لیے خاص کیا گیا ہے کیونکہ کہ یہ ایک مدت تک ساتھ لازم رہتی ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور بدشگونی لینا مگر تین چیزوں میں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر بدشگونی لینا کسی چیز میں ہوتا تو ان تین میں ہوتا۔ اور طیرہ اور شوم کے معنی ایک ہیں۔ اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نامبارکی ان تین چیزوں میں ہے۔ ابن قتیبہ نے کہا کہ اہل جاہلیت شگون بد لیا کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع کیا اور ان کو بتلا دیا کہ شگون بد نہیں سو جب انہوں نے نہ مانا تو باقی رہی نحوست ان تین چیزوں میں۔ میں کہتا ہوں کہ ابن قتیبہ نے اس کے ظاہر کو لیا ہے اور لازم آتا ہے اس کے قول سے کہ جو ان چیزوں میں سے کسی کے ساتھ بدشگونی لے تو وہ اس پر اترتی ہے وہ چیز جس کو وہ برا جانے۔ اور قرطبی نے کہا کہ نہیں گمان کیا جاتا ابن قتیبہ کے ساتھ کہ وہ حمل کرتا ہے اس کو اس پر جس کا اہل جاہلیت اعتقاد رکھتے تھے بنا بر اس کے کہ وہ فی ذاتہ نفع ونقصان پہنچاتا ہے پس یہ خطا ہے سوائے اس کے نہیں کہ مراد اس کی یہ ہے کہ یہی تین چیزیں ہیں جن کے ساتھ لوگ اکثر اوقات شگون بد لیتے ہیں سو جب کسی کے جی میں کوئی چیز واقع ہو تو اس کو جائز ہے کہ اس کو اس کے غیر کے ساتھ بدل ڈالے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر نحوست کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے اور یہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ کے موافق ہے جو باب کی دوسری حدیث ہے اور وہ تقاضہ کرتی ہے نہ جزم کرنے کا اس کے ساتھ بخلاف روایت زہری کے۔ ابن العربی نے کہا کہ معنی اس

کے یہ ہیں کہ اگر فرضا اللہ نے کسی چیز میں نامبارکی پیدا کی ہے اس قبیل سے کہ جاری ہوئی بعض عادت سے تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ پیدا کرتا یعنی اللہ ان چیزوں میں۔ اور مازری نے کہا کہ محمل اس روایت کا یہ ہے کہ اگر نحوست حق ہے تو یہ تین چیزیں زیادہ لائق ہیں اس کے اس معنی سے کہ واقع ہوتا ہے دلوں میں بدشگونی لینا ساتھ ان چیزوں سے اکثر اس چیز سے کہ واقع ہوتا ہے ان کے غیر کے ساتھ۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے اس حدیث سے انکار کیا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گیا اور ان کے انکار کا کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کے اور اصحاب نے بھی اس میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ اور بعض نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ یہ حدیث بیان کی گئی ہے لوگوں کے اعتقاد کے بیان کے لیے اس کے بارے میں نہ یہ کہ وہ اخبار ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے ثابت ہونے کے ساتھ اور سیاق حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس تاویل کو بعید ٹھہراتا ہے ابن العربی نے کہا کہ یہ جواب ساقط ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے نہیں بھیجے گئے تا کہ خبر دیں لوگوں کو ان کے اعتقاد گزشتہ کی اور حال کی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجے گئے ہیں تعلیم دینے کے لیے اس چیز کی جس کا اعتقاد رکھنا لوگون کے لیے لازم ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہے نحوست اور تحقیق ہوتی ہے نحوست عورت میں اور گھر میں اور گھوڑے میں اور اس کی سند میں ضعف ہے۔ اور عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں معمر سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا جو اس حدیث کی تفسیر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ اس کا ہمسایہ بد ہو۔ اور ابو داود سے روایت ہے کہ کسی نے مالک سے اس کا معنی پوچھا تو مالک نے کہا کہ بہت ایسے گھر ہیں کہ لوگ ان میں بسے پس ہلاک ہوئے۔ مازری نے کہا کہ مالک اس کو اپنے ظاہر پر حمل کرتے ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی تقدیر سے اکثر اوقات ایسی چیز کا اتفاق ہو جاتا ہے کہ گھر میں بسنے میں مکروہ ہوتی ہے پس یہ سبب کے مانند ہوتا ہے۔ ابن العربی نے کہا نہیں ارادہ کیا مالک نے اضافت شوم کا گھر کی طرف سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ مراد ہے عادت کے جاری ہونے سے اس میں پس اشارہ کیا اس کی طرف کہ لائق ہے مرد کے لیے نکلنا گھر سے نگاہ رکھنے کے لیے اپنے اعتقاد کے تعلق سے باطل کے ساتھ۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ دراز ہوتا ہے عذاب دل کا ان کے ساتھ ان کے مکروہ ہونے کے باوجود بسنے میں ان کی ملازمت کی وجہ سے اور صحبت کی وجہ سے اگرچہ نہ اعتقاد کرے آدمی نحوست کا اس کے بارے میں۔ پس حدیث نے اشارہ کیا حکم کرنے کی طرف ان کے جدا کرنے میں تا کہ دور ہو عذاب کرنا۔ میں کہتا ہوں کہ وہ چیز کہ جس کی طرف ابن العربی نے اشارہ کیا ہے مالک کی کلام کی تاویل میں اولیٰ ہے اور وہ نظیر ہے حکم کرنے کے ساتھ بھاگنے کو کوڑھی سے باوجود صحیح ہونے نفی عدویٰ کے اور اس سے مراد مادے کا اکھاڑنا ہے اور ذریعہ کا بند کرنا ہے تا کہ نہ موافق ہو اس سے کوئی چیز تقدیر کو پس اعتقاد کرے جس کے لیے یہ واقع ہو کہ یہ عدویٰ ہے یا یہ طیرہ ہے پس واقع ہو اس چیز میں اعتقاد کہ جس کا اعتقاد رکھنے سے

منع کیا گیا ہے۔ پس ایسی چیز سے پرہیز کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور طریق اس شخص کے حق میں کہ جس کے لیے واقع ہو مثلا یہ گھر میں یہ کہ جلدی کرے پھرنے میں اس سے اس لیے کہ اگر وہ اس میں بدستور رہے گا تو اکثر اوقات باعث ہوگا اس کو یہ اوپر اعتقاد صحت طیرہ اور تشاوم کے۔ اور ابو داود میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا کہ ہم ایک گھر میں تھے کہ اس میں ہماری تعداد اور ہمارا مال بہت تھا تو ہم دوسرے گھر کی طرف پھرتے ہیں تو اس میں یہ سب کچھ کم ہو جاتا ہے تو آپ اس میں کیا فرماتے ہیں تو فرمایا اس کو چھوڑ دو کہ وہ برا ہے۔ ابن العربی نے کہا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلنے کا اس سے ان کے اعتقاد کی وجہ سے کہ یہ اس گھر کی وجہ سے ہے اور نہیں جیسا کہ گمان کیا انہوں نے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو موافق کیا اپنی قضاء کے ظاہر ہونے کے لیے اور ان کو اس سے نکلنے کا حکم کیا تا کہ نہ واقع ہو ان کے لیے اس کے بعد کوئی چیز کہ ان کا اعتقاد بدستور رہے ابن العربی نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو برا فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا جائز ہے اور یہ کہ ذکر کرنا اس چیز کا ساتھ بری اس چیز کے کہ اس میں واقع ہو جائز ہے بغیر اس کے کہ اعتقاد کرے کہ یہ اس میں سے ہے اور نہیں منع ہے مذمت کرنا بری چیز کی جگہ کا اگرچہ شرع میں وہ چیز اس سے نہ ہو جیسا کہ مذمت کیا جاتا ہے گنہگار اور پر گناہ کے اگرچہ گناہ اللہ کی تقدیر سے ہوتا ہے۔ اور خطابی نے کہا کہ وہ استثنا غیر جنس سے ہے اور اس کا معنی جاہلیت کے مذہب کے ابطال کے ہیں بدشگونی لینے میں۔ گویا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی کے لیے گھر ہو اور وہ اس میں رہنے کو برا جانے تو چاہیے کہ اس سے جدا ہو یا عورت ہو کہ اس کی صحبت کو برا جانے یا گھوڑا ہو کہ اس کی عادت کو برا جانے تو چاہیے کہ اس سے جدا ہو۔ اور بعض کہتے ہیں کہ گھر کی نحوست یہ ہے کہ تنگ ہو اور اس کا ہمسایہ بد ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اولاد نہ جنے اور گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ اس پر جہاد نہ کیا جائے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ گھوڑے کی نحوست یہ ہے کہ مارنے والا ہو اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ پہلے خاوند کی طرف جھکے اور گھر کی نحوست یہ ہے کہ مسجد سے دور ہو اور اذان کی آواز سنائی نہ دے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ حکم پہلے تھا پھر منسوخ ہوا اس آیت کے ساتھ کہ کوئی مصیبت نہیں کہ پہنچے تم کو زمین میں مگر کہ کتاب میں ہے اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا خاص کر جب تطبیق ممکن ہو۔ اور خاص کر تحقیق وارد ہوئی بدشگونی کی نفی کی نفس حدیث میں پھر ان کا مذکورہ چیزوں میں ثابت کرنا اور بعض کہتے ہیں کہ حمل کیا جاتا ہے شوم اوپر کم ہونے موافقت کے اور بری طبیعت کے اور وہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کی مانند ہے کہ آدمی کی نیک بختی یہ ہے کہ اس کی بیوی نیک ہو اور گھر اور گھوڑا نیک ہو اور اس کی بدبختی یہ ہے کہ اس کی عورت بری ہو اور گھر برا ہو اور گھوڑا برا ہو اور یہ خاص ہوتا ہے بعض قسموں مذکورہ کے سوائے بعض کے اور اس کی تصریح کی ابن عبدالبر نے پس کہا کہ ہوتی ہے نحوست ایک قوم کے لیے سوائے دوسری قوم کے۔ (فتح)

٢٦٤٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

۲۶۴۷۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَّالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ فَفِي الْمَرْأَةِ وَالْفَرَسِ وَالْمَسْكَنِ.

فرمایا کہ اگر نحوست اور نا مبارکی کسی چیز میں ہو تو عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

بَابُ الْخَيْلُ لِثَلاثَةٍ.

باب ہے اس بیان میں کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں۔

فائدہ: اسی طرح اقتصار کیا بخاری نے ابتداء حدیث پر اور اس کی تفسیر کو حوالے کیا او پر اس چیز کے کہ وارد ہوئی ہے بیچ اس کے بعض شارحین نے اس سے حصر سمجھا ہے پس کہا کہ گھوڑا رکھنا نہیں خارج ہوتا اس سے کہ ہو مطلوب یا مباح یا منع پس داخل ہوگا مطلوب میں واجب اور مندوب اور داخل ہوگا مکروہ میں ممنوع اور حرام باعتبار اختلاف مقاصد کے اور بعض نے اس طرح اعتراض کیا ہے کہ مباح حدیث میں مذکور نہیں اس لیے کہ دوسری قسم جس میں کہ یہ خیال کیا جاتا ہے وارد ہوئی مقید ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ نہ بھلایا حق اللہ کا بیچ اس کے پس ملحق ہوگا ساتھ مندوب کے اور اس میں بھید یہ ہے کہ حضرت ﷺ اکثر اوقات سوائے اس کے نہیں کہ کوشش کرتے تھے ساتھ ذکر کرنے اس چیز کے کہ اس میں رغبت دلانا ہے یا منع کرنا ہے اور لیکن محض مباح پس اس سے چپ رہتے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ آپ کی عادت ہے کہ آپ کا چپ رہنا معافی ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ قسم دوسری دراصل مباح ہے مگر یہ کہ اکثر اوقات چڑھتی ہے ندب کی طرف قصد کے ساتھ برخلاف پہلی قسم کے پس تحقیق وہ ابتداء ہی سے مطلوب ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخَيْلُ لِثَلاثَةٍ وَّقَوْلُهُ تَعَالَى ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَّيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾.

یعنی اور اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے گھوڑے بنائے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو جاؤ اور رونق کا باعث بنایا اور وہ پیدا کرے گا جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: یعنی تحقیق ان کو پیدا کیا ہے اللہ نے سوار ہونے کے لیے اور رونق کے لیے سو جس نے اس کو ان میں استعمال کیا پس اگر فعل کے ساتھ بندگی کا قصد ہو وہ ندب کی طرف ہے اور اگر گناہ کا قصد کرے تو گناہ حاصل ہوگا اور باب کی حدیث اس تقسیم پر دلالت کرتی ہے۔ (فتح)

٢٦٤٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

۲۶۴۸۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں ایک مرد کے لیے تو ثواب ہیں اور دوسرے مرد کے لیے پردہ ہیں اور تیسرے مرد پر وبال ہیں تو جس کو ثواب ہے سو وہ مراد ہے جس نے

الْخَيْلُ لِثَلَاثَةٍ لِرَجُلٍ أَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ فَأَمَّا الَّذِي لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ فَأَطَالَ فِي مَرْجٍ أَوْ رَوْضَةٍ فَمَا أَصَابَتْ فِي طِيَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ أَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا وَآثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَهُ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِئَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَهِيَ وِزْرٌ عَلٰى ذٰلِكَ وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الْآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾.

گھوڑوں کو اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے باندھ رکھا پھر ان کو لمبی رسی میں باندھا کسی چراگاہ یا باغ کے چمن میں سو وہ اپنی رسی کے اندر چراگاہ یا چمن میں جہاں تک پہنچے اور جتنے گھاس کو چرے تو اس مرد کے لیے اتنی نیکیاں ہوں گی اور اگر گھوڑے کی رسی ٹوٹ گئی پھر وہ ایک بار یا دو بار زقند مارے (ایک یا دو ٹیلوں پر چڑھے) تو اس مرد کے لیے ان کے ٹاپوں کی مٹی اور ان کی لید نیکیاں ہوں گی اور اگر وہ کسی دریا پر گذرے اور اس میں سے پانی پیئے اگرچہ مالک نے اس کے پلانے کا قصد نہ کیا تو بھی اس کے لیے نیکیاں ہوں گی تو ایسے گھوڑے اس مرد کے ثواب کا سبب ہیں۔ اور جس مرد نے گھوڑے کو باندھا اترانے اور نمود کے لیے اور اہل اسلام کی بدخواہی اور عداوت کے لیے یعنی کفر کی کمک (مدد) کو تو ایسے گھوڑے اس مرد پر وبال ہیں اور پوچھے گئے حضرت ﷺ گدھوں کے حال سے تو فرمایا کہ نہیں اتاری گئی مجھ پر ان کے حق میں کوئی چیز مگر یہ آیت جامعہ اور نادر کہ شامل ہے ان کے احکام کو کہ جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھ لے گا اسے اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ گھوڑے تین آدمیوں کے لیے ہیں تو تین میں حصر کی وجہ یہ ہے کہ جو گھوڑے رکھتا ہے تو یا تو ان کو سواری کے لیے پالتا ہے یا تجارت کے لیے اور ہر ایک دونوں میں سے یا تو اس کے ساتھ اللہ کی بندگی کا فعل متصل ہوتا ہے اور وہ پہلی قسم ہے یا گناہ کا فعل ہوتا ہے اور وہ اخیر ہے اور یا اس سے خالی ہوتا ہے اور وہ دوسری ہے اور یہ جو کہا کہ اس نے پانی پلانے کا قصد نہ کیا ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ آدمی اجر دیا جاتا ہے اوپر تفصیلوں کے جو واقع ہوتی ہیں فعل طاعت میں جب کہ ان کے اصل کا قصد کیا ہو اگرچہ ان تفصیلوں کا قصد نہ کیا ہو اور تحقیق تاویل کی ہے اس کی بعض شارحین نے پس کہا ابن منیر نے کہ سوائے اس کے نہیں کہ اجر دیا گیا ساتھ اس کے اس وجہ سے کہ یہ وقت ہے کہ نہیں نفع اٹھایا جاتا اس کے پینے کے ساتھ بیچ اس کے پس غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے ساتھ پس وہ ثواب دیا جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ جب پیئے غیر کے پانی سے اس کی اجازت کے بغیر پس

غمناک ہوتا ہے اس کا مالک اس کے لیے پس ثواب دیا جاتا ہے اور یہ سب پھرنا ہے قصد سے ۔اور تیسرے شخص کو بیان نہیں کیا اور وہ وہ ہے کہ گھوڑے کو باندھے تجارت کی نیت سے یعنی اس کی نسل کے ساتھ فائدہ اٹھائے یا اس چیز کے ساتھ کہ جو اس کی اجرت سے حاصل ہوتی ہے اس شخص سے کہ اس پر سوار ہو یا مانند اس کے اور لوگوں سے بے پرواہ ہو اور بیگانی سواری مانگنے سے بچے پھر وہ اللہ کا حق جو گھوڑوں کی گردنوں میں ہے نہ بھولا اور پوری حدیث علامات النبوۃ میں آئے گی ۔اور یہ جو کہا کہ اس کی گردنوں میں اللہ کا حق نہ بھولا تو بعض کہتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ اچھی طرح اس کا مالک بنے اور اس کا پیٹ بھرنے اور سیراب کرنے کی خبر گیری کرے اور سواری میں اس پر مشقت نہ کرے اور سوائے اس کے نہیں کہ خاص کی گئی ہے گردن ذکر کے ساتھ اس لیے کہ وہ استعارہ کی جاتی ہے بہت وقت حقوق لازمہ میں اور اسی قبیل سے ہے یہ آیت فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ اور یہ اس شخص کا جواب ہے جو گھوڑوں میں زکوۃ کو واجب نہیں کہتا اور یہ قول جمہور کا ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ مراد ساتھ حق کے چھوڑنا ان کے نر کا ہے اور سوار کرنا اس پر اللہ کی راہ میں اور یہ قول حسن اور شعبی اور مجاہد کا ہے ۔اور بعض کہتے ہیں کہ حق سے مراد زکوۃ ہے اور یہ قول حماد اور ابوحنیفہ کا ہے اور مخالفت کی ہے اس کی اس کے دونوں یاروں نے اور تمام فقہاء امصار نے ۔ابو عمر نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے پہلے کسی نے یہ بات کہی ہو اور ریا کے معنی یہ ہیں کہ ظاہر میں بندگی ہو اور باطن میں اس کے برخلاف ہو اور ظاہر یہ ہے کہ وَرِيَآءً وَّنِوَآءً میں واو معنی اُو کے ہے اس لیے کہ یہ چیزیں کبھی جدا جدا ہوتی ہیں اشخاص میں اور ہر ایک ان میں سے جدا جدا مذموم ہے اور اس حدیث میں بیان ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر اس وقت ہوتی ہے جب کہ ہو ان کا پالنا اطاعت میں یا مباح کاموں میں نہیں تو ان کا پالنا مذموم ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ آیت جامعہ ہے تو یہ اس کے شامل ہونے کی وجہ سے ہے سب قسموں کو بندگی اور گناہ سے اور اس کا نام فاذہ رکھا اس کے منفرد ہونے کی وجہ سے اپنے معنی میں ۔ابن تین نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ جو گدھوں کے پالنے میں نیک عمل کرے گا وہ اس کا ثواب دیکھے گا اور جو گناہ کرے گا وہ اس کا عذاب دیکھے گا ابن بطال نے کہا کہ اس میں تعلیم ہے استنباط اور قیاس کرنے کی اس لیے کہ تشبیہ دی گئی ہے وہ چیز کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے اس کا حکم اپنی کتاب میں اس چیز کے ساتھ کہ ذکر کیا اس کو ذرا بھر سے بھلائی سے ہو یا برائی سے جب کہ دونوں کے معنی ایک ہوں اور یہ عمدہ قیاس ہے نہیں منکر ہوتا اس کا مگر جس کو سمجھ نہیں اور اس کا تعاقب کیا ہے ابن منیر نے کہ یہ قیاس سے کسی چیز میں نہیں وہ صرف استدلال عموم کے ساتھ ہے اور اس میں تحقیق ہے عمل کے ثابت کرنے کے لیے ساتھ ظواہر عموم کے اور یہ کہ وہ لازم کیا گیا ہے یہاں تک کہ دلالت کرے دلیل تخصیص پر اور اس میں اشارہ ہے طرف فرق کے درمیان حکم خاص منصوص کے اور عام ظاہر کے اور یہ کہ ظاہر منصوص سے دلالت کم ہے دلالت میں ۔(فتح)

بَابُ مَنْ ضَرَبَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْغَزْوِ. بیان ہے اس شخص کا جو غیر کے چوپائے کو کوڑا مارے

یعنی اس کی مدد اور رفاقت کے لیے۔

۲۶۴۹۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَقِيْلٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيُّ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيَّ فَقُلْتُ لَهُ حَدِّثْنِي بِمَا سَمِعْتَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَافَرْتُ مَعَهُ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ قَالَ أَبُوْ عَقِيْلٍ لَّا أَدْرِيْ غَزْوَةً أَوْ عُمْرَةً فَلَمَّا أَنْ أَقْبَلْنَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَّتَعَجَّلَ إِلٰى أَهْلِهِ فَلْيُعَجِّلْ قَالَ جَابِرٌ فَأَقْبَلْنَا وَأَنَا عَلٰى جَمَلٍ لِّيْ أَرْمَكَ لَيْسَ فِيْهِ شِيَةٌ وَّالنَّاسُ خَلْفِيْ فَبَيْنَا أَنَا كَذٰلِكَ إِذْ قَامَ عَلَيَّ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ اسْتَمْسِكْ فَضَرَبَهُ بِسَوْطِهِ ضَرْبَةً فَوَثَبَ الْبَعِيْرُ مَكَانَهُ فَقَالَ أَتَبِيْعُ الْجَمَلَ قُلْتُ نَعَمْ فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فِيْ طَوَآئِفِ أَصْحَابِهِ فَدَخَلْتُ إِلَيْهِ وَعَقَلْتُ الْجَمَلَ فِيْ نَاحِيَةِ الْبَلَاطِ فَقُلْتُ لَهُ هٰذَا جَمَلُكَ فَخَرَجَ فَجَعَلَ يُطِيْفُ بِالْجَمَلِ وَيَقُوْلُ الْجَمَلُ جَمَلُنَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَاقٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَعْطُوْهَا جَابِرًا ثُمَّ قَالَ اسْتَوْفَيْتَ الثَّمَنَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ الثَّمَنُ وَالْجَمَلُ لَكَ.

۲۶۴۹۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا۔ ابوعقیل راوی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ جہاد کا سفر تھا یا عمرے کا سو جب ہم مدینے کی طرف پلٹے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے گھر والوں کی طرف جلدی جانا چاہے تو چاہیے کہ جلدی جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا سو ہم متوجہ ہوئے اور حالانکہ میں اپنے اونٹ پر سوار تھا جو خالص سیاہ تھا اس میں کوئی داغ نہ تھا اور لوگ میرے پیچھے تھے سو جس حالت میں کہ میں اسی طرح تو اونٹ مجھ پر کھڑا ہو یعنی تھک گیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جابر رضی اللہ عنہ تو اس کو روک رکھ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے کوڑے سے ایک چوٹ ماری تو اونٹ اپنی جگہ سے کودا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں سو جب ہم مدینے میں آئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے تو میں آپ کے پاس گیا اور اونٹ کو بلاط (ایک جگہ کا نام ہے کہ مسجد کے آگے پتھروں سے فرش کی گئی تھی) کے کنارے میں باندھا تو میں نے آپ سے کہا یہ آپ کا اونٹ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے اور اونٹ کے گرد گھومنے لگے اور کہتے تھے کہ اونٹ ہمارا اونٹ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے کئی اوقیہ بھیجے اور فرمایا کہ یہ جابر رضی اللہ عنہ کو دے دو پھر فرمایا کہ تو نے پوری قیمت لے لی میں نے کہا ہاں فرمایا کہ قیمت اور اونٹ دونوں تیرے ہیں۔

فائدہ: یعنی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی تجھ کو عطا کیا۔

بَابُ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ الصَّعْبَةِ وَالْفُحُوْلَةِ مِنَ الْخَيْلِ. سخت چوپائے پر سوار ہونا اور نر گھوڑے پر سوار ہونا۔

فائدہ: اور اخذ کیا ہے مصنف نے سخت چوپائے پر سوار ہونے کو نر پر سوار ہونے سے اس لیے کہ وہ اکثر اوقات میں سخت ہوتا ہے مادہ سے اور اخذ کیا ہے اس نے اس کے نر ہونے کو اس سے کہ ذکر کیا اس کو ساتھ ضمیر مذکر کے اور ابن منیر نے کہا کہ یہ استدلال صحیح نہیں اس لیے کہ عود صحیح ہے لفظ پر اور فرس کا لفظ مذکر ہے اگرچہ مونث پر بھی واقع ہوتا ہے اور عکس کیا ہے اس کو ایک جماعت نے پس کہا کہ صحیح ہے پھرنا ضمیر کا لفظ پر اور معنی پر ابن منیر نے کہا کہ اور نہیں باب کی حدیثوں میں وہ چیز کہ دلالت کرے اوپر فضیلت دینے نر کے مگر یہ کہ ہم کہیں کہ حضرت ﷺ نے اس کی تعریف کی ہے اور مادہ سے سکوت فرمایا پس ثابت ہوئی فضیلت اس کے ساتھ ابن بطال نے کہا کہ معلوم ہے کہ مدینہ گھوڑیوں سے خالی نہ تھا اور نہیں منقول ہوا حضرت ﷺ سے اور نہ آپ کے اصحاب سے کہ وہ نروں کے سوا گھوڑیوں پر سوار ہوئے ہوں مگر وہ چیز کہ ذکر کی گئی ہے سعد بن عاص سے اور اس کے اس کے قول میں توقف ہے۔ (فتح)

وَقَالَ رَاشِدُ بْنُ سَعْدٍ كَانَ السَّلَفُ يَسْتَحِبُّوْنَ الْفُحُوْلَةَ لِأَنَّهَا أَجْرٰى وَأَجْسَرُ. یعنی اور راشد بن سعد نے کہا کہ تھے سلف یعنی اصحاب اور جوان کے بعد ہیں پسند کرتے نر گھوڑوں کو اس لیے کہ وہ دلاور تر اور بہادر تر ہیں گھوڑیوں سے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تھے پسند کرتے گھوڑیوں کو لوٹوں اور شب خونوں میں اور اس چیز کے لیے کہ پوشیدہ ہیں لڑائی کے کاموں سے اور تھے پسند کرتے گھوڑوں کو لڑائی میں اور قلعوں میں اور اس چیز میں کہ ظاہر ہے لڑائی کے کاموں سے اور روایت ہے کہ تھے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نہ لڑتے مگر گھوڑیوں پر اس لیے کہ وہ پیشاب کو دور کرتی ہیں اور گھوڑا پیشاب کو روک رکھتا ہے۔ (فتح)

٢٦٥٠ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ يُقَالُ لَهُ مَنْدُوْبٌ فَرَكِبَهُ وَقَالَ مَا رَأَيْنَا مِنْ فَزَعٍ وَّإِنْ وَّجَدْنَاهُ لَبَحْرًا.

٢٦٥٠۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینے میں گھبراہٹ پڑی یعنی اس لیے کہ دشمن آ گیا تھا تو حضرت ﷺ نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا کہ کہا جاتا تھا اس کو مندوب یعنی میٹھا تو حضرت ﷺ اس پر سوار ہوئے اور جب پھرے تو فرمایا کہ ہم نے خوف کی کوئی چیز نہیں دیکھی اور البتہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم تو دریا پایا۔

بَابُ سِهَامِ الْفَرَسِ. وَقَالَ مَالِكٌ يُسْهَمُ باب ہے بیان میں حصے گھوڑے کے یعنی وہ چیز کہ مستحق

لِلْخَيْلِ وَالْبَرَاذِيْنِ مِنْهَا لِقَوْلِهِ ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا﴾.

ہوتا ہے اس کو سوار مال غنیمت سے بسبب اپنے گھوڑے کے اور امام مالک نے کہا کہ حصہ دیا جائے گھوڑے کے لیے اور ترکی گھوڑوں کے لیے۔ اس آیت کی وجہ سے کہ بنائے ہم نے گھوڑے اور خچریں اور گدھے کہ تم ان پر سوار ہو۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ وجہ استدلال کی آیت کے ساتھ یہ ہے کہ اللہ نے احسان جتلایا ساتھ سوار ہونے کے گھوڑوں پر اور تحقیق حصہ ٹھہرایا ہے ان کے لیے حضرت ﷺ نے اور نام خیل کا واقع ہوتا ہے برذون اور ہجین پر بخلاف بغال اور حمیر کے اور گویا کہ آیت نے تمام پکڑا ہے اس چیز کو کہ سواری کی جاتی ہے اس جنس سے اس چیز کے لیے کہ اس کو چاہتا احسان جتانا پس جب کہ نہ نص بیان کی برذون اور ہجین کے بیچ اس کے تو دلالت کی اس نے اوپر ان کے داخل ہونے کے گھوڑوں میں۔ اور مراد ہجین سے وہ گھوڑا ہے جس کا ایک ماں باپ عربی ہو اور دوسرا غیر عربی اور بعض کہتے ہیں کہ جس کا صرف باپ عربی ہو۔ (فتح)

وَلَا يُسْهَمُ لِأَكْثَرَ مِنْ فَرَسٍ.

یعنی اور نہ حصہ نکالا جائے ایک سے زیادہ گھوڑوں کے لیے یعنی اگر غازی کے پاس ایک سے زیادہ گھوڑے ہوں تو صرف ایک ہی گھوڑے کا حصہ نکالا جائے اور گھوڑوں کا حصہ نہ نکالا جائے

فائدہ: یہ بقیہ ہے امام مالک کی کلام کا اور یہی ہے قول جمہور کا اور لیث اور ابو یوسف اور احمد اور اسحق نے کہا کہ دو گھوڑوں کا حصہ نکالا جائے اس سے زیادہ کا نہ نکالا جائے اور اس باب میں ایک حدیث بھی آئی ہے جس کو دار قطنی نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے ابو عمرہ سے کہ حضرت ﷺ نے ایک حصہ میرے لیے نکالا اور چار حصے میرے گھوڑے کے لیے نکالے سو میں نے پانچ حصے لیے اور قرطبی نے کہا کہ کسی نے نہیں کہا کہ دو گھوڑوں سے زیادہ کے لیے حصہ نکالا جائے مگر جو سلیمان بن موسیٰ سے روایت ہے کہ ہر گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے جائیں خواہ کتنے ہی ہوں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ہے یعنی گھوڑے کے دو حصوں کے سوا۔ (فتح)

۲۶۵۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ

۲۶۵۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے ہیں اور اس کے مالک کے لیے ایک حصہ ٹھہرایا۔

وَلِصَاحِبِهِ سَهْمًا.

فائدہ: یعنی سوائے دو حصوں گھوڑے کے تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور خیبر کی جنگ میں آئے گا کہ نافع نے اس کو اس طرح تفسیر کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں کہ اگر مرد کے ساتھ گھوڑا ہو تو اس کے لیے تین حصے ہیں اور اگر اس کے ساتھ اگھوڑا نہ ہو تو اس کے لیے صرف ایک حصہ ہے اور ابو داود وغیرہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث اس لفظ کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے مرد اور اس کے گھوڑے کے لیے تین حصے ٹھہرائے ایک حصہ اس کا اور دو حصے اس کے گھوڑے کے اور دار قطنی نے رمای کے طریق سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے۔ دار قطنی نے کہا کہ اس میں راوی سے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ وہم نہیں اس لیے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ٹھہرائے سوار کے لیے بسبب اس کے گھوڑے کے دو حصے اس کے حصے کے سوا جو اس کے ساتھ خاص ہے اور تحقیق روایت کا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ساتھ اسی سند کے تو کہا اَسْهَمَ لِلْفَرَسِ اس میں یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے ٹھہرائے اور اسی طرح روایت کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے ابن ابی شیبہ سے اور شاید کے رمادی نے اس کو معنی کے ساتھ روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے احمد نے ابو اسامہ اور ابن نمیر دونوں سے ساتھ اس لفظ کے اسہم للفرس یعنی گھوڑے کے لیے دو حصے مقرر کیے اور نیز اسی تاویل پر محمول ہو گی وہ حدیث جو عبداللہ سے رمادی کی روایت کی طرح مروی ہے اور اس کو دار قطنی نے روایت کیا ہے اور تحقیق روایت کیا ہے اس کو علی بن حسین نے اور وہ ثابت تر ہے نعیم سے عبداللہ بن مبارک سے ساتھ لفظ اسهم للفرس کے اور تمسک کیا ہے ساتھ اس روایت کے ظاہر کے بعض اس شخص نے جس نے دلیل پکڑی ہے ابو حنیفہ کے لیے بیچ قول اس کے کے کہ گھوڑے کے لیے ایک حصہ ہے اور اس کے سوار کے لیے دوسرا حصہ تو سوار کے لیے دو حصے ہوں گے اور نہیں حجت اس کے لیے بیچ اس کے اس چیز کے لیے کہ ہم نے ذکر کی کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے حصے سوار کے جو اس کے ساتھ خاص ہے اور نیز حجت پکڑی گئی ہے اس کے لیے اس چیز کے ساتھ کہ ابو داود نے روایت کی ہے مجمع بن جاریہ کی حدیث سے خیبر کے قصے میں کہا پس حضرت ﷺ نے سوار کو دو حصے اور پیادے کو ایک حصہ اور اس کی سند ضعیف ہے اور اگر ثابت ہو تو حمل کیا جائے گا اس چیز پر کہ پہلے گذری کہ مراد دو حصے گھوڑے کے ہیں سوائے اس کے حصے کے اس لیے کہ وہ دونوں امروں کی محتمل ہے اور تطبیق دینی دونوں روایات میں اولیٰ ہے خاص کر پہلی سندیں زیادہ تر ثابت ہیں اور ان کے راوی کے ساتھ زیادتی علم کی ہے اور صریح تر اس سے وہ چیز ہے جو ابو داود نے ابو عمرہ کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے گھوڑے کے دو حصے دیئے اور ہر انسان کے لیے ایک حصہ تو سوار کے لیے تین حصے ہوں گے اور نسائی کے لیے زبیر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو چار حصے دیے دو اس کے گھوڑے کے اور ایک حصہ اس کا اور ایک حصہ اس کی قرابت کے لیے اور کہا محمد بن سحنون نے کہ

اکیلا ہوا ہے ابوحنیفہ اس کے ساتھ سوائے اور فقہاء امصار کے اور ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ میں براجانتا ہوں کہ چوپائے کو مسلمان پر فضیلت دوں اور ضعیف شبہ ہے اس لیے کہ درحقیقت کل حصے مرد کے لیے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر حدیث ثابت نہ ہوتی تو البتہ شبہ قوی ہوتا اس لیے کہ مراد کمی بیشی ہے درمیان پیادے اور سوار کے پس اگر گھوڑا نہ ہوتا تو سوار کو پیادے سے ایک حصہ زیادہ نہ دیا جاتا سو جس نے سوار کے لیے دو حصے ٹھہرائے تو اس نے گھوڑے اور مرد کے درمیان برابری کی اور تحقیق یہ بھی تعاقب کیا گیا ہے اس لیے کہ اصل عدم مساوات ہے درمیان انسان اور چوپائے کے سو جب نکلا یہ اصل سے ساتھ مساوات کے تو چاہیے کہ کمی بیشی بھی اسی طرح ہو اور تحقیق فضیلت دی ہے حنفیہ نے چوپائے کو آدمی پر بعض احکام میں پس کہتے ہیں کہ اگر مار ڈالے کوئی شکاری کتا کہ اس کی قیمت دس ہزار سے زیادہ تو اس کو ادا کرے اور غلام مسلمان کو مار ڈالے تو نہ ادا کرے اس میں مگر کم دس ہزار درہم سے اور حق یہ ہے کہ اعتماد اس میں خبر پر ہے یعنی حدیث پر اور نہیں اکیلا ہوا ابوحنیفہ اس چیز کے ساتھ کہ اس نے کہی پس یہی قول مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور ابو موسی رضی اللہ عنہ سے لیکن ثابت عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے مانند قول جمہور کے ہے۔اور جمہور کے لیے استدلال کیا گیا ہے باعتبار معنی کے اس طرح سے کہ گھوڑا محتاج ہے محنت کی طرف اپنی خدمت کی وجہ سے اور گھاس اپنے اور ساتھ اس کے کہ خاص ہوتی ہے ساتھ اس کے لڑائی میں بے پرواہی سے وہ چیز کہ نہیں پوشیدہ ہے پس استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ مشرک جب لڑائی میں حاضر ہو اور مسلمان کے ساتھ لڑے تو اس کے لیے حصہ ٹھہرایا جائے اور یہی قول ہے بعض تابعین کا شعبی کی طرح۔اور نہیں حجت ہے اس میں اس لیے کہ اس جگہ کوئی عموم کا صیغہ وارد نہیں ہوا اور استدلال کیا گیا ہے جمہور کے لیے اس حدیث کے ساتھ کہ نہیں حلال ہوئیں غنیمتیں کسی کے لیے ہم سے پہلے اور اس کا بیان اپنی جگہ میں آئے گا۔اور اس حدیث میں ترغیب ہے گھوڑوں کے حاصل کرنے پر اور ان کے رکھنے پر جہاد کے لیے اس چیز کی وجہ سے کہ جو اس میں برکت ہے اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے اور اعظام شوکت ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ یعنی اور گھوڑوں کے باندھنے سے کہ ڈراؤ تم اس کے ساتھ اللہ کے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اور اختلاف کیا گیا ہے اس شخص کے حق میں جو جہاد کی طرف نکلے اور اس کے ساتھ گھوڑا ہو پس مر جائے لڑائی کے حاضر ہونے سے پہلے تو مالک نے کہا کہ مستحق ہے گھوڑے کے حصے کا اور امام شافعی اور باقی امام کہتے ہیں کہ نہ حصہ نکالا جائے اس کے لیے مگر جب کہ حاضر ہو لڑائی میں اور اگر گھوڑا لڑائی میں مر جائے تو مستحق ہوتا ہے اس کا مالک اور اگر اس کا مالک مر جائے تو بدستور رہتا ہے استحقاق اس کا اور وہ وارثوں کے لیے ہے۔اور اوزاعی سے روایت ہے کہ جو لڑائی کی جگہ میں پہنچے اور اپنا گھوڑا بیچ ڈالے تو اس کے لیے حصہ نکالا جائے لیکن مستحق ہے بائع اس چیز سے کہ غنیمت لائے پہلے عقد کے اور خریدار اس چیز سے کہ غنیمت لائے بعد اس کے اور جو مشتبہ ہو وہ بانٹا جائے اور بعض کہتے ہیں کہ ٹھہرایا جائے یہاں تک کہ دونوں صلح کریں

اور ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ جو داخل ہو دشمن کی زمین میں پیادہ تو نہ ٹھہرایا جائے اس کے لیے مگر حصہ پیادے کا اور اگرچہ گھوڑا خرید لے اور اس پر لڑے اور اختلاف کیا گیا ہے دریا کے غازیوں میں جب کہ ان کے ساتھ گھوڑے ہوں تو شافعی اور اوزاعی نے کہا کہ اس کا حصہ نکالا جائے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ قَادَ دَآبَّةَ غَيْرِهٖ فِي الْحَرْبِ

اگر کوئی لڑائی میں کسی کے چوپائے کی مہار کھینچے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۲۶۵۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ إِنَّ هَوَازِنَ كَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا لَقِيْنَاهُمْ حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوْا فَأَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَآئِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَأَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَأَيْتُهٗ وَإِنَّهٗ لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

۲۶۵۲۔ ابو اسحق سے روایت ہے کہ ایک مرد نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم جنگ حنین کے دن حضرت ﷺ کے نزدیک سے بھاگ گئے تھے لیکن حضرت ﷺ تو ہرگز نہیں بھاگے اس کا قصہ یوں ہے کہ تحقیق ہوازن تیر انداز لوگ تھے اور بے شک جب ہم ان سے ملے تو ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر بھاگے اور مسلمان غنیموں پے متوجہ ہوئے اور سامنے ہوئی ہم کو قوم ہوازن ساتھ تیروں کے یعنی ہم کو سامنے سے تیر مارنے لگے اور مسلمانوں نے شکست کھائی اور بھاگے اور لیکن حضرت ﷺ پس نہیں بھاگے پس البتہ تحقیق میں نے آپ کو دیکھا اور حالانکہ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا اور حضرت ﷺ کہتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

فائدہ: اس کی پوری شرح جنگ حنین میں آئے گی اور اس کی غرض یہ قول تھا کہ ابوسفیان اس کی لگام پکڑے تھا۔ (فتح)

بَابُ الرِّكَابِ وَالْغَرْزِ لِلدَّآبَّةِ.

باب ہے بیان میں رکاب چوپائے کے لیے۔

فائدہ: بعض کہتے ہیں کہ رکاب لوہے کی ہوتی ہے اور لکڑی کی اور غرز نہیں ہوتی مگر چمڑے سے اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں ہم معنی ہیں یا غرز اونٹ کے لیے ہوتی ہے اور رکاب گھوڑے کے لیے۔ (فتح)

۲۶۵۳۔ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ

۲۶۵۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جب اپنا پاؤں رکاب میں رکھتے تھے اور آپ کی اونٹنی آپ کے ساتھ

عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ وَاسْتَوَتْ بِهِ نَاقَتُهُ قَائِمَةً أَهَلَّ مِنْ عِنْدِ مَسْجِدِ ذِي الْحُلَيْفَةِ.

سیدھی کھڑی ہوتی ہے تو ذوالحلیفہ کی مسجد کے نزدیک سے احرام باندھتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے اس چیز میں کہ باب باندھا اس کے لیے غرز سے اور لیکن رکاب پس لاحق کیا اس کو اس کے ساتھ اس لیے کہ وہ اس کے معنی میں ہے۔ ابن بطال نے کہا کہ گویا کہ بخاری نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رکابوں کو کاٹ ڈالو اور گھوڑوں پر چڑھو تو یہ مطلق رکابوں کے منع کرنے پر دلیل نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد عادت ڈالنی ان کی ہے اوپر سوار ہونے گھوڑوں کے۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْفَرَسِ الْعُرْيِ.

ننگے گھوڑے پر سوار ہونے کا بیان۔

فائدہ: یعنی جس پر نہ زین ہو اور نہ پالان۔

٢٦٥٤۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَرَسٍ عُرْيٍ مَّا عَلَيْهِ سَرْجٌ فِي عُنُقِهِ سَيْفٌ.

۲۶۵۴۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آگے آئے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ ننگے گھوڑے پر سوار تھے اس پر زین نہ تھی اور اس کی گردن پر تلوار لٹکی ہوئی تھی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو پہلے گذر چکی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا عاریتاً لیا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ایک رات مدینے میں ہول پڑا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو آگے سے آملے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز کی طرف ان سے آگے بڑھ گئے تھے اور وہ ننگے گھوڑے پر بغیر زین کے سوار تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار تھے اور شجاعت میں پہلے گذر چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے دلاورتر تھے اور اس کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے اور اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ تھے اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تواضع سے یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوڑے کی سواری کا نہایت تجربہ تھا اس لیے کہ ننگے پر سوار ہونا نہیں حاصل ہوتا مگر اس شخص سے جو سواری کرنی خوب جانتا ہو اور یہ کہ گردن میں تلوار کا لٹکانا جائز ہے حاجت کے وقت جب کہ اس کو اس سے مدد ہو۔ اور اس حدیث میں وہ چیز ہے کہ جو اس کی طرف اشارہ کرتی ہے جو لائق ہے سوار کے لیے یہ کہ سواری کی حفاظت رکھے اور اس کی خبر گیری کرے اور طبع کو اس کے ساتھ ریاضت کروائے تا کہ اچانک اس کو کوئی سختی پیش نہ آئے تو اس کے لیے تیاری کی ہوگی۔ (فتح)

بَابُ الْفَرَسِ الْقَطُوْفِ.

سست قدم گھوڑے کا بیان۔

۲۶۵۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَزِعُوْا مَرَّةً فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ كَانَ يَقْطِفُ أَوْ كَانَ فِيْهِ قِطَافٌ فَلَمَّا رَجَعَ قَالَ وَجَدْنَا فَرَسَكُمْ هٰذَا بَحْرًا فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يُجَارٰى.

۲۶۵۵۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار مدینے والے گھبرائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے جو سست قدم تھا یا اس میں کچھ سستی تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا تو اس کے بعد کوئی گھوڑا اس کے ساتھ نہ چل سکتا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گذر چکی ہے اور اس حدیث میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کا بیان ہے اس لیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سست گھوڑے پر سوار ہوئے تو وہ تیز قدم ہو گیا۔ (فتح)

بَابُ السَّبْقِ بَيْنَ الْخَيْلِ

باب ہے بیان میں گھڑ دوڑ کے

فائدہ: یعنی اس کے مشروع ہونے کے اور مراد سبق سے اس جگہ رہن ہے جو اس کے لیے رکھا جاتا ہے پھر کہا کہ باب ہے بیان میں اضمار کرنے گھوڑوں کے گھڑ دوڑ کے لیے اشارہ کرنے کے لیے اس بات کی طرف کہ سنت گھڑ دوڑ میں یہ ہے کہ پہلے گھوڑوں کو اضمار کریں اور اگر نہ اضمار کیے ہوں تو نہیں منع ہے گھڑ دوڑ ان کے اوپر پھر کہا بَابُ غَايَةِ السِّبَاقِ فِي الْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ یعنی بیان اس کا اور بیان غایت ان گھوڑوں کا کہ نہیں اضمار کئے گئے۔ (فتح)

۲۶۵۶۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ أَجْرَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ضُمِّرَ مِنَ الْخَيْلِ مِنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَأَجْرٰى مَا لَمْ يُضَمَّرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَكُنْتُ فِيْمَنْ أَجْرٰى. قَالَ عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللَّهِ قَالَ سُفْيَانُ بَيْنَ الْحَفْيَاءِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ خَمْسَةُ أَمْيَالٍ أَوْ سِتَّةٌ وَبَيْنَ ثَنِيَّةَ إِلٰى مَسْجِدِ بَنِيْ

۲۶۵۶۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دوڑایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑا اضمار کیا ہوا حفیا سے ثنیۃ الوداع تک اور دوڑایا اس گھوڑے کو کہ نہ اضمار کیا گیا تھا ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں گھوڑے کے دوڑانے والوں میں تھا سفیان نے کہا کہ حفیاء سے ثنیۃ تک پانچ یا چھے میل کا فاصلہ ہے اور ثنیۃ سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصل ہے۔

زُرَيْقٍ مِيْلٌ.

فائدہ: حفیا نام ہے ایک جگہ کا چند قوس پر مدینہ سے اور ثنیۃ الوداع ایک پہاڑ کا نام ہے کہ اہل مدینہ مسافروں کو وہاں تک پہنچانے کو جاتے ہیں۔

بَابُ إِضْمَارِ الْخَيْلِ لِلسَّبْقِ. اضمار کرنا گھوڑے کا گھڑ دوڑ کے لیے۔

فائدہ: گھڑ دوڑ یہ ہے کہ دو گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ دیکھیں کہ کون آگے نکلتا ہے۔ اور اضمار اس کو کہتے ہیں کہ گھوڑے کو خوب چارہ کھلاتے ہیں تا کہ قوی اور فربہ ہو بعد ازاں کم کرتے جاتے ہیں چارے کو اور اس کی خوراک پر لا ٹھہراتے ہیں اور ایک مکان میں بند کر کے اس پر جھول ڈالتے ہیں کہ وہ گرم ہوتا ہے اور عرق لاتا ہے اور جب اس کا عرق خشک ہوتا ہے تو اس کا گوشت ہلکا ہو جاتا ہے اور قوی ہو جاتا ہے دوڑنے میں۔ (فتح)

۲۶۵۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِيْ لَمْ تُضَمَّرْ وَكَانَ أَمَدُهَا مِنَ الثَّنِيَّةِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِيْ زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ سَابَقَ بِهَا قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ أَمَدًا غَايَةً ﴿فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ﴾.

۲۶۵۷۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت ﷺ نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے اور اس کی انتہاء ثنیہ سے مسجد بنی زریق تھی اور بے شک عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور ابوعبداللہ یعنی بخاری نے کہا امد کے معنی غایت ہے یعنی نہایت فطال علیهم الامد یعنی دراز ہوئی ان پر غایت یعنی امد کے معنی کہ اس آیت میں واقع ہوا ہے غایت ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ باب باندھا ہے بخاری نے لیث کے طریق کے ساتھ اضمار کا اور وارد کیا ہے ساتھ لفظ سابق بين الخيل التی لم تضمر تا کہ اشارہ کرے اس کے ساتھ طرف تمام حدیث کے اور ابن منیر نے کہا کہ نہیں الزام کیا بخاری نے اس کو اپنے تراجم میں بلکہ اکثر اوقات باب باندھا ہے مطلق اس چیز کے لیے کہ کبھی ثابت ہوتی ہے اور کبھی منفی ہوتی ہے پس معنی اس کے قول کا اضمار الخیل للسبق یعنی کیا اضمار شرط ہے یا نہیں پس بیان کیا اس روایت کے ساتھ جس کو وارد کیا کہ شرط نہیں اور ہوتی غرض اس کی اقتصار محض تو البتہ ہوتا اختصار کرنا اوپر اس طرف کہ جو مطابق ہے ترجمہ کے لیے اولیٰ لیکن عدول کیا اس نے اس سے اس نکتہ کے لیے اور نیز پس زائل کرنے کے لیے اعتقاد اس بات کے کہ اضمار جائز نہیں اس لیے کہ اس میں مشقت ہانکنے اس کے سے اور خطر سے بیچ اس کے پس بیان کیا ہے کہ یہ منع نہیں بلکہ جائز ہے میں کہتا ہوں کہ ابن بطال اور ابن منیر کی کلام میں منافات نہیں۔ (فتح)

بَابُ غَايَةِ السَّبْقِ لِلْخَيْلِ الْمُضَمَّرَةِ. نہایت گھڑ دوڑ کی ان گھوڑوں کے لیے کہ اضمار کیے گئے ہوں۔

٢٦٥٨۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَابَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي قَدْ أُضْمِرَتْ فَأَرْسَلَهَا مِنَ الْحَفْيَاءِ وَكَانَ أَمَدُهَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ لِمُوْسٰى فَكَمْ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ سِتَّةُ أَمْيَالٍ أَوْ سَبْعَةٌ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضَمَّرْ فَأَرْسَلَهَا مِنْ ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ وَكَانَ أَمَدُهَا مَسْجِدَ بَنِي زُرَيْقٍ قُلْتُ فَكَمْ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ مِيْلٌ أَوْ نَحْوُهُ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ مِمَّنْ سَابَقَ فِيْهَا.

٢٦٥٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت یہ ہے کہ گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے اضمار کیے گئے تھے سو ان کو حفیا سے چھوڑا اور گھڑ دوڑ کی انتہاء ثنیۃ الوداع تھی اور اور ابواسحق کہتا ہے کہ میں نے موسیٰ سے کہا کہ ان دونوں جگہوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ چھ یا سات میل ہے اور گھڑ دوڑ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درمیان ان گھوڑوں کے کہ نہیں اضمار کیے گئے تھے سو چھوڑا ان کو ثنیۃ الوداع سے اور اس کی انتہاء مسجد بنی زریق تھی میں نے کہا کہ اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے اس نے کہا کہ میل یا مانند اس کے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی گھڑ دوڑ لوگوں میں تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے گھڑ دوڑ کرنی اور یہ عبث میں داخل نہیں بلکہ یہ ریاضت محمودہ ہے جو پہنچانے والی ہے مقاصد کے حاصل کرنے کی طرف جہاد میں اور نفع اٹھانے کے ساتھ اس کی حاجت کے وقت اور وہ دائرہ ہے درمیان استحباب اور اباحت کے باعتبار باعث کے اس کے اوپر قرطبی نے کہا کہ نہیں خلاف ہے بیچ جائز ہونے گھڑ دوڑ کے اوپر گھوڑوں کے اور ان کے سوا اور چوپایوں سے اور اوپر قدموں کے اور اس طرح آپس میں تیر اندازی کرنے اور استعمال کرنا ہتھیاروں کا اس لیے کہ اس میں تجربہ کرنا ہے لڑائی پر اور یہ کہ جائز ہے اضمار کرنا گھوڑوں کا اور نہیں پوشیدہ ہے اختصار استحباب اس کے کا ساتھ گھوڑوں کے تیار کیے گئے ہیں کہ جہاد کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نشان کرنا ساتھ ابتدا کے اور انتہا کے گھڑ دوڑ کے لیے اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا فعل کی حکم کرنے والے کی طرف اس لیے کہ مراد اس کی قول سابق سے یہ ہے کہ آپ نے حکم کیا یا مباح کیا۔

تنبیہ: نہیں تعرض کیا اس حدیث میں گرو رکھنے کے لیے اس پر لیکن باب باندھا ہے اس کے لیے ترمذی نے بَابُ الْمُرَاهَنَةِ عَلَى الْخَيْلِ اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی احمد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھڑ دوڑ کی اور رہن رکھا اور تحقیق اجماع کیا ہے گھڑ دوڑ کے جواز پر بغیر عوض کے لیکن بند کیا ہے اس کو شافعی اور مالک نے اونٹ اور گھوڑے دوڑانے میں اور تیراندازی میں اور خاص کیا اس کو بعض علماء نے ساتھ گھوڑوں کے اور عطا نے اس کو ہر چیز میں جائز رکھا ہے اور اتفاق کیا ہے علماء نے گھڑ دوڑ کے جائز ہونے پر عوض کے ساتھ

بشرطیکہ وہ دونوں گھڑ دوڑ والوں کے غیر کی طرف سے ہو مانند امام کے جس جگہ کہ ان کے ساتھ کوئی اس کا گھوڑا نہ ہو اور جائز رکھا ہے جمہور نے یہ کہ دونوں میں سے ایک کی طرف سے ہو اور اس طرح جب کہ ہو ساتھ ان کے تیسرا حلال کرنے والا بشرطیکہ اپنے پاس سے کچھ نہ نکالے تا کہ نکلے عقد قمار کی صورت سے اور وہ یہ ہے کہ جانبین سے شرط ہو اور دونوں مال مشروط نکالیں جو آگے بڑھ جائے سو دونوں کا مال لے پس اتفاق ہے علما کا اس کے منع ہونے پر اور ان میں سے بعض نے شرط کی ہے محلل میں کہ نہ متحقق ہو سبق مجلس سبق میں اور یہ کہ مراد ساتھ مسابقت بالخیل کے ان پر سوار ہونا ہے نہ محض دو گھوڑوں کا چھوڑنا بغیر سوار کے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھڑ دوڑ کرنے والوں میں تھے اور اس طرح استدلال کیا ہے اس کے ساتھ بعض نے اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ جو سوار ہونے کی شرط نہیں کرتا نہیں منع کرتا صورت سواری کو اور سوائے اس کے نہیں کہ حجت پکڑی ہے جمہور نے اس طرح سے کہ گھوڑے خود بخود راہ نہیں پاتے ساتھ قصد غایت کے بغیر سوار کے اور اکثر اوقات نفرت کرتے ہیں اور اس میں نظر ہے اس لیے کہ راہ پانا نہیں خاص ہے سوار ہونے کے ساتھ اور یہ کہ جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف قوم خاص کی اور اس کے لیے باب باندھا ہے بخاری نے کتاب الصلوۃ میں اور یہ کہ جائز ہے معاملہ کرنا چوپایوں کا حاجت کے لیے ساتھ اس چیز کے کہ ہو تعذیب اس کے لیے بیچ غیر حاجت کے مانند بھوکا رکھنے کے اور دوڑانے کے اور یہ کہ خلقت کو اپنی اپنی جگہوں میں اتارا جائے اس لیے کہ حضرت ﷺ نے اضمار کیے گئے اور نہ اضمار کیے گئے میں فرق کیا اور اگر ان کو باہم ملاتے تو غیر مضمر تھک جاتا۔ (فتح) گھڑ دوڑ میں اگر ایک طرف سے شرط ہو تو درست اور اگر دونوں طرف سے ہو تو درست نہیں کہ یہ قمار ہے لیکن اگر کوئی تیسرا آدمی ان کے درمیان گھوڑا ڈالے اس شرط پر کہ اگر تیسرا گھوڑا بڑھ گیا تو دونوں سے لے گا اور اگر پیچھے رہے گا تو کچھ نہیں دے گا تو یہ اس صورت میں درست ہے کہ اگر دونوں میں سے ایک بڑھ جائے تو اس کو بھی دوسرے سے لینا درست ہوگا اور تیسرے آدمی کو محلل کہتے ہیں کہ اس کے سبب سے یہ صورت شرط جانبین کی حلال ہوگی۔

بَابُ نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. باب ہے بیان میں حضرت ﷺ کی اونٹنی کے۔

فائدہ: اس طرح جدا کیا ہے بخاری نے اس باب کو اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ قصواء اور عضباء ایک ہی اونٹنی کا نام ہے۔

قَالَ ابْنُ عُمَرَ أَرْدَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَآءِ. یعنی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ﷺ نے اسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے قصواء اونٹنی پر سوار کیا۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا اور پوری حدیث کتاب الحج میں گذر چکی ہے۔

وَقَالَ الْمِسْوَرُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ یعنی اور مسور نے کہا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہیں

وَسَلَّمَ مَا خَلَأَتِ الْقَصْوَآءُ.

اڑی قصوا۔

فائدہ: یہ ایک حدیث دراز کا ٹکڑا ہے جو کتاب الشروط میں گذر چکی ہے۔

۲۶۵۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَتْ نَاقَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا الْعَضْبَآءُ.

۲۶۵۹۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو عضباء کہا جاتا تھا۔

۲۶۶۰۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ لَا تُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ أَوْ لَا تَكَادُ تُسْبَقُ فَجَآءَ أَعْرَابِيٌّ عَلَى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَهُ فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ. طَوَّلَهُ مُوْسٰى عَنْ حَمَّادٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۶۶۰۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اس کا نام عضباء تھا کوئی اس سے آگے نہ بڑھتا تھا یا نہ قریب تھا کہ اس سے آگے بڑھے یعنی جب اونٹ سے مقابلہ کرتی تھی آگے بڑھ جاتی تھی تو ایک دیہاتی اپنے اونٹ پر آیا تو وہ عضباء سے آگے بڑھ گیا تو یہ اس کا آگے بڑھنا مسلمانوں پر ناگوار گذرا یہاں تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہچانا یعنی اثر اس کے پیچھے رہنے کا تو فرمایا کہ حق ہے یعنی امر ثابت ہے اللہ پر یہ کہ نہیں اونچی ہوتی کوئی چیز دنیا سے مگر کہ اس کو پست کر دیتا ہے۔

فائدہ: اس میں اختلاف ہے کہ عضباء وہی قصواء تھی یا کوئی اور تھی پس جزم کیا ہے حربی نے ساتھ اول کے اور کہا کہ اس کے تین نام تھے عضباء اور قصواء اور جدعاء اور یہی روایت ہے واقدی سے اور اس کے غیر نے کہا کہ عضباء اور تھی اور کہا کہ جدعاء شہباء تھی اور وحی کے اترنے کے وقت آپ کو اس کے سوا اور کوئی اونٹنی نہ اٹھاتی تھی اور اس کے سوا اور بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی اونٹنیاں تھی تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سواری کے لیے اونٹوں کا رکھنا جائز ہے اور ان پر گھڑ دوڑ کے لیے۔ اور اس حدیث میں زاہد بنانا ہے دنیا میں اشارہ کرنے کے لیے اس کی طرف کہ کوئی چیز اس سے اونچی نہیں ہوتی مگر کہ پست ہوتی ہے اور اس میں رغبت دلانا ہے تواضع پر اور اس میں حسن خلق ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور تواضع اور عظمت آپ کی اصحاب کے سینوں میں۔

بَابُ بَغْلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ہے بیان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کے یہ بات

الْبَيْضَاءِ قَالَهُ أَنَسٌ.

انس رضی اللہ عنہ نے کہی ہے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے حدیث اس کی طرف کہ جو قصہ حنین میں ہے اس میں ہے کہ حضرت ﷺ سفید خچر پر سوار تھے۔ (فتح)

وَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ أَهْدَى مَلِكُ أَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَاءَ.

یعنی اور ابو حمید نے کہا کہ ایلاء (ایک شہر کا نام ہے بحرین میں) کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ایک خچر سفید بھیجی۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی حدیث کی طرف جو دراز ہے اور غزوہ تبوک میں آئے گی اور جاننا چاہیے کہ جس خچر پر حضرت ﷺ حنین کے دن سوار تھے وہ غیر اس خچر کے ہے جو ایلاء کے بادشاہ نے تحفہ بھیجا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جس خچر پر حضرت ﷺ حنین کے دن سوار تھے اس کا نام دلدل تھا۔ (فتح)

٢٦٦١۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً.

٢٦٦١۔ عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے پیچھے اپنے کچھ نہیں چھوڑا مگر سفید خچر اور اپنے ہتھیا اور زرہ کہ چھوڑا اس کو بطور صدقہ کے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔

٢٦٦٢۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عُمَارَةَ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللهِ مَا وَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرَعَانُ النَّاسِ فَلَقِيَهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا

٢٦٦٢۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے اس کو کہا کہ اے ابو عمارہ کیا تم نے جنگ حنین کے دن پیٹھ پھیری تھی اس نے کہا کہ قسم ہو اللہ کا حضرت ﷺ نے پیٹھ نہیں پھیری لیکن جلد باز لوگوں نے پیٹھ پھیری تو ہوازن ان کو تیروں کے ساتھ ملے یعنی سامنے سے ان کو تیر اندازی کی اور حضرت ﷺ سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے تھے اور حضرت ﷺ فرماتے تھے کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

فائدہ: اورغرض اس سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ سفید خچر پر سوار تھے اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی اور استدلال کیا ہے اس کے ساتھ اس چیز پر کہ جائز ہے رکھنا خچروں اور چڑھانا گدھوں کا گھوڑوں پر اور لیکن حدیث علی رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں جو نہیں جانتے روایت کی یہ حدیث ابوداود نے اور صحیح کہا اس کو ابن حبان نے پس کہا طحاوی نے کہ اس کو ایک قوم نے لیا ہے تو کہا کہ یہ کام کرنا حرام ہے اور نہیں ہے حجت اس میں اس لیے کہ اس کا معنی رغبت دلانا ہے اوپر زیادہ کرنے گھوڑوں کے کیونکہ اس میں ثواب ہے اور گویا کہ مراد وہ لوگ ہیں کہ نہیں جانتے ثواب کو جو اس پر مرتب ہوتا ہے۔ (فتح)

بَابُ جِهَادِ النِّسَآءِ.

عورتوں کے جہاد کا بیان۔

٢٦٦٣۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُكُنَّ الْحَجُّ. وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بِهٰذَا.

٢٦٦٣۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے جہاد کی اجازت چاہی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس کے لیے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جہاد کبیر کا یعنی عاجز ضعیف کا اور عورت کا حج عمرہ ہے۔

٢٦٦٤۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُّعَاوِيَةَ بِهٰذَا وَعَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهُ نِسَآؤُهُ عَنِ الْجِهَادِ فَقَالَ نِعْمَ الْجِهَادُ الْحَجُّ.

٢٦٦٤۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کی بیویوں نے آپ سے جہاد کا حکم پوچھا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے۔

فائدہ: ابن بطال نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ جہاد عورتوں پر واجب نہیں لیکن حضرت ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے تو اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان کو نفل کرنا بھی جائز نہیں اور جہاد ان پر واجب نہیں تو یہ اس چیز کی وجہ سے ہے کہ مغایرت ہے اس چیز سے کہ ان سے مطلوب ہے مردوں سے پردہ کرنے میں اور ان

سے دور رہنے میں پس اس لیے حج افضل ہے ان کے لیے جہاد سے ۔ میں کہتا ہوں کہ تحقیق اشارہ کیا ہے بخاری نے اس کے ساتھ اس کے وارد کرنے میں ساتھ ترجمہ کو مجمل اور پیچھا کرنا اس کے ساتھ ان بابوں کے جو تصریح کرتے ہیں عورتوں کے جہاد پر نکلنے کی ۔ (فتح)

بَابُ غَزْوِ الْمَرْأَةِ فِي الْبَحْرِ.

دریا میں سوار ہو کر عورت کا جہاد کرنا۔

٢٦٦٥ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ هُوَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ دَخَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ابْنَةِ مِلْحَانَ فَاتَّكَأَ عِنْدَهَا ثُمَّ ضَحِكَ فَقَالَتْ لِمَ تَضْحَكُ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَقَالَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ الْأَخْضَرَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَثَلُهُمْ مَثَلُ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ فَضَحِكَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ أَوْ مِمَّ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهَا مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَتِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ قَالَ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ وَلَسْتِ مِنَ الْاٰخِرِيْنَ قَالَ قَالَ أَنَسٌ فَتَزَوَّجَتْ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ مَعَ بِنْتِ قَرَظَةَ فَلَمَّا قَفَلَتْ رَكِبَتْ دَآبَّتَهَا فَوَقَصَتْ بِهَا فَسَقَطَتْ عَنْهَا فَمَاتَتْ.

٢٦٦٥ـ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم (ام حرام رضی اللہ عنہا) ملحان کی بیٹی کے پاس گئے تو اس کے پاس تکیہ کر کے سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنستے ہیں فرمایا کہ کچھ لوگ میری امت کے اس دریا سبز میں سوار ہوں گے اللہ کی راہ میں یعنی جہاد کے لیے مثل ان کی جیسے بادشاہ تختوں پر تو اس نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی اس کو بھی ان میں شریک کر پھر دوسری بار سو کر ہنستے ہوئے جاگے تو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مثل کہا یعنی جیسا پہلے کہا تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو اسی طرح کہا تو اس نے کہا کہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے غازیوں میں شریک ہے پچھلوں میں نہیں انس رضی اللہ عنہ نے کہا سو ام حرام رضی اللہ عنہا نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو قرظہ کی بیٹی کے ساتھ دریا میں سوار ہوئی سو جب جہاد سے پھری تو اپنے چوپائے پر سوار ہوئی تو اس نے اس کی گردن توڑ ڈالی تو سواری سے گر پڑی اور مر گئی۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ پھر اس نے عبادہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو اس سے ظاہری طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے بعد نکاح کیا اور اول جہاد میں گذر چکا ہے کہ ام حرام رضی اللہ عنہا عبادہ رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس داخل ہوئے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس وقت اس کے نکاح میں تھیں پس یا تو یہ

روایت اس پر محمول ہوگی کہ وہ اس کی بیوی تھی پھر اس نے اس کو طلاق دی پھر اس کے بعد اس سے رجوع کیا یہ جواب ابن تین کا ہے۔ یا قول راوی کا کَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ جملہ معترضہ ہے مراد راوی کی وصف کرنا ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کا ساتھ اس کے بغیر مقید کرنے کے ساتھ کسی حال کے حالات میں اور دوسری روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس سے اس کے بعد نکاح کیا اور یہی اولیٰ ہے کہ دوسری روایت کے موافق ہے۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ فِي الْغَزْوِ دُوْنَ بَعْضِ نِسَآئِهِ.

اٹھانا مرد کا اپنی بی بی کو جہاد میں سوائے اپنی بعض بیبیوں کے یعنی یہ جائز ہے۔

٢٦٦٦۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَّعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ كُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيْثِ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَّخْرُجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَآئِهِ فَأَيَّتُهُنَّ يَخْرُجُ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيْهَا سَهْمِيْ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ.

٢٦٦٦۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر کو نکلنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے سو جس کا نام قرعہ میں نکلتا اس کو حضرت ﷺ اپنے ساتھ لے جاتے تھے تو حضرت ﷺ نے ہمارے درمیان قرعہ ڈالا ایک جہاد میں جس میں جنگ کی تھی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلی بعد نازل ہونے حجاب کے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح تفسیر میں آئے گی اور یہ ظاہر ہے اس میں کہ جس کے لیے باب باندھا گیا ہے اور اس میں تصریح ہے کہ اٹھانا عائشہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ اپنے تھا قرعہ ڈالنے کے بعد اپنی بیویوں میں۔ (فتح)

بَابُ غَزْوِ النِّسَآءِ وَقِتَالِهِنَّ مَعَ الرِّجَالِ.

عورتوں کا جہاد کرنا اور لڑنا ساتھ مردوں کے۔

٢٦٦٧۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٢٦٦٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ احد کا دن ہوا تو لوگوں نے حضرت ﷺ سے پیٹھ پھیری اور بے شک میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اوپر کھینچے ہوئے تھیں میں ان کی پنڈلیوں کی پازیبیں دیکھتا ہوں اپنی

وَسَلَّمَ قَالَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ وَقَالَ غَيْرُهُ تَنْقُلَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا ثُمَّ تُفْرِغَانِهِ فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ.

پیٹھوں پر مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں اور لوگوں کو پانی پلاتی تھیں پھر پھر جاتی تھیں اور ان کو بھر لاتی تھیں اور ان کو لوگوں کے منہ میں گراتی تھیں۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ ان کو جہاد میں ساتھ لے جاتے تھے تو وہ زخمیوں کی دوا کرتی تھیں اور ایک روایت میں ہے کہ عورتیں حضرت ﷺ کے ساتھ جنگ میں حاضر ہوا کرتی تھیں لڑنے والوں کو پانی پلاتی تھیں اور دوا کرتی تھیں زخمیوں کی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جنگ حنین میں عورتیں حضرت ﷺ کے ساتھ نکلیں تو حضرت ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نکلیں ہیں کہ بال بٹیں اور اللہ کی راہ میں مدد کریں اور زخمیوں کی دوا کریں اور تیر دیں اور ستو پلائیں۔ اور میں نے کسی حدیث میں یہ تصریح نہیں دیکھی کہ وہ لڑیں اور اس لیے کہا ابن منیر نے کہ باب میں عورتوں کے لڑنے کا ذکر ہے اور حدیث میں نہیں ہے پس یا تو اس سے مراد غازیوں کی مدد کرنی غزوہ کرنا ہی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ نہ کھڑی ہوئیں کہ پانی پلائیں زخمیوں کو اور مانند ان کے مگر کہ وہ در پے اس بات کے تھیں کہ اپنی جانوں سے دفع کریں اور یہی غالب ہے۔ اور مسلم میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے حنین کے دن خنجر لیا تھا تو کہا کہ اگر کوئی کافر میرے نزدیک آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ ڈالوں گی۔ اور احتمال ہے کہ بخاری کی غرض ترجمہ سے یہ ہو کہ بیان کریں کہ عورتیں نہ لڑیں اگرچہ جہاد کے لیے نکلیں پس اصل اس طور سے ہے کہ لڑنا ان کا مردوں کے ساتھ یعنی کیا وہ جائز ہے یا جب مردوں کے ساتھ جہاد میں نکلیں تو اس چیز پر اقتصار کریں جو کہ ذکر کی گئی ہے زخمیوں کی دوا کرنے سے اور مانند اس کے پھر بخاری نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ پنڈلیوں سے کپڑا اٹھائے ہوئے تھیں اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ حَمْلِ النِّسَآءِ الْقِرَبَ إِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ.

اٹھانا عورتوں کا مشکوں کو طرف لوگوں کے جہاد میں یعنی جائز ہے۔

۲۶۶۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِيْ مَالِكٍ إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ

۲۶۶۸۔ ثعلبہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینے کی کچھ عورتوں کے درمیان چادریں تقسیم کیں سو ایک عمدہ چادر باقی رہی تو اس کی بعض پاس والوں نے کہا کہ اے امیر

عَنْهُ قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِسَآءِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهٗ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهٗ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ أُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سَلِيْطٍ مِّنْ نِسَآءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ تَزْفِرُ تَخِيْطُ.

المومنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کو دیجیے جو آپ کے نکاح میں ہے مراد ان کی ام کلثوم علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھی جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے تھیں تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ام سلیط لائق تر ہے اس سے اور ام سلیط ایک انصاری عورت تھی ان لوگوں میں سے جنہوں نے حضرت ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ جنگ احد کے دن ہمارے لیے مشکیں اٹھا اٹھا کر لاتی تھیں۔ امام بخاری نے کہا کہ تزفر کے معنی تخیط ہیں یعنی سیتی تھیں۔

فائدہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے علی کی بیٹی ام کلثوم سے نکاح کیا ہوا تھا اور اس کی ماں فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں پس اس لیے اس کو رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کہا کہ وہ حضرت ﷺ کی نواسی تھیں اور آپ کی زندگی میں پیدا ہوئی تھیں اور وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سب بیٹیوں سے چھوٹی تھیں اور اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ مُدَاوَاةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى فِي الْغَزْوِ

دوا کرنا عورتوں کا زخمیوں کو جہاد میں۔

فائدہ: یعنی خواہ مرد زخمی ہو یا کوئی غیر۔ (فتح)

٢٦٦٩ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِيْ وَنُدَاوِي الْجَرْحٰى وَنَرُدُّ الْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

٢٦٦٩ـ ربیع بنت معوذ سے روایت ہے کہ ہم جہاد میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھیں غازیوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کو دوا دیتی تھیں اور مقتولوں کو اٹھاتی تھیں مدینہ کی طرف۔

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کا اجنبی مرد کا معالجہ کرنا درست ہے حاجت کے وقت۔ اور ابن بطال نے کہا کہ یہ محرموں کے ساتھ خاص ہے پھر ساتھ متجالات کے ان میں سے اس لیے کہ جگہ زخم کی نہیں لذت اٹھائی جاتی اس کے چھونے کے ساتھ بلکہ اس سے بدن کے بال کھڑے ہوتے ہیں پس اگر غیر متجالات کے ساتھ ضرورت پڑی تو چاہیے کہ ہو بغیر مباشرت اور چھونے کے اس پر ان کا اتفاق دلالت کرتا ہے کہ جب عورت مر جائے اور کوئی عورت اس کے غسل دینے کو نہ پائی جائے تو تو نہ مباشر ہو اس کو غسل دینے والا ساتھ چھونے کے اس کے بلکہ پردے کے اوپر سے اس کو نہلائے اور اس کے بدن کو ہاتھ نہ لگائے بیچ قول بعض ان کے مانند زہری کے اور اکثر کے قول میں تیمم

کروائے۔اور اوزاعی نے کہا کہ بدستور دفنائی جائے۔اور ابن منیر نے کہا کہ فرق درمیان حال مداواۃ کے اور نہلانے مرد کے یہ ہے غسل عبادت اور مداواۃ ضرورت ہے اور ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے۔(فتح)

بَابُ رَدِّ النِّسَآءِ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

پھرلانا عورتوں زخمیوں اور مقتولوں کو۔

٢٦٧٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَسْقِي الْقَوْمَ وَنَخْدُمُهُمْ وَنَرُدُّ الْجَرْحٰى وَالْقَتْلٰى إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

۲۶۷۰۔ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم (عورتیں) حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتی تھیں تو لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور ان کی خدمت کرتی تھیں اور پھرلاتی تھیں زخمیوں کو اور شہیدوں کو طرف مدینے کی۔

بَابُ نَزْعِ السَّهْمِ مِنَ الْبَدَنِ.

کھینچنا تیر کا بدن سے۔

٢٦٧١۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رُمِيَ أَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ قَالَ انْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ.

۲۶۷۱۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر لگا تو میں اس کے پاس پہنچا اس نے کہا کہ اس تیر کو کھینچ لے تو میں نے اس کو کھینچا تو اس کے زخم سے پانی جاری ہوا تو میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ کو خبر دی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٰہی بخش دے عبید ابو عامر رضی اللہ عنہ کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح مغازی میں آئے گی۔ مہلب نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے کھینچنا تیر کا بدن سے اگرچہ اس کے پیچھے موت ہو اور یہ ہلاکت میں ڈالنے کے قبیل سے نہیں جب کہ اس کے ساتھ نفع اٹھانے کی امید رکھتا ہو اور مثل اس کے ہے داغنا وغیرہ اور جن کے ساتھ دوا کی جاتی ہے۔اور ابن منیر نے کہا کہ شاید باب باندھا بخاری نے اس کے ساتھ تا کہ نہ خیال کیا جائے کہ شہید سے تیر نہ کھینچا جائے جیسا کہ حکم ہوا ہے اس کو اس کے خون کے ساتھ دفنانے کا تا کہ اسی کے ساتھ اٹھایا جائے۔پس بیان کیا اس ترجمہ کے ساتھ یہ کہ جائز ہے اور جو بات مہلب نے کہی وہ اولیٰ ہے اس لیے کہ حدیث باب کی متعلق ہے اس شخص کے ساتھ جس کو تیر لگے اور ابھی وہ زندہ ہے اور جو بات ابن منیر نے کہی ہے وہ مطلق ہے اس کے کھینچنے کے ساتھ موت کے بعد۔(فتح)

بَابُ الْحِرَاسَةِ فِي الْغَزْوِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

جہاد میں اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی بیان اس چیز کا کہ اس میں ہے جو فضیلت ۔

٢٦٧٢۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ خَلِيلٍ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا تَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ أَصْحَابِي صَالِحًا يَحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقَالَ أَنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ جِئْتُ لِأَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٢٦٧٢۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جاگتے رہے پھر جب مدینے میں آئے تو فرمایا کاش کوئی نیک آدمی میرے اصحاب سے آج کی رات میری نگرانی کرے تو اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو فرمایا کہ یہ کون ہے اس نے کہا میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہوں میں آیا ہوں کہ آپ کی نگہبانی کروں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے خوف کو لینا اور دشمن سے نگہبانی کرنی اور یہ کہ لوگوں پر لازم ہے کہ اپنے بادشاہ کی نگہبانی کریں قتل کے خوف سے اور یہ کہ اس شخص کی تعریف جائز ہے جو بھلائی کے ساتھ احسان کرے اور نام رکھنا اس کا نیکوکار اور سوائے اس کے نہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کام کیا باوجود قوی ہونے آپ کے توکل کے پیروی کرنے کے لیے ساتھ آپ کے بیچ اس کے اور حالانکہ آپ نے دو زرہیں پہنی تھی باوجود اس کے کہ جب لڑائی سخت ہوتی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے آگے ہوتے تھے اور نیز توکل اسباب کے منافی نہیں اس لیے کہ توکل دل کا عمل ہے اور اسباب بدن کا عمل ہے اور تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تاکہ میرا دل قرار پکڑے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کو رسی سے باندھ پھر توکل کر۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ منسوخ ہے جیسا کہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر دلالت کرتی ہے ۔قرطبی نے کہا کہ نہیں آیت میں وہ چیز کہ منافی ہو چوکیداری کے جیسا کہ خبر دینا اللہ کا اپنے دین کی مدد کی اور اس کے غالب ہونے کی تو یہ نہیں منع کرتا لڑنے اور دشمنوں کے لیے تیاری کرنے کے حکم کو تو بنا بر اس کے پس مراد آیت میں عصمت فتنے اور ضلال سے یا روح قبض کرنے سے ۔ (فتح)

٢٦٧٣۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْنِي ابْنَ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

٢٦٧٣۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ منہ کے بل گر پڑا یعنی ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمبل دھاری دار کا بندہ اگر اس کو دیا جائے تو راضی ہے اور اگر نہ دیا جائے تو خوش ہو اور ایک روایت

تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ. لَمْ يَرْفَعْهُ إِسْرَآئِيْلُ وَمُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ وَّزَادَنَا عَمْرٌو قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَإِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَإِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَشْعَثَ رَأْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ وَقَالَ ﴿فَتَعْسًا﴾ كَأَنَّهٗ يَقُوْلُ فَأَتْعَسَهُمُ اللّٰهُ ﴿طُوْبٰى﴾ فُعْلٰى مِنْ كُلِّ شَيْءٍ طَيِّبٍ وَّهِيَ يَآءٌ حُوِّلَتْ إِلَى الْوَاوِ وَهِيَ مِنْ يَطِيْبُ.

میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہلاک ہوا اشرفی کا بندہ اور روپے کا بندہ اور سیاہ کمبل کا بندہ اگر دیا جائے تو راضی رہے اور اگر نہ دیا جائے تو غضبناک ہو ہلاک ہوا اور گھاٹا پانے والا ہوا اور جب اس کو کانٹا لگے تو نہ نکال سکے (صحیح ترجمہ یوں ہے کہ تو کوئی نہ نکالے) خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی بھاگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے اس کے سر کے بال بکھرے اور اس کے دونوں قدم گرد میں بھرے اگر اس کو چوکیداری میں رکھے تو چوکیداری میں رہے اور اگر اس کو لشکر کے پیچھے حفاظت کے لیے مقرر کیا جائے تو وہی رہے اور اگر وہ سردار کے پاس آنے کی اجازت مانگے تو اس کو اجازت نہ ملے اور کسی کی سفارش کرے تو قبول نہ ہو اور فتعسا کے معنی جو آیت ﴿والذین کافرون فتعسالهم﴾ میں واقع ہے یہ ہیں کہ گویا اللہ کہتا ہے کہ اللہ نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور نا امید کیا اور طوبیٰ فعلیٰ کا وزن ہے جو ہر چیز ستھری ہے مشتق ہے طیب سے اور وہ یا واو سے بدل گئی ہے اور یطیب سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ خوشی ہو اس بندے کو جو اپنے گھوڑے کی باگ اللہ کی راہ میں تھامے رہے آپ کے قول کی وجہ سے کہ اگر چوکیداری میں رکھا جائے تو چوکیداری میں رہے۔ اور تعس سعد کی ضد ہے یعنی بد بخت اور یہ جو کہا کہ جب اس کو کانٹا چبھے تو نہ نکال سکے تو بیچ دعا کرنے کے ساتھ اس کے اشارہ ہے طرف عکس مقصود اس کے کے اس لیے کہ جو گر پڑے پس اس کے پاؤں میں کانٹا چبھے اور کوئی نکالنے والا نہ پائے تو ہوتا ہے عاجز حرکت سے اور کوشش کرنے سے دنیا کے حاصل کرنے میں اور یہ جو کہا کہ خوشی ہو اس بندے کو الخ تو یہ اشارہ ہے رغبت دلانے کی طرف عمل کرنے کے ساتھ اس چیز کے کہ حاصل ہو ساتھ اس کے خیر دنیا اور آخرت کی۔ اور یہ جو کہا کہ چوکیداری ہو تو چوکیداری میں ہوتا ہے تو معنی اس کے یہ ہیں کہ اگر مہم چوکیداری

ہوتو چوکیداری میں ہوتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ چوکیداری کے ثواب میں ہے۔ اور ابن جوزی نے کہا کہ وہ غیر مشہور ہے نہیں قصد کرتا بلندی کا۔ اور یہ جو کہا کہ اگر سفارش کرے تو اس کی قبول نہ ہو تو اس میں ترک کرنا حسب ریاست کا ہے اور شہرت کا اور فضیلت خمول اور تواضع کی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ طوبیٰ سے مراد دعا کرنا ہے اس کے لیے بہشت کی اس لیے کہ طوبیٰ بہشت کے سب درختوں سے مشہور ہے اور جس کو طوبی ملا وہ بہشت میں داخل ہوا۔

تکمیل: اور وارد ہوئی ہیں چند حدیثیں حراست کی فضیلت کے متعلق جو بخاری کی شرط پر نہیں اور ان میں ایک حدیث عثمان کی ہے جو ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک رات چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزار رات سے کہ رات کو جاگے اور دن کو روزہ رکھے اور حدیث سہل بن معاذ کی جو مسلمانوں کے گرد چوکیداری کرے تو دوزخ کو اپنی اور نہ دیکھے گا مگر قسم کو حلال کرنے کے لیے روایت کی یہ حدیث احمد نے۔ اور حدیث ابو ریحانہ کی کہ جو آنکھ اللہ کی راہ میں جاگے اس پر آگ حرام ہے روایت کی یہ حدیث نسائی وغیرہ نے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ الْخِدْمَةِ فِي الْغَزْوِ. باب ہے بیان میں فضیلت خدمت کی جہاد میں۔

فائدہ: یعنی برابر ہے کہ ہو چھوٹے سے بڑے کے لیے یا اس کے عکس یا برابری کے ساتھ۔ (فتح)

٢٦٧٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَحِبْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَكَانَ يَخْدُمُنِيْ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ جَرِيْرٌ إِنِّيْ رَأَيْتُ الْأَنْصَارَ يَصْنَعُوْنَ شَيْئًا لَا أَجِدُ أَحَدًا مِّنْهُمْ إِلَّا أَكْرَمْتُهُ.

٢٦٧٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا یعنی سفر میں تو وہ میری خدمت کرتا تھا اور انس رضی اللہ عنہ سے بڑا تھا جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انصار کو دیکھا کہ ایک چیز کرتے تھے (یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت تعظیم) نہیں پاتا میں کسی کو ان میں سے یعنی جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی مگر کہ میں اس کی تعظیم کرتا ہوں۔

فائدہ: ایک راویت میں ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ میں ان میں سے کسی کے ساتھ صحبت نہ کروں گا مگر اس کی خدمت کروں گا اور ایک روایت میں ہے کہ میں ہمیشہ انصار کو دوست رکھتا ہوں اور اس حدیث میں فضیلت انصار اور جریر کی ہے اور اس کی تواضع اور اس کی محبت کی دلیل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے۔ (فتح)

٢٦٧٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ حَنْطَبٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ

٢٦٧٥۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلا اس حال میں کہ میں آپ کی خدمت کرتا تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر کر مدینے کی طرف تشریف لائے اور آپ کے لیے احد پہاڑ ظاہر ہوا تو

خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى خَيْبَرَ أَخْدُمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَّبَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ ثُمَّ أَشَارَ بِيَدِهٖ إِلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيْمِ إِبْرَاهِيْمَ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر اپنے ہاتھ مبارک سے مدینہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ الٰہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے یعنی اس کے درخت اور شکاری جانوروں سے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی برکتے دے ہم کو ہمارے صاع اور مد میں۔

٢٦٧٦۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ أَبُو الرَّبِيْعِ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ زَكَرِيَّآءَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ مُّوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرُنَا ظِلًّا الَّذِيْ يَسْتَظِلُّ بِكِسَآئِهٖ وَأَمَّا الَّذِيْنَ صَامُوْا فَلَمْ يَعْمَلُوْا شَيْئًا وَّأَمَّا الَّذِيْنَ أَفْطَرُوْا فَبَعَثُوا الرِّكَابَ وَامْتَهَنُوْا وَعَالَجُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ.

٢٦٧٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے (متن صحیح بخاری میں نہیں کہ ہم میں سے بعض روزہ سے تھے اور بعض بے روزہ تھے بلکہ یہ صحیح مسلم کی روایت میں ہے پس صحیح بخاری کی حدیث کے ترجمہ میں یہ داخلکر دینا کمال جرات ہے) ہم میں سے زیادہ تر سائے میں وہ شخص تھا جو اپنی چادر کے ساتھ سایہ کرتا تھا اور بعض ہم میں سے ساتھ اپنے ہاتھ کے سورج سے سایہ کرتے تھے یعنی سایہ مطلق نہ تھا (یہ بھی صحیح بخاری کی حدیث میں نہیں مسلم کی زیادات ہے افسوس ہے کہ مترجم حدیث کے ترجمہ میں بلا تفریق دوسری سندوں کے زیادات کو داخل کرتا ہے اور اہلحدیث کے نزدیک یہ فعل جائز نہیں) ہم میں سے اپنے ہاتھ سو جو روزے دار تھے انہوں نے کچھ کام نہ کیا یعنی روزے کے سبب سے کام سے عاجز ہوئے اور لیکن جن لوگوں نے روزہ کھول ڈالا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا یعنی ان کی خدمت کے لیے اور پانی پلانے اور گھاس ان کی کے اور روزے داروں کی خدمت یعنی اور خیمے قائم کیے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے ثواب کو لے گئے۔

فائدہ: یعنی زیادہ ثواب کو اور یہ مراد نہیں کہ روزے داروں کا ثواب کم ہوا بلکہ مراد یہ ہے کہ ان کے لیے اجر حاصل

ہوا ان کے عمل کا اور مانند ثواب روزے داروں کے کہ انہوں نے اپنا کام بھی کیا اور روزے داروں کا کام بھی یہ پس اس لیے کہا کہ ساتھ کل ثواب کے صفات کے وجود کے لیے جو تقاضا کرتی ہیں اجر کے حاصل کرنے کا ان میں سے۔ ابن ابی سفرہ نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ اجر خدمت جہاد کا اعظم ہے روزے دار کے اجر سے میں کہتا ہوں کہ یہ عام نہیں اور اس میں رغبت دلاتا ہے جہاد میں مدد کرنے پر اور اس پر کہ سفر میں روزہ نہ رکھنا رکھنے سے افضل ہے اور یہ کہ سفر میں روزہ رکھنا جائز ہے بخلاف اس شخص کے جو کہتا ہے کہ منعقد نہیں ہوتا اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ یہ روزہ فرض تھا یا نفل اور لائق تھا کہ یہ حدیث کتاب الصیام میں بیان کی جائے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ حَمَلَ مَتَاعَ صَاحِبِهِ فِي السَّفَرِ.

باب بیان میں اس شخص کے جو سفر میں اپنے ساتھی کا اسباب اٹھائے۔

٢٦٧٧۔ حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ سُلَامٰى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ كُلَّ يَوْمٍ يُعِيْنُ الرَّجُلَ فِيْ دَآبَّتِهِ يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا أَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ وَّالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَّمْشِيْهَا إِلَى الصَّلَاةِ صَدَقَةٌ وَّدَلُّ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ.

٢٦٧٧۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی ہر ہڈی اور ہر جوڑ پر صدقہ ہے مدد کرنا مرد کا اس کی سواری میں اس حال میں کہ اس کو سواری پر چڑھائے یا اس کا اسباب اس کی سواری پر لدائے صدقہ ہے اور نیک بات سے ہے کسی کا دل خوش کر دینا اور ہر قدم جو نماز کے لیے چلے صدقہ ہے اور راہ بتلانا صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اس لیے کہ وہ شامل ہے حالت سفر کو اس اطلاق سے بطریق اولیٰ اور اس کی شرح کچھ گزر چکی ہے اور کچھ آگے آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ جب غیر کی سواری کے ساتھ کام کرنے میں آدمی کو ثواب ہوتا ہے تو جو غیر کو اپنی سواری پر چڑھا دے ثواب کی نیت سے تو اس کو زیادہ ثواب ہوگا۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ رِبَاطِ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿ يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾.

اللہ کی راہ میں ایک دن دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنے کی فضیلت یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ایمان والو! صبر کرو یعنی ثابت قدم رہو دین پر اور محنت کرو یا مقابلے میں مضبوطی کرو اور چوکیداری کرو دار اسلام کی سرحد پر یعنی مسلمانوں کی حفاظت کے لیے کافروں سے۔

فائدہ: اور استدلال کرنا بخاری کا ساتھ آیت کے اختیار کرنا ہے اس کی مشہور تفسیر کے پس حسن بصری اور قتادہ سے روایت ہے کہ اصبروا سے مراد ثابت رہنا بندگی پر ہے اور صابروا سے مراد مضبوطی کرنا دشمن کے مقابلے میں ہے جہاد میں اور رابطوا سے مراد اللہ کی راہ میں چوکیداری کرنی ہے اور محمد بن کعب سے روایت ہے کہ صبر کرو اطاعت پر اور صبر کرو وعدے کے انتظار کے لیے اور دشمن کے جہاد کے لیے تیار رہو اور ڈرو درمیان اپنے ۔ زید بن اسلم سے روایت ہے کہ صبر کرو جہاد پر اور صبر کرو دشمن کے مقابلے میں اور تیار کرو گھوڑے اور لیکن قید کرنی ایک دن کی ترجمہ میں اور اطلاق اس کا آیت میں پس گویا کہ اشارہ کیا ہے اس نے کہ مطلق اس کا مقید ہے ساتھ حدیث کے پس تحقیق وہ مشعر ہے ساتھ اس کے کہ اقل درجہ چوکیداری کا ایک دن ہے اس کے سیاق کی وجہ سے مبالغہ میں ۔ اور ذکر کرنا ساتھ جگہ کوڑے کے نیز اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ (فتح)

۲۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَمَوْضِعُ سَوْطِ أَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوِ الْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا.

۲۶۷۸۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں دار اسلام کی سرحد پر ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور بہشت میں تمہارے کوڑے رکھنے کا مکان بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے اور جہاد میں پہلے روز یا آخر روز بندے کا کوشش کرنا بہتر ہے دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے ۔

فائدہ: نسائی اور احمد کی روایت میں ہے کہ ایک دن یا ایک رات دار اسلام کی سرحد پر چوکیداری کرنی بہتر ہے ایک ماہ کے روزے سے اور اس کی شب بیداری سے اور احمد اور ترمذی میں روایت ہے کہ اللہ کی راہ میں ایک دن چوکیداری کرنی بہتر ہے ہزاروں سے اس چیز میں کہ اس کے سوا ہے منزلوں میں ۔ ابن بریرہ نے کہا کہ نہیں تعارض ہے دونوں کے درمیان اس لیے کہ وہ حمل کی جائے گی اعلام کرنے پر زیادہ کرنے کے ساتھ ثواب میں پہلے سے یا ساتھ اختلاف عمل کرنے والوں کے ۔ میں کہتا ہوں کہ یا باعتبار عمل کے بنسبت کثرت اور قلت کے اور یہ دونوں باب کی حدیث کو بھی معارض نہیں اس لیے کہ روزہ ایک مہینے کا اور قیام اس کا بہتر ہے تمام دنیا سے اور دنیا کی آرائش سے ۔ (فتح)

بَابُ مَنْ غَزَا بِصَبِيٍّ لِلْخِدْمَةِ.

جو کوئی جہاد کرے ساتھ لڑکے کے کہ خدمت کے لیے ہو نہ کہ جہاد کے لیے ہو۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ لڑکا جہاد کے ساتھ مخاطب نہیں لیکن اس کو ساتھ لے جانا جائز ہے بطور تابعداری کے۔ (فتح)

٢٦٧٩ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَبِيْ طَلْحَةَ الْتَمِسْ غُلَامًا مِّنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ حَتّٰى أَخْرُجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ مُرْدِفِيْ وَأَنَا غُلَامٌ رَّاهَقْتُ الْحُلُمَ فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَزَلَ فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ كَثِيْرًا يَّقُوْلُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ ثُمَّ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوْسًا فَاصْطَفَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتّٰى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنٰى بِهَا ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ

٢٦٧٩۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کر جو میری خدمت کرے یہاں تک کہ میں خیبر کی طرف نکلوں تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھ کو لے کر نکلا اس حال میں کہ مجھ کو اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا اور میں لڑکا تھا بلوغت کے قریب پہنچا ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اترتے تھے تو میں آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا کہ بہت وقت کہتے تھے کہ الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں تشویش وغم سے اور جان کی ماندگی سے اور بدن کی کاہلی سے اور بخیلی اور نامردی سے اور قرض کے بوجھ سے اور مردوں کے غلبے سے یعنی یا بادشاہ ظالم ہو یا جاہلوں سے سابقہ پڑے تو شہوت پرستی مردوں پر غالب ہو پھر ہم خیبر میں آئے سو جب اللہ تعالیٰ نے قلعہ فتح کیا تو ذکر کی گئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خوبی صفیہ رضی اللہ عنہا بنت حیی بن اخطب کی اور اس کا خاوند لڑائی میں مارا گیا تھا اور تھی دلہن یعنی اس کی شادی تازہ ہوئی تھی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی ذات کے لیے چن لیا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو لے کر چلے یہاں تک کہ جب سد الصہباء (ایک جگہ کا نام ہے خیبر کی راہ میں) پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ بنا کی یعنی اس کے ساتھ خلوت کی پھر چمڑے کے ایک دسترخوان میں حیس تیار کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے گھر والوں کو اجازت دے پس تھا یہ ولیمہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

قَالَ فَرَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآئَهٗ بِعَبَآئَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ فَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ نَظَرَ إِلٰى أُحُدٍ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُّحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ ثُمَّ نَظَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا بِمِثْلِ مَا حَرَّمَ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ.

صفیہ رضی اللہ عنہا پر پھر ہم مدینے کی طرف نکلے انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہا آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے اپنے پیچھے چادر سے اونٹ کی کوہان کا گرد گھیرا یعنی پردے کے لیے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھتے تھے اور اپنا زانو پست کیا تو صفیہ رضی اللہ عنہا اپنے پاؤں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زانو پر رکھ کر سوار ہوئی پھر ہم چلے یہاں تک کہ جب ہم مدینے کے قریب پہنچے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ یہ پہاڑ ہم کو دوست رکھتا ہے اور ہم اس کو دوست رکھتے ہیں پھر مدینے کی طرف نظر کی تو فرمایا کہ الٰہی میں حرام کرتا ہوں جو کچھ کہ اس کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے اندر ہے جیسا کے ابراہیم علیہ السلام نے مکے کو حرام کیا الٰہی برکت کر ان کے صاع میں اور مد میں ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الدعوات میں آئے گی اور صفیہ رضی اللہ عنہا کے قصے کی شرح کتاب النکاح میں آئے گی اور مکے کے حرام ہونے کی بحث حج میں گذر چکی ہے ۔ اور غرض اس حدیث سے یہاں اس کا ابتدائی حصہ ہے ۔ (فتح)

بَابُ رُكُوْبِ الْبَحْرِ. دریا میں سوار ہونے کا بیان ۔

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس ترجمہ کو مطلق چھوڑا ہے اس کا کچھ حکم بیان نہیں کیا اور خاص کر وارد کرنا اس کا جہاد کے ابواب میں اشارہ کرتا ہے اس کے جہاد کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ سے یعنی جہاد کے سوا اور کسی کام لیے دریا میں سوار ہونا جائز نہیں ۔ اور تحقیق سلف نے اختلاف کیا ہے اس کی سواری کے جائز ہونے میں اور بیوع کی ابتدا میں قول مطر الوراق کا گذر چکا ہے کہ نہیں ذکر کیا اللہ نے دریا میں سوار ہونے کو قرآن میں مگر حق کے ساتھ اور اس نے اس آیت کے ساتھ حجت پکڑی ہے کہ ﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ یعنی اللہ وہ ہے جو سیر کرواتا ہے تم کو جنگل اور دریا میں اور زہیر بن عبداللہ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ جو موج مارنے کے وقت دریا میں سوار ہو تو اس سے اللہ کا ذمہ بری ہوا یعنی اللہ تعالیٰ کی امان سے بری ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ پس چاہیے کہ نہ ملامت کرے مگر اپنی جان کو ۔ روایت کیا ابو عبید نے غریب حدیث میں ۔ اور زہیر کی صحبت میں اختلاف ہے اور تحقیق روایت کیا ہے بخاری نے اس حدیث کی شرح کو اپنی تاریخ میں پس کہا کہ اپنی روایت میں عن زہیر عن رجل من الصحابۃ اور اس کی اسناد حسن ہے اور اس میں تقیید ہے منع کی ساتھ ارتجاج کے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ اگر ارتجاج نہ ہو تو جائز ہے اور یہی مشہور ہے

علما کے اقوال سے پس جب سلامتی غالب ہو تو جنگل دریا برابر ہے اور بعض نے مرد اور عورت میں فرق کیا اور یہ مالک سے روایت ہے پس منع کیا ہے اس نے عورت کے لیے مطلق اور یہ حدیث حجت ہے جمہور کے لیے اور عنقریب گزر چکا ہے کہ پہلے پہل دریا میں معاویہ رضی اللہ عنہ سوار ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور مالک نے ذکر کیا ہے عمر فاروق رضی اللہ عنہ منع کرتے تھے لوگوں کو دریا میں سوار ہونے سے یہاں تک کہ عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے معاویہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس سے اجازت چاہتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس کو اجازت دے دی۔ (فتح)

٢٦٨٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ حَرَامٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمًا فِيْ بَيْتِهَا فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يُضْحِكُكَ قَالَ عَجِبْتُ مِنْ قَوْمٍ مِّنْ أُمَّتِيْ يَرْكَبُوْنَ الْبَحْرَ كَالْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ أَنْتِ مِنْهُمْ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَيَقُوْلُ أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ فَتَزَوَّجَ بِهَا عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَخَرَجَ بِهَا إِلَى الْغَزْوِ فَلَمَّا رَجَعَتْ قُرِّبَتْ دَآبَّةٌ لِتَرْكَبَهَا فَوَقَعَتْ فَانْدَقَّتْ عُنُقُهَا.

٢٦٨٠۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوپہر کو اس کے گھر میں سوئے پھر ہنستے ہوئے جاگے تو میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیوں ہنسے ہیں فرمایا کہ تعجب کیا میں نے اپنی امت کے کچھ لوگوں سے کہ دریا میں سوار ہوں گے جیسے بادشاہ تختوں پر تو میں نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان غازیوں میں شریک کرے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان میں سے ہے پھر سوئے اور ہنستے ہوئے جاگے تو فرمایا اس کے لیے مثل اس کی دو بار یا تین بار میں نے کہا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے تو نکاح کیا اس سے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اور اس کو لے کر جہاد کی طرف نکلا سو جب ام حرام رضی اللہ عنہا جہاد سے پھر تو ان کی سواری ان کے نزدیک کی گئی تاکہ اس پر سوار ہوں پھر سوار ہوئی اور سواری سے گر پڑی اور ان کی گردن ٹوٹ گئی پس مر گئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دریا میں سوار ہونا درست ہے۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَانَ بِالضُّعَفَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فِي الْحَرْبِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَخْبَرَنِيْ

باب ہے بیان میں اس شخص کے جو مدد چاہے ساتھ ضعیفوں اور نیکوں کے لڑائی میں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا

أَبُو سُفْيَانَ قَالَ لِي قَيْصَرُ سَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ فَزَعَمْتَ ضُعَفَاءَهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ.

کہ خبر دی مجھ کو ابوسفیان نے کہ مجھے قیصر روم کے بادشاہ ہرقل نے کہا کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب تو نے کہا کہ غریب تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب لوگ ان کی اطاعت کرتے ہیں۔

فائدہ: یعنی ساتھ برکت ان کیلئے اور دعا ان کی کے۔ (فتح)

فائدہ: یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے اور پوری حدیث بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا قول ضعیفوں کے حق میں ہے کہ پہلے پہلے پیغمبروں کی وہی لوگ اطاعت کرتے ہیں اور طریق حجت پکڑنے کا اس کے ساتھ حکایت کرنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے اس کو اور برقرار رکھنا اس کا اس کے لیے۔ (فتح)

۲۶۸۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ.

۲۶۸۱۔ مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے گمان کیا کہ اس کے لیے سوائے اور اصحاب پر زیادتی ہے یعنی بسبب شجاعت اپنی کے اور مانند اس کے کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو فتح اور روزی نہیں ملتی مگر اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے۔

فائدہ: اور نسائی کی روایت میں ہے کہ سوائے اس کے نہیں کہ مدد کرتا ہے اللہ اس امت کی ان کے غریبوں سے اور ان کی دعا سے اور نماز سے اور اخلاق سے اور اس کے لیے شاہد ہے احمد اور نسائی میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ فتح دیئے جاتے ہو تم اور روزی دیئے جاتے ہو اپنے ناچار اور غریبوں کے سبب سے ابن بطال نے کہا کہ حدیث کی تاویل یہ ہے کہ ناچار لوگ سخت تر ہیں از روئے اخلاص کے دعا میں اور اکثر ہیں از روئے خشوع کے عبادت میں خالی ہونے کی وجہ سے ان کے دل دنیا کی آرائش کے تعلق سے اور مہلب نے کہا کہ ارادہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس کے رغبت دلانا سعد رضی اللہ عنہ کو تواضع پر اور نفی کرنا فخر کی غیر پر اور ترک کرنا احتقار مسلم کا ہر حالت میں۔ اور عبدالرزاق نے روایت کی ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھلا بتلایئے تو اگر کوئی اپنی قوم کا حامی ہو اور اپنے اصحاب سے دشمن کو دفع کرے تو کیا اس کا حصہ غیر کے حصے کے برابر ہوگا پس ذکر کی ساری حدیث بنا بر اس کے پس مراد زیادتی کے ساتھ زیادہ حصہ لینا مال غنیمت سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ لڑنے والوں کے حصے برابر ہیں پس اگر کوئی ترجیح دیا جاتا ہے اپنی شجاعت کے زیادہ ہونے کی وجہ تو غریب ترجیح پاتا ہے اپنی دعا کی

زیادتی کے ساتھ اور اپنے اخلاص کے ساتھ اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگا راز اس بات کا کہ بخاری نے اس کے پیچھے ابو سعد رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کی۔ (فتح)

۲۶۸۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْتِيْ زَمَانٌ يَغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَأْتِيْ زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ صَاحِبَ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ.

۲۶۸۲۔ ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہاد کریں گے اس میں آدمیوں کے جھنڈ تو پوچھیں گے کہ کیا تم میں وہ شخص ہے کہ جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحبت کی ہو یعنی تم میں کوئی صحابی ہے تو لوگ کہیں گے ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک وقت آئے گا پھر پوچھیں گے کہ کیا تم میں کوئی ہے جس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے صحبت کی ہو یعنی تابعین تو کہا جائے گا کہ ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے اصحاب کے یاروں سے صحبت کی ہو یعنی تبع تابعین تو کہا جائے گا ہاں تو ان کی فتح ہو جائے گی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح علامات النبوۃ اور فضائل صحابہ میں آئے گی۔ ابن بطال نے کہا کہ یہ حدیث دوسری حدیث کی طرح ہے کہ سب لوگوں میں بہتر میرا زمانہ ہے یعنی میرے زمانے کے لوگ یعنی اصحاب پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو اصحاب سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے شاگرد اور صحبت یافتہ ہیں یعنی تابعین پھر وہ لوگ بہتر ہیں جو تابعین سے ملے ہوئے ہیں اور ان کے ہم صحبت ہیں یعنی تبع تابعین اس لیے کہ فتح ہوگی اصحاب کے لیے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے پھر تبع تابعین کی وجہ سے ان کی فضیلت کی وجہ سے اور اسی لیے ہوگی بھلائی اور فضیلت اور فتح چوتھے طبقے کے لیے کم تر پس کیا حال ہے ان لوگوں کا جو ان کے بعد ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَقُوْلُ فُلَانٌ شَهِيْدٌ. باب ہے اس بیان میں کہ نہ کہے کوئی کہ فلاں شہید ہے۔

فائدہ: یعنی بطور قطع اور یقین کے ساتھ اس کے مگر یہ کہ وحی سے ہو اور شاید یہ اشارہ ہے حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کہ تم اپنی جنگوں میں کہتے ہو کہ فلاں شہید ہے اور فلاں شہادت سے مرا خبردار رہو یہ نہ کہو لیکن کہو جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں مرے وہ شہید ہے۔ روایت کی یہ حدیث احمد نے اور یہ حسن ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے درمیان شہید کس کو گنتے ہو لوگوں نے کہا جس کو ہتھیار لگے فرمایا بہت لوگ ایسے ہیں کہ

ان کو ہتھیار لگتا ہے اور حالانکہ وہ شہید نہیں بنا بر اس کے پس نہیں معین کرنا وصف ایک مرد بعینہ کے ساتھ اس کے کہ وہ شہید ہے بلکہ جائز ہے کہ کہا جائے بطور اجمال کے۔ (فتح)

قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُّكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهِ.

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث جہاد کی ابتدا میں گزر چکی اور وجہ نکالنے مسئلہ باب کے اس سے ظاہر ہوتا ہے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث ماضی سے کہ جو لڑے اس لیے کہ اللہ کا بول بالا ہو تو وہ اللہ کی راہ میں ہے اور نہیں اطلاع ہوتی اس پر مگر وحی کے ساتھ پس جو ثابت ہو کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے تو اس کو شہادت کا حکم دیا جائے پس قول اس کا کہ اللہ خوب جانتا ہے جو اس کی راہ میں زخمی ہو پس نہیں جانتا اس کو کوئی مگر جس کو اللہ معلوم کروائے پس نہیں ہے لائق کہنا ہر شخص کے لیے کہ جہاد میں مارا جائے کہ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ (فتح)

۲۶۸۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْآخَرُوْنَ إِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقَالَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهٗ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ

۲۶۸۳۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کافر آپس میں لڑے پس جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی طرف پھرے اور دوسرے اپنے لشکر کی طرف پھرے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ایک مرد تھا کہ نہ چھوڑتا تھا کافروں کے کسی اکیلے دوکیلے کو مگر کہ اس کا پیچھا کرتا تھا اور اس کو اپنی تلوار سے مار ڈالتا تھا تو اصحاب رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ثواب پایا آج کے دن کسی نے ہم میں سے جیسا کہ ثواب پایا فلاں نے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہو بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو قوم میں سے ایک مرد نے کہا کہ میں اس کے ساتھ رہتا ہوں تا کہ اس کے حال پر واقف ہوں تو وہ مرد اس کے ساتھ نکلا جب وہ کھڑا ہوتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی کھڑا ہو جاتا تھا اور جب وہ دوڑتا تھا تو اس کے ساتھ وہ بھی دوڑتا تھا وہ شخص سخت زخمی ہوا اس نے مرنے کو جلدی کی اور اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اپنی تلوار پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو مار ڈالا

جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اور جو مرد اس کے ساتھ تھا وہ حضرت ﷺ کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اس کہنے کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ جس مرد کے حق میں آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہے یعنی بے شک وہ دوزخیوں میں سے ہے تو لوگوں نے اس بات کو یعنی آپ کے اس قول کو کہ وہ دوزخی ہے بعید جانا کہ ایسا بہادر مجاہد کس طرح دوزخی ہوگا تو میں نے کہا کہ میں تمہارے لیے اس کے ساتھ رہتا ہوں سو میں اس کا حال دریافت کرنے کو نکلا پھر اس کو بہت شدید زخم لگے تو پس اس نے مرنے کے لیے جلدی کی سو اس نے اپنی تلوار کا قبضہ زمین میں رکھا اور اس کی نوک اپنے سینے میں رکھی پھر اس پر بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو قتل کیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک آدمی البتہ بہشتیوں کے کام کیا کرتا ہے ظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ دوزخیوں سے ہے اور بے شک آدمی البتہ دوزخیوں کے کام کیا کرتا ہے بظاہر لوگوں کی نظروں میں اور حالانکہ وہ بہشتیوں سے ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔ اور وجہ لینے ترجمہ کی اس سے یہ ہے کہ انہوں نے شہادت دی اس کے لیے ساتھ مقدم ہونے میں جہاد کے امر میں پس اگر قتل کیا جاتا تو نہ منع تھا یہ کہ گواہی دیں اس کے لیے شہادت کی اور تحقیق ظاہر ہوا اس سے کہ اس نے اللہ کے لیے جہاد نہیں کیا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ اپنی قوم کے لیے لڑا تھا پس نہیں بولا جاتا ہر مقتول فی الجہاد کے لیے کہ وہ شہید ہے اس لیے کہ احتمال ہے کہ اس کی مثل ہو اگرچہ باوجود اس کے کہ ظاہر میں اس کو شہیدوں کا حکم دیا جاتا ہے اس لیے اتفاق کیا ہے سلف نے اوپر نام رکھنے مقتولوں بدر اور احد کے شہداء یعنی شہید اور مراد اس کے ساتھ حکم ظاہر ہے جو مبنی ہے گمان غالب پر۔ اور مجاہد سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ جنگ تبوک کی طرف نکلے تو فرمایا کہ نہ نکلے ساتھ ہمارے مگر قوی پس نکلا ایک مرد ضعیف اونٹ پر پس اونٹ نے اس کو کچلا تو وہ مر گیا تو لوگوں نے کہا کہ شہید ہے شہید ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے بلال لوگوں میں پکارو کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں گناہگار۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ شہید دوزخ میں داخل نہیں

ہو گا اس لیے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخیوں سے ہے اور نہیں ظاہر ہوا اس سے مگر اپنے آپ کو مارنا اور وہ اس کے ساتھ گناہگار ہوا نہ کہ کافر لیکن احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے باطنی کفر پر اطلاع ہوئی کہ وہ باطن میں کافر تھا یا اس نے خود کو مارنے کو حلال جانا۔ اور تعجب ہے مہلب سے کہ اس نے کہا کہ حدیث باب کی ترجمہ کے مطابق نہیں اور شاید اس نے بخاری کی مراد میں غور نہ کیا اور وہ ظاہر ہے جیسے کہ میں نے اس کی تقریر کی۔ (فتح)

بَابُ التَّحْرِيْضِ عَلَى الرَّمْيِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَأَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ﴾.

تیر اندازی پر رغبت دلانے کا بیان یعنی اور بیان ہے اس آیت کا کہ تیار کرو ان کی لڑائی کو جو پیدا کر سکو زور اور گھوڑے پالنے سے کہ ڈراؤ ساتھ اس کے اپنے دشمنوں کو اور اللہ کے دشمنوں کو۔

فائدہ: اشارہ کیا ہے بخاری نے اس چیز کے ساتھ کہ آیا ہے قوت کی تفسیر کے بارے میں اس آیت میں کہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے اور وہ مسلم میں عقبہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے اور حالانکہ آپ منبر پر تھے کہ کافروں کے لیے تیار کرو قوت سے جتنا تم سے ہو سکے اور خبر دار رہو کہ البتہ قوت سے مراد تیر اندازی ہے یہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا۔ اور ابوداود وغیرہ میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے اس کے بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بناتا ہے اس کے پھینکنے والے کو اور اس کے دینے والے کو یعنی جو تیر انداز کے ہاتھ میں دے پس تیر اندازی کرو اور سواری کرو گھوڑوں پر اور تمہاری تیر اندازی کرنی بہت محبوب ہے میری طرف سواری کرنے سے اور اس میں ہے کہ جو چھوڑ دے تیر اندازی بعد اس کے سیکھنے کے بسبب بیزار ہونے کے اس سے تو تیر اندازی ایک نعمت ہے کہ اس نے اس نعمت کا کفران کیا اور مسلم کی روایت میں ہے کہ جو تیر اندازی سیکھ کر چھوڑ دے ہم میں سے نہیں یعنی ہمارے طریقے پر نہیں یا فرمایا کہ اس نے نافرمانی کی اور قرطبی نے کہا کہ سوائے اس کے نہیں کہ تفسیر کی قوت کی تیر اندازی کے ساتھ اگرچہ قوت ظاہر ہوتی ہے تیار کرنے کے ساتھ اس کے غیر کے لڑائی کے ہتھیاروں سے اس لیے کہ تیر اندازی سخت تر ہے دشمن کے زخمی کرنے میں اور آسان تر ہے محنت میں۔

٢٦٨٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَّزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَفَرٍ مِّنْ أَسْلَمَ يَنْتَضِلُوْنَ فَقَالَ النَّبِيُّ

٢٦٨٤۔ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ قبیلہ اسلم کے کچھ لوگوں پر گذرے کہ آپس میں تیر اندازی کرتے تھے یعنی تاکہ دیکھیں کون آگے بڑھ جاتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیر اندازی کرواے اولاد اسماعیل کی یعنی عرب پس تحقیق تمہارا باپ یعنی اسماعیل علیہ السلام تیر انداز تھے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا بَنِيْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا ارْمُوْا وَأَنَا مَعَ بَنِيْ فُلَانٍ قَالَ فَأَمْسَكَ أَحَدُ الْفَرِيْقَيْنِ بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ قَالُوْا كَيْفَ نَرْمِيْ وَأَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْمُوْا فَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ.

اور میں فلاں کی اولاد کے ساتھ تیراندازی کرتا ہوں تو دوسرے فریق نے یعنی جن کے ساتھ حضرت ﷺ تھے جو ان کے مقابل میں تھے انہوں نے اپنے ہاتھ تیراندازی سے روکے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کیا ہوا تم کو کہ تیر اندازی نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ ہم کس طرح تیراندازی کریں در حالانکہ آپ ان کے ساتھ ہیں حضرت ﷺ نے فرمایا تیر اندازی کرو اور میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

فائدہ: اور مراد معیت سے معیت قصد کرنے کی ہے خیر کی طرف اور احتمال ہے کہ ہوں قائم مقام محلل کے۔ اور مہلب نے کہا کہ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس پر بادشاہ چڑھے بیچ جماعت تیراندازوں کے تو لائق ہے اس کو یہ کہ نہ تعرض کرے اس کے لیے جیسا کہ ان لوگوں نے کیا حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے دوسرے کے فریق میں اس خوف سے کہ ان پر غالب نہ ہوں تو حضرت ﷺ مغلوبوں کے ساتھ ہوں گے پس بند رہے اس سے ادب کی وجہ سے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کے ساتھ کہ جس معنی کے لیے وہ بند رہے تھے وہ اس میں بند نہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ بند ہوئے تھے اس چیز کی وجہ سے کہ معلوم کی انہوں نے اپنے ساتھیوں کی قوت قلوب سے جب کہ حضرت ﷺ ان کے ساتھ ہوئے اور یہ اعظم وجہوں سے ہے جو خبر دیتے ہیں فتح کے ساتھ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا کہ جس کے ساتھ آپ ہوں گے وہ غالب ہوگا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جد اعلیٰ کا نام باپ رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حضرت ﷺ کے خلق کا بیان ہے اور آپ کی معرفت کا لڑائی کے امر میں اور اس میں بلانا ہے آباء اجداد کا جو نیک ہیں ان کی خصلتوں کی طرف اور عمل کرنا ساتھ مانند ان کے کے۔ اور اس میں حسن ادب ہے اصحاب کا حضرت ﷺ کے ساتھ۔ (فتح)

۲۶۸۵۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيْلِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا إِذَا أَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ.

۲۶۸۵۔ ابواسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ بدر کے دن حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا جب کہ ہم نے قریش کے لڑنے کے لیے صف باندھی اور قریش نے ہمارے لڑنے کے لیے صف باندھی کہ جب وہ تمہارے نزدیک پہنچیں تو لازم پکڑو اپنے اوپر تیر مارنے کو یعنی ان کو تیر مارو۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اپنے تیروں کو باقی رکھو اور نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تمہارے سر پر پہنچ جائیں۔ پس ظاہر ہوا کہ حدیث کا معنی امر کرنا ساتھ ترک کرنے تیراندازی کے اور لڑائی کے یہاں تک کہ ہوں اس لیے کہ اگر ان کو دور سے تیر ماریں گے تو کبھی ان کے پاس نہ پہنچے گا اور اس کی طرف اشارہ کیا ساتھ قول حضرت ﷺ

کے کہ باقی رکھو اپنے تیروں کو اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھینچو تلواروں کو یہاں تک کہ تم کو ڈھانکیں تو اس سے معلوم ہوا کہ قرب سے مراد جو تیراندازی میں مطلوب ہے قرب نسبی ہے اس طرح سے کہ ان تک تیر پہنچ سکے نہ قرب قریب کہ آپس میں مل جائیں۔(فتح)

بَابُ اللَّهْوِ بِالْحِرَابِ وَنَحْوِهَا. کھیلنا ساتھ برچھیوں اور مانند ان کی کے۔

فائدہ: یعنی اس کی طرح کے لڑائی کے ہتھیاروں سے۔اور شاید اس نے اپنے قول نحوھا کے ساتھ اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ جو ابوداود وغیرہ نے روایت کی ہے کہ نہیں کھیل سے مشروع یا مطلوب مگر ادب سکھانا مرد کا اپنے گھوڑے کو اور کھیلنا اپنی بیوی سے اور تیراندازی کرنی اپنے کمان سے۔(فتح)

٢٦٨٦- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا الْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِرَابِهِمْ دَخَلَ عُمَرُ فَأَهْوٰى إِلَى الْحَصٰى فَحَصَبَهُمْ بِهَا فَقَالَ دَعْهُمْ يَا عُمَرُ. وَزَادَ عَلِيٌّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ فِي الْمَسْجِدِ.

٢٦٨٦۔ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ حبشی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی برچھیوں سے کھیلتے تھے تو عمر رضی اللہ عنہ آئے تو کنکری کی طرف جھکے اور کنکر اٹھا کر ان کو مارے اس گمان سے کہ یہ کھیل باطل ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر ان کو چھوڑ دے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ مسجد میں کھیلتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث میں برچھیوں کا ذکر نہیں اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں واقع ہوا ہے برچھیوں کا ذکر جیسا کہ نماز کے بیان میں گذر چکا ہے۔ابن تین نے کہا کہ احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو اور نہ معلوم کیا ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں یا گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دیکھتے ہیں اور حیا کیا کہ ان کو منع کریں اور یہ اولیٰ ہے اس کے قول کی وجہ سے حدیث میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھیلتے تھے۔میں کہتا ہوں کہ یہ پہلے احتمال کو منع نہیں کرتا اور احتمال ہے کہ ہوا انکار اس کا اس کے انکار کے مشابہ اوپر گانے عورتوں کے اور ان کی دین کے کام میں بہت شدت تھی خلاف اولیٰ پر بھی انکار کرتے تھے اور جد فی الجملہ اولیٰ ہے کھیل مباح سے اور لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس تھے درپے بیان جواز کے یعنی جائز ہے۔(فتح)

بَابُ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَّتَرِسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهٖ.

باب ہے بیان میں ڈھال کے۔اور بیان ہے اس شخص کا جو اپنے ساتھی کی ڈھال سے پردہ کرے یعنی پس نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے۔

فائدہ: ابن منیر نے کہا کہ وجہ ان ترجموں کی اس شخص کا رد ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ ان آلات کا پکڑنا توکل کے منافی ہے اور حق یہ ہے کہ حذر تقدیر کو دور نہیں کرتا لیکن تنگ کرتا ہے وسوسے کی راہوں کو اس چیز کی وجہ سے کہ انسان اس پر پیدا ہوا ہے۔(فتح)

٢٦٨٧۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَبُو طَلْحَةَ يَتَتَرَّسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتُرْسٍ وَّاحِدٍ وَّكَانَ أَبُو طَلْحَةَ حَسَنَ الرَّمْيِ فَكَانَ إِذَا رَمٰى تَشَرَّفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَنْظُرُ إِلٰى مَوْضِعِ نَبْلِهٖ.

٢٦٨٧۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ پردہ کرتے ساتھ حضرت ﷺ کے ایک ڈھال سے اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ خوب تیر انداز تھے سو جب وہ تیر پھینکتے تھے تو حضرت ﷺ سر اونچا کر کے اس کے تیر گرنے کی جگہ کی طرف دیکھتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مناقب میں آئے گی کہتے ہیں کہ تیر انداز محتاج ہوتا ہے کہ اس کو کوئی پردہ کرے اس کے مشغول ہونے کے وجہ سے دونوں ہاتھوں کے ساتھ تیر اندازی کرنے کی وجہ سے اس لیے کہ اس کو حضرت ﷺ اپنی ڈھال سے پردہ کرتے تھے۔

٢٦٨٨۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلٍ قَالَ لَمَّا كُسِرَتْ بَيْضَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَأُدْمِيَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَكَانَ عَلِيٌّ يَّخْتَلِفُ بِالْمَآءِ فِي الْمِجَنِّ وَكَانَتْ فَاطِمَةُ تَغْسِلُهٗ فَلَمَّا رَأَتِ الدَّمَ يَزِيْدُ عَلَى الْمَآءِ كَثْرَةً عَمَدَتْ إِلٰى حَصِيْرٍ فَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا عَلٰى جُرْحِهٖ فَرَقَأَ الدَّمُ.

٢٦٨٨۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ کی خود آپ کے سر پر توڑی گئی اور آپ کا چہرہ مبارک خون آلودہ ہوا اور آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں بار بار پانی لاتے تھے اور فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کا چہرہ مبارک دھوتی تھیں تو جب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خون کو دیکھا کہ کثرت سے پانی پر زیادہ ہوتا ہے تو قصد کیا طرف چٹائی کے سو اس کو جلایا اور اس کو حضرت ﷺ کے زخم پر لگایا تو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ احد میں آئے گی اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لاتے تھے۔(فتح)

٢٦٨٩۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ أَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا أَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

٢٦٨٩۔ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی نضیر کے مال اس قسم سے تھے کہ عطا کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کہ نہیں دوڑائے تھے مسلمانوں نے اس پر گھوڑے اور نہ اونٹ تو وہ مال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہوئے خرچ کرتے تھے اپنے اہل پر خرچ سال بھر کا پھر باقی کو ہتھیاروں اور چوپایوں پر خرچ کرتے تھے سامان کرنے کے لیے راہ اللہ میں یعنی جہاد میں۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب فرض خمس میں آئے گی۔ اور اس سے غرض یہ قول ہے کہ پھر باقی کو چوپایوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے سامان جہاد کے لیے اس لیے کہ ڈھال بھی جملہ آلات ہتھیاروں سے ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک ڈھال تھی تو کہا اس نے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو یہ وصیت نہ کی ہوتی کہ اپنے ہتھیاروں کو روک رکھ تو البتہ یہ ڈھال میں اپنی بعض اولاد کو دے دیتا۔ (فتح)

٢٦٩٠۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ. ح حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ.

٢٦٩٠۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ کسی شخص کے حق میں کہتے ہوں کہ میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں بعد سعد رضی اللہ عنہ کے میں نے آپ سے سنا کہ فرماتے کہ تیر مار میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں۔

فائدہ: اور دخول اس حدیث کا اس جگہ غیر ظاہر ہے اس لیے کہ یہ ترجمہ کے کسی رکن کے موافق نہیں اور ایک روایت میں باب کا لفظ بغیر ترجمہ کے ہے اور اس کے لیے مناسبت ہے پہلے باب سے اس لیے کہ تیر انداز نہیں بے پرواہ ہے کسی چیز سے کہ بچائے ساتھ اس کے اپنی جان کو غیر کے تیر سے اور علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جواز تفدیہ کا ہے اور اس

کی پوری شرح کتاب الادب میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ الدَّرَقِ.

باب ہے بیان میں ڈھال کے۔

فائدہ: یعنی جواز پکڑنے اس کے کا یا اس کی مشروعیت۔(فتح)

٢٦٩١۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِي أَبُو الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِي جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثَ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ فَانْتَهَرَنِي وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا قَالَتْ وَكَانَ يَوْمُ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَإِمَّا سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمَّا قَالَ تَشْتَهِينَ تَنْظُرِينَ فَقَالَتْ نَعَمْ فَأَقَامَنِي وَرَاءَهُ خَدِّي عَلَى خَدِّهِ وَيَقُولُ دُونَكُمْ بَنِي أَرْفِدَةَ حَتَّى إِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِي. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَحْمَدُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ فَلَمَّا غَفَلَ.

٢٦٩١۔عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میرے پاس چھوٹی چھوٹی دولڑکیاں تھیں جولڑائی بعاث کی بہادری کے گیت گاتی تھیں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچھونے پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیرا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور مجھ کو جھڑکا اور کہا کہ پیغمبر کے نزدیک شیطانی باجے کا کیا کام تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے سو ابوبکر رضی اللہ عنہ غافل ہوئے میں نے ان کو اشارہ کیا تو وہ نکل گئیں عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ وہ عید کا دن تھا حبشی ڈھالوں اور برچھیوں سے کھیلتے تھے سو یا تو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے التماس کی یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ کیا تو دیکھنا چاہتی ہے میں نے کہا ہاں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا میرا رخسار آپ کے رخسار مبارک پر تھا اور فرماتی تھی کہ لو اے ارفدہ (حبش کے جد کا نام) کی اولاد اپنی ڈھال اور برچھیوں کو یہاں تک کہ جب میں اداس ہوئی تو فرمایا کہ کیا بس میں نے کہا ہاں فرمایا پس جا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈھال کر رکھنا جائز ہے۔

بَابُ الْحَمَائِلِ وَتَعْلِيقِ السَّيْفِ بِالْعُنُقِ.

باب ہے بیان میں حمائل کے یعنی وہ چیز کہ ہار ڈالی جاتی ہے ساتھ اس کے تلوار اور لٹکانا تلوار کا گردن میں۔

٢٦٩٢۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ

٢٦٩٢۔انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہترین سب لوگوں میں اور دلاور تر سب لوگوں میں اور ایک رات

اللهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ لَيْلَةً فَخَرَجُوْا نَحْوَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ اسْتَبْرَأَ الْخَبَرَ وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِي طَلْحَةَ عُرْيٍ وَّفِي عُنُقِهِ السَّيْفُ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا ثُمَّ قَالَ وَجَدْنَاهُ بَحْرًا أَوْ قَالَ إِنَّهُ لَبَحْرٌ.

مدینے والے گھبرائے یعنی ایک آواز ہولناک آئی تو لوگ آواز کی طرف نکلے تو ان کو حضرت ﷺ آگے سے آملے اور خبر کی تحقیق کی کہ کچھ نہ تھا اور آپ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ننگے گھوڑے پر سوار تھے اور آپ کی گردن میں تلوار تھی اور فرماتے تھے کہ مت گھبراؤ پھر فرمایا کہ ہم نے اس گھوڑے کا قدم دریا پایا یا یوں فرمایا کہ البتہ وہ دریا ہے یعنی نہایت تیز قدم ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح ہبہ میں گذر چکی ہے۔ اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ آپ کی گردن میں تلوار تھی پس دلالت کی اس کے جواز پر۔ اور ابن منیر نے کہا کہ بخاری کا مقصد ان ترجموں سے یہ ہے کہ بیان کرے حل سلف کا بیچ ہتھیاروں لڑائی کے اور وہ چیز کہ گذر چکی ہے استعمال اس کے سے حضرت ﷺ کے زمانے میں تاکہ ہو خوش تر نفس کے لیے اور نفی کرنے والی بدعت کے لیے۔ (فتح)

بَابُ مَا جَآءَ فِي حِلْيَةِ السُّيُوْفِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ آئی ہے بیچ زیور تلواروں کے۔

فائدہ: یعنی اس کے جواز اور عدم جواز کی۔ (فتح)

٢٦٩٣۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ حَبِيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ يَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَّا كَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَا الْفِضَّةَ إِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْآنُكَ وَالْحَدِيْدَ.

٢٦٩٣۔ ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ البتہ ایک قوم نے کافروں کے شہر فتح کیے نہ تھا زیور ان کی تلواروں کا سونا اور نہ چاندی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کا زیور کچا چمڑا اور قلعی اور لوہا تھا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ہم ابوامامہ کے پاس گئے اس نے ہماری تلواروں میں چاندی کا کچھ زیور دیکھا پس غضبناک ہوئے پھر یہ حدیث فرمائی اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زیور کرنا تلواروں وغیرہ آلات حرب کا ساتھ غیر چاندی اور سونے کے اولیٰ ہے اور جو اس کو مباح رکھتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ زیور کرنا تلواروں کا ساتھ چاندی سونے کے سوائے اس کے نہیں کہ مشروع ہوا ہے دشمن کو ڈرانے کی وجہ سے اور حضرت ﷺ کے اصحاب اس

سے بے پرواہ تھے ان کی شدت کی وجہ سے اپنے نفسوں میں اور ان کی قوت کی وجہ سے اپنے ایمانوں میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ عَلَّقَ سَيْفَهُ بِالشَّجَرِ فِي السَّفَرِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ.

سفر میں دوپہر کو سونے کے وقت تلوار کو درخت سے لٹکانا۔

٢٦٩٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهُ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ وَّعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ وَنِمْنَا نَوْمَةً فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا وَإِذَا عِنْدَهُ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ عَلَيَّ سَيْفِي وَأَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِي يَدِهِ صَلْتًا فَقَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّي فَقُلْتُ اللّٰهُ ثَلَاثًا وَّلَمْ يُعَاقِبْهُ وَجَلَسَ.

٢٦٩٤۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے حضرت ﷺ کے ساتھ نجد (ایک ملک کا نام ہے یمن اور عراق کے درمیان) کی طرف جہاد کیا سو جب حضرت ﷺ وہاں سے پلٹے تو جابر رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ پلٹے تو ان کو ایک بہت خاردار درختوں والے نالے میں دوپہر آئی تو حضرت ﷺ اترے اور لوگ سایہ پکڑنے کے لیے درختوں میں جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ ایک کیکر کے درخت کے تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم تھوڑا سا سوئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ حضرت ﷺ ہم کو بلاتے ہیں اور اچانک آپ کے پاس ایک دیہاتی ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے میری تلوار مجھ پر کھینچی اور میں سویا تھا تو میں جاگ اٹھا اور اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی تو اس نے کہا کہ اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا میں نے تین بار کہا اللہ بچائے گا خوف کے مارے تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو حضرت ﷺ نے اس سے بدلہ نہ لیا اور وہ آپ کے پاس بیٹھا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ پس تلوار کو میان میں ڈالا پس وہ یہ بیٹھا ہے پس اس کو عقاب نہ کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس سے غرض یہ ہے کہ حضرت ﷺ ایک درخت کے تلے اترے اور اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْبَيْضَةِ.

باب ہے خود کے پہننے کے بیان میں۔

فائدہ: اور خود وہ ہے جو پہنی جاتی ہے سر پر آلات ہتھیاروں سے۔ (فتح)

۲۶۹۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ جُرْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ جُرِحَ وَجْهُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ وَهُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهٖ فَكَانَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَغْسِلُ الدَّمَ وَعَلِيٌّ يُّمْسِكُ فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّ الدَّمَ لَا يَزِيْدُ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ حَصِيْرًا فَأَحْرَقَتْهُ حَتّٰى صَارَ رَمَادًا ثُمَّ أَلْزَقَتْهُ فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ.

۲۶۹۵۔ سہل رٹائٹنز سے روایت ہے کہ وہ پوچھے گئے حضرت مُلَاثِیْمِ کے زخم سے جو احد کے دن آپ کو لگا تھا تو سہل رٹائٹنز نے کہا کہ حضرت مُلَاثِیْمِ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کا دانت شہید کیا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑی گئی تو فاطمہ رٹائٹھا خون دھوتی تھیں اور علی رٹائٹنز اس کو بند کرتے تھے سو جب حضرت فاطمہ رٹائٹھا نے دیکھا کہ خون زیادہ ہوتا جاتا ہے تو چٹائی لی تو اس کو جلا دیا یہاں تک کہ راکھ ہوگئی پھر اس کو چمٹایا تو خون بند ہوا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خود کا سر پر پہننا جائز ہے۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرَ كَسْرَ السِّلَاحِ عِنْدَ الْمَوْتِ.

جو نہیں دیکھتا یعنی اعتقاد نہیں کرتا توڑنا ہتھیاروں کا وقت مرنے کے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ جاہلیت کے وقت دستور تھا کہ جب ان میں کوئی رئیس مر جاتا تو ہتھیار توڑ ڈالتے تھے اور چوپایوں کی کونچیں کاٹ ڈالتے تھے اور اکثر اوقات وصیت کر جاتا تھا اس کے لیے اور ابن منیر نے کہا کہ اس میں اشارہ ہے عمل جاہلیت کے بند ہونے کی طرف کہ اس کو غیر اللہ کے لیے کرتے تھے اور باطل ہونے اس کے اثر کے اور چھپانے اس کے ذکر کے برخلاف سنت مسلمانوں کے بیچ تمام ان کاموں کے اور شاید بخاری نے اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس شخص کی کہ جس سے منقول ہے کہ اس نے اپنا نیزہ توڑا اصطدام یعنی جنگ کے وقت تا کہ غنیمت نہ کرے اس کو دشمن اگر وہ مارا جائے اور اپنی تلوار کا میان توڑ ڈالا اور اپنی تلوار سے لڑا جہاں تک کہ مارا گیا جیسا کہ جعفر بن ابی طالب رٹائٹنز سے روایت ہے کہ اس نے جنگ موتہ میں اسی طرح کیا۔ پس اشارہ کیا بخاری نے اس کی طرف کہ یہ فعل جعفر رٹائٹنز وغیرہ کا اپنے اجتہاد سے ہے اور اصل یہ ہے کہ مال کا تلف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ وہ ایک چیز محقق کرتا ہے امر غیر محقق میں۔ (فتح)

۲۶۸۶۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ

۲۶۸۶۔ عمرو بن حارث رٹائٹنز سے روایت ہے کہ حضرت مُلَاثِیْمِ نے اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا مگر ہتھیار اور سفید خچر اور زمین کہ

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا سِلَاحَهُ وَبَغْلَةً بَيْضَاءَ وَأَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً.

اس کو اللہ کی راہ میں وقف کیا۔

فائدہ: اور کرمانی نے گمان کیا ہے کہ مناسبت اس کی ترجمہ کے ساتھ یہ ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ پر قرض تھا اور نہ بیچی اس نے کوئی چیز اپنے ہتھیاروں سے اگرچہ آپ کی زرہ گروی تھی بنابر اس کے پس مراد ساتھ توڑنے ہتھیاروں کے بیچنا ان کا ہے اور نہیں پوشیدہ ہے دور ہونا اس توجیہ کا۔ (فتح)

بَابُ تَفَرُّقِ النَّاسِ عَنِ الْإِمَامِ عِنْدَ الْقَائِلَةِ وَالْإِسْتِظْلَالِ بِالشَّجَرِ.

باب ہے بیان میں جدا جدا ہونا لوگوں کا امام سے وقت دوپہر کے اور سایہ پکڑنا ساتھ درختوں کے۔

٢٦٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سِنَانُ بْنُ أَبِي سِنَانٍ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَهُ. ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ بْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِي وَادٍ كَثِيرِ الْعِضَاهِ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّونَ بِالشَّجَرِ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهُ ثُمَّ نَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ وَهُوَ لَا يَشْعُرُ بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِي فَقَالَ مَنْ يَمْنَعُكَ قُلْتُ اللَّهُ فَشَامَ السَّيْفَ فَهَا هُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ.

٢٦٩٧۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس نے ساتھ حضرت ﷺ کے جنگ کیا تو ان کو ایک نالی بہت خار دار درختوں والی میں دوپہر آئی تو لوگ درختوں میں جدا جدا ہوئے اس حال میں کہ درختوں سے سایہ پکڑتے ہیں اور حضرت ﷺ ایک درخت کے تلے اترے اور اس سے اپنی تلوار لٹکائی پھر سو گئے پھر جاگے اور حالانکہ ایک بندہ آپ کے پاس تھا اور آپ اس سے بے خبر تھے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس آدمی نے مجھ پر میری تلوار کھینچی تو اس نے کہا کہ تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا میں نے کہا اللہ پھر تلوار کو میان میں کیا پس ہاں یہ وہ شخص بیٹھا ہوا ہے پھر آپ نے اس سے بدلہ نہیں لیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور اس کی شرح آئندہ آئے گی۔ قرطبی نے کہا کہ یہ دلالت کرتی ہے

اس پر کہ اس وقت میں کوئی آدمی حضرت ﷺ کی نگہبانی نہ کرتا تھا بخلاف اس کے کہ اول امر میں تھے کہ اس وقت آپ کی نگہبانی کی جاتی تھی پھر آیت اتری کہ اللہ تجھ کو لوگوں سے بچائے گا لیکن ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت ایک قصے میں اتری اور اس کے نازل ہونے کا سبب یہی قصہ ہے پس اگر یہ صحیح ہو تو کہا جائے گا کہ حضرت ﷺ چوکیداری کروانے میں مختار تھے پس کبھی اس کو چھوڑتے تھے اپنے یقین کے قوی ہونے کی وجہ سے۔ پس جب یہ قصہ واقع ہوا اور یہ آیت اتری تو آپ نے چوکیداری موقوف کروائی۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِي الرِّمَاحِ. باب ہے بیان میں اس چیز کے جو نیزوں میں کہی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی بیچ رکھنے ان کے کے اور ان کے استعمال کرنے کے یعنی اس کی فضیلت سے۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُعِلَ رِزْقِيْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِيْ وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِيْ.

یعنی اور ذکر کیا جاتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس نے حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ میرا رزق میرے نیزے کے سائے کے نیچے ٹھہرایا گیا یعنی مال غنیمت کا اور میرا مخالف ذلیل اور خوار کیا گیا۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے نیزے کی فضیلت کی طرف اور اس امت کے لیے غنیمتوں کے حلال ہونے کی طرف اور اس چیز کی طرف کہ حضرت ﷺ کا رزق اس میں ٹھہرایا گیا ہے نہ اس کے سوا اور کسبوں میں۔ اس لیے بعض علما نے کہا کہ یہ سب کسبوں سے افضل ہے اور خواری سے مراد جزیہ لینا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ میرے تیر کے سائے کے تلے تو اس میں اشارہ ہے کہ اس کا سایہ دراز کیا گیا ہے ابد الآباد تک یعنی ہمیشہ رہے گا اور نیزوں کے ذکر پر اقتصار کرنے کی وجہ دوسرے ہتھیاروں سے مانند تلوار کی یہ ہے کہ ان کی عادت جاری تھی ساتھ گردانے جھنڈوں کے نیزوں کی طرف پس جب کہ نیزے کا سایہ اسبغ ہے تو ہوگی نسبت روزی کی طرف اس کے لائق تر ہے اور تحقیق تعرض کیا ہے دوسری حدیث میں تلوار کے سائے سے جیسا کہ آگے آئے گا کہ حضرت ﷺ نے فرمایا بہشت تلواروں کے سایے کے تلے ہے۔ پس منسوب کیا گیا رزق نیزے کے سائے کے تلے کی طرف اس وجہ سے کہ میں نے ذکر کی ہے کہ مقصود نیزے سے جھنڈا ہے اور نسبت کی گئی ہے بہشت کی تلواروں کے سایے کی طرف اس لیے کہ شہادت واقع ہوتی ہے اس کے ساتھ اکثر اوقات۔ اور نیز اس لیے کہ تلوار کا سایہ اکثر ظاہر ہوتا ہے ساتھ کثرت حرکت تلوار کے لڑنے والے کے ہاتھ میں اور نیز اس لیے کہ سایہ تلوار کا نہیں ظاہر ہوتا مگر اس کے مارنے کے بعد اس لیے کہ اس سے پہلے مغمود اور معلق ہوتی ہے۔ (فتح)

۲۶۹۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا

۲۶۹۸۔ ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت ﷺ کے

مَالِكٌ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِيْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ أَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ فَرَأٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ أَنْ يُّنَاوِلُوْهُ سَوْطَهُ فَأَبَوْا فَسَأَلَهُمْ رُمْحَهُ فَأَبَوْا فَأَخَذَهُ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهُ فَأَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبٰى بَعْضٌ فَلَمَّا أَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ إِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ أَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ. وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ فِي الْحِمَارِ الْوَحْشِيِّ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي النَّضْرِ قَالَ هَلْ مَعَكُمْ مِّنْ لَّحْمِهٖ شَيْءٌ.

ساتھ تھا یہاں تک کہ جب وہ مکے کی بعض راہ میں تھے تو اپنے یاروں کے ساتھ جدا ہوا کہ احرام باندھے تھے اور وہ احرام سے نہ تھا تو اس نے ایک جنگلی گدھا دیکھا تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوا تو اس نے اپنے یاروں سے اپنا کوڑا مانگا تو انہوں نے نہ دیا پھر اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو بھی انہوں نے نہ مانا تو اس نے اس کو خود اتر کر لیا پھر جنگلی گدھے کو ڈانٹا اور مار ڈالا تو اس کے بعض ساتھیوں نے اس کا گوشت کھایا اور بعض نے نہ کھایا پھر جب انہوں نے حضرت ﷺ کو پایا تو آپ سے اس کا حکم پوچھا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو ایک کھانا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو کھلایا اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ فرمایا کیا تمہارے ساتھ اس کا گوشت ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گذر چکی ہے اور اس سے غرض اس کا یہ قول ہے کہ اس نے ان سے اپنا نیزہ مانگا تو انہوں نے نہ دیا۔ (فتح)

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ.

بیان اس چیز کا کہ کہی گئی ہے بیچ زرہ حضرت ﷺ کی کے اور حکم پوشاک کا لڑائی میں۔

فائدہ: یعنی آپ کی زرہ کس چیز سے تھی اور پوشاک کے پہننے کا کیا حکم ہے۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا خَالِدٌ فَقَدِ احْتَبَسَ أَدْرَاعَهُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.

یعنی اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیکن خالد پس اس کا تو یوں حال ہے کہ اس نے اپنی زرہوں کو اللہ کی راہ میں بند کر رکھا ہے۔

فائدہ: یہ حدیث پوری مع شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور اشارہ کیا ہے بخاری نے اس حدیث کے ذکر کرنے کے ساتھ اس طرف کہ بے شک جیسے کہ حضرت ﷺ نے زرہ پہنی ہے اس چیز میں کہ ذکر کیا ہے اس کو باب میں ویسے ہی ذکر کیا زرہ کو اور منسوب کیا اس کو بعض بہادر اصحاب کی طرف پس دلالت کی اس نے اس کے مشروع ہونے پر اور یہ کہ اس کا پہننا توکل کے منافی نہیں۔ (فتح)

٢٦٩٩۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ أَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهٰى وَأَمَرُّ﴾. وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ.

٢٦٩٩۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے جنگ بدر کے دن فرمایا اور حالانکہ آپ ایک قبے میں یعنی خیمے میں تھے کہ الٰہی میں تجھ سے تیرا قول قرار چاہتا ہوں یعنی تیرے عہد اور پیمان کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں جو تو نے اسلام کی مدد کرنے میں کیا ہے الٰہی اگر تو مسلمانوں کی ہلاکت چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری بندگی نہ ہوگی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ یا حضرت ﷺ آپ کو اتنی دعا کافی ہے کہ آپ نے پرلے سرے کی اپنے رب سے التجا کی اور حالانکہ حضرت ﷺ زرہ میں تھے تو حضرت ﷺ قبے سے باہر آئے اور آپ کہتے تھے کہ شکست کھائے گی جماعت کافروں کی اور بھاگیں گے پیٹھ دے کر بلکہ قیامت ہے ان کے وعدے کا وقت اور قیامت بڑی اور بڑی کڑوی ہے۔

فائدہ: اور غرض اس حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ اپنی زرہ میں تھے۔ (فتح)

٢٧٠٠۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ وَقَالَ يَعْلٰى حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ دِرْعٌ مِّنْ حَدِيْدٍ وَقَالَ مُعَلًّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ وَقَالَ رَهَنَهٗ دِرْعًا

٢٧٠٠۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا انتقال ہوا اور آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی بدلے تیس صاع جو کے۔

مِّنْ حَدِيْدٍ.

فائدہ: اورغرض اس سے یہ قول ہے کہ آپ کی زرہ گروی تھی اوراس کی شرح کتاب الرھن میں گذر چکی ہے۔

۲۷۰۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ أَيْدِيَهُمَا إِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَتِهِ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ أَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيْلُ بِالصَّدَقَةِ انْقَبَضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ إِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ إِلٰى تَرَاقِيْهِ فَسَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فَيَجْتَهِدُ أَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ.

۲۷۰۱۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت ایسے ہے جیسے دو مردوں کی کہاوت ہے جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی باندھے ہوئے ہیں ہاتھ ان کے گردن تک جب کہ ارادہ کرتا ہے خیرات کرنے والا خیرات کا تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی نقش قدم پر گھسٹتی جاتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو ہر ایک حلقہ زرہ کا دوسرے حلقے سے مل جاتا ہے اور زرہ اس پر سمٹ جاتی ہے اور اس کے دونوں ہاتھ گردن تک کھنچ جاتے ہیں اور وہ کوشش کرتا ہے کہ زرہ کشادہ سو وہ کشادہ نہیں ہوتی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گذر چکی ہے اور غرض اس سے ذکر دو کرتوں کا ہے پس تحقیق وہ مروی ہے باء کے ساتھ اور یہ مناسب ہے قمیص کے ذکر کے لیے ترجمہ میں اور نون کے ساتھ مروی ہے اور وہ مناسب ہے زرہ کے لیے اور محل استشہاد ترجمہ کا یہ ہے اگرچہ ممثل بہ مثل ہیں نہیں شرط کیا جاتا وجود اس کا چہ جائیکہ مشروع ہو اس جہت سے ہے کہ اس نے تمثیل بیان کی ہے ساتھ زرہ سخی کی کے پس تشبیہ سخی محمود کی ساتھ زرہ کے مشعر ہے اس کے ساتھ کہ زرہ محمود ہے اور موضوع شاہد کی اس سے زرہ سخی کی ہے نہ زرہ بخیل کی۔ اور گویا کہ اس نے قائم کیا سخی کو مقام شجاع کے دونوں کے لازم ہونے کی وجہ سے آپس میں اکثر اوقات اور اس طرح ان کی ضد۔ (فتح) اور خلاصہ مطلب حدیث کا یہ ہے کہ سخی کمال خوشی سے خیرات کرتا ہے ہاتھ دل کے ارادے کی اطاعت کرے ہیں اور بخیل کی خیرات کرتے ہوئے جان نکلتی ہے اور روح قبض ہوتی ہے اس کا دل تنگی کرتا ہے اور دینے کو ہاتھ باہر نہیں نکلتے گویا کہ اس نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے۔

بَابُ الْجُبَّةِ فِي السَّفَرِ وَالْحَرْبِ.

باب ہے بیان میں کرتے پہننے کے سفر میں اور لڑائی میں۔

۲۷۰۲۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا

۲۷۰۲۔ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحٰى مُسْلِمٍ هُوَ ابْنُ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَقِيْتُهٗ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتُ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَعَلٰى خُفَّيْهِ.

قضائے حاجت کو گئے پھر آئے اور میں آپ کو آگے سے پانی لے کر ملا آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنی آستینوں سے نکالنے لگے سو دونوں آستینیں تنگ تھیں تو دونوں ہاتھ اس کے نیچے سے نکالے پھر ان کو دھویا اور مسح کیا اپنے سر پر اور دونوں موزوں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے مطابقت حدیث کی ترجمہ سے ظاہر ہے۔ (فتح)

بَابُ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ.

لڑائی میں ریشمی کپڑا پہننا۔

۲۷۰۳۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہ کو ریشمی کرتا پہننے کی اجازت دی کھجلی کی وجہ سے کہ دونوں کو تھی۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے جوؤں کی شکایت کی اور ممکن ہے تطبیق اس طرح سے کہ کھجلی حاصل ہوئی تھی بسبب جوؤں کے پس نسبت کی گئی علت ایک بار طرف سبب کے اور ایک بار طرف سبب کے سبب کے اور لیکن قید کرنا اس کا لڑائی کے ساتھ پس شاید کہ لیا ہے بخاری نے اس کو اس کے قول سے ہمام کی روایت میں کہ میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا اور ابو داود کی روایت میں واقع ہوا ہے کہ اس کو سفر میں کھجلی تھی اور تحقیق اس نے اس کے لیے باب باندھا۔ بے لباس میں۔ باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ رخصت دی جاتی ہے مردوں کے لیے ریشم کے لیے کھجلی کی وجہ سے اور نہیں قید کیا اس کو ساتھ لڑائی کے۔ سو بعض نے گمان کیا ہے کہ جرب ترجمہ میں جیم اور راء کے فتح کے ساتھ ہے، اور نہیں ہے جیسا کہ اس نے گمان کیا اس لیے کہ نہ باقی رہے گی اس کے لیے باب الجہاد میں کوئی مناسبت اور لازم آئے گا اس سے دوبارہ لانا باب کا لباس میں اس لیے کہ حکہ اور جرب ہم معنی ہیں اور کیا ہے طبری نے اس کے جواز کو جہاد کے لیے استنباط کرتے ہوئے اس کے جائز ہونے کے کھجلی کے لیے پس کہا اس نے کہ دلالت کی کھجلی کی وجہ سے پہننے کی رخصت نے اس پر کہ بے شک جو قصد کرے اس کے پہننے کا اس چیز میں وہ اعظم ہے کھجلی کے دکھ سے مانند دفع کرنے ہتھیاروں دشمن کے اور مانند اس کے کے وہ جائز ہے پس پیروی کی ہے ترمذی

نے بخاری کی اور ترجمہ باندھا ہے اس کے لیے بَابُ مَاجَاءَ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ فِي الْحَرْبِ پھر مشہور قائلین جواز سے ہے کہ یہ سفر کے ساتھ خاص نہیں اور بعض شافعیہ سے روایت ہے کہ وہ سفر کے ساتھ خاص ہے اور قرطبی نے کہا کہ حدیث حجت ہے منع کرنے والے پر مگر یہ کہ دعوی کرے کہ یہ جواز زبیر اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کے ساتھ خاص ہے اور یہ دعوی صحیح نہیں میں کہتا ہوں کہ میل کی ہے اس کی طرف عمر رضی اللہ عنہ نے پس ابن عساکر نے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خالد رضی اللہ عنہ پر ریشمی کرتا دیکھا تو کہا یہ کیا ہے تو ذکر کیا اس کے لیے خالد رضی اللہ عنہ نے زبیر اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہما کا قصہ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا تو بھی عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی طرح ہے پھر حاضرین کو فرمایا تو انہوں نے اس کو پھاڑ ڈالا اور تحقیق اختلاف کیا ہے سلف نے اس کے پہننے میں پس منع کیا ہے مالک اور ابوحنیفہ نے مطلقا اور شافعی اور ابو یوسف نے کہا کہ ضرورت کے لیے جائز ہے اور ابن ماجشون سے روایت ہے کہ مستحب ہے پہننا اس کا لڑائی میں اور مہلب نے کہا کہ پہننا اس کا لڑائی میں دشمن کو ڈرانے کے لیے اور یہ اسی طرح ہے جیسے کہ رخصت ہے اکڑ کر چلنے کی لڑائی میں اور نووی نے کہا کہ حکمت ریشم کے پہننے میں کھجلی کے لیے یہ ہے کہ اس میں سردی ہے اور تعاقب کیا گیا ہے اس کا اس کے ساتھ کہ ریشم تو گرم ہے اور ٹھیک بات تو یہ ہے کہ حکمت تو اس میں واسطے خاص کے لیے ہے جو اس میں ہے دفع کرنے لیے اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے اس سے کھجلی مانند جوؤں کے۔ (فتح)

٢٧٠٤۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ. ح حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرَ شَكَوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ.

٢٧٠٤۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمن اور زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شکایت کی یعنی جوؤں کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے ریشم پہننے کی اجازت دی تو میں نے جہاد میں ان پر ریشمی کپڑا دیکھا۔

٢٧٠٥۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَّالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فِي حَرِيْرٍ.

٢٧٠٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت دی۔

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو رخصت دی یعنی ریشم پہننے کی کھجلی کی وجہ سے کہ ان دونوں

رَخَّصَ أَوْ رُخِّصَ لَهُمَا لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

کو تھی۔

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي السِّكِّينِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے چھری میں۔

٢٧٠٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ مِنْ كَتِفٍ يَحْتَزُّ مِنْهَا ثُمَّ دُعِيَ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ. حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فَأَلْقَى السِّكِّينَ.

۲۷۰۶۔ عمرو بن امیہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بکری کے مونڈھے سے گوشت کھاتے تھے یعنی اس سے کاٹتے تھے پھر نماز کی طرف بلائے گئے تو آپ نے نماز پڑھی اور نیا وضو نہ کیا بلکہ پہلے وضو پر کفایت کی اور دوسری روایت میں ہے کہ چھری کو ڈال دیا۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الطہارۃ میں گذر چکی ہے۔ (وہاں شرح مفصل کی گئی ہے)۔

بَابُ مَا قِيلَ فِي قِتَالِ الرُّوْمِ.

باب ہے بیان میں اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے بیچ لڑائی روم کی۔

فائدہ: یعنی فضیلت سے اور اختلاف کیا گیا ہے روم میں اکثر اس پر ہیں کہ وہ عیص بن اسحق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں اور نام جد ان کے کا بعض کہتے ہیں کہ رومانی ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ابن لیطا بن یونان بن یافث بن نوح ہے۔ (فتح)

٢٧٠٧۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحَةِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ قَالَ عُمَيْرٌ فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِي يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ

۲۷۰۷۔ ام حرام رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے ہیں کہ اول لشکر میری امت سے جو سمندر میں جہاز پر چڑھ کر کافروں سے جہاد کرے گا ان کے لیے بہشت واجب ہوئی ہے ام حرام رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! دعا کیجئے اللہ مجھ کو ان میں شریک کرے فرمایا تو بھی ان میں ہوگی پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ پہلا لشکر میری امت کا جو روم والے بادشاہ قسطنطنیہ سے لڑے گا بخش دیے گئے ہیں میں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ میں بھی ان میں ہوں فرمایا نہیں یعنی تو ان میں داخل نہیں۔

أَوْجَبُوْا قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنَا فِيْهِمْ قَالَ أَنْتِ فِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ أُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ أَنَا فِيْهِمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا.

فائدہ: مہلب نے کہا کہ اس حدیث میں فضیلت ہے معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے اس لیے کہ پہلے پہل اس نے دریا میں سوار ہو کر جہاد کیا اور فضیلت ہے اس کے بیٹے یزید کے لیے (قول مہلب کا یزید کے حق میں مردود ہے ساتھ دلائل قطعیہ کے مختار ثقفی نے اس سے بڑھ کر کام کیے تھے آخر مردود ہو کر مر گیا) اس سے کہ پہلے پہل اس نے قسطنطنیہ پر جہاد کیا تھا اور تعاقب کیا ہے اس کا ابن تین نے اور ابن منیر نے جس کا حاصل یہ ہے کہ نہیں لازم آتا اس کے داخل ہونے سے اس عموم میں یہ کہ نہ نکالا جائے ساتھ دلیل خاص کے اس لیے کہ نہیں اختلاف ہے اہل علم کو کہ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مغفور لہم مشروط ہے ساتھ اس کے کہ ہوں اہل مغفرت سے یعنی مغفرت کے لائق ہوں یہاں تک کہ اگر ان غازیوں میں سے اس کے بعد کوئی مرتد ہو جائے تو اس عموم میں بالاتفاق داخل نہ ہو گا پس دلالت کی اس نے کہ مراد مغفور لہم کے وہ شخص ہے جس میں مغفرت کی شرط پائی جائے اور لیکن قول ابن تین کا کہ احتمال ہے کہ یزید اس لشکر کے ساتھ حاضر نہ ہوا ہو تو یہ مردود ہے مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ لڑنے کے ساتھ مباشر نہ ہو گا تو ممکن ہے پس تھا وہ سردار اس لشکر کا بالاتفاق اور جائز رکھا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ شہر قیصر کے وہ شہر ہے جس میں وہ تھا جس دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث فرمائی اور وہ حمص ہے اس وقت اس کی دار السلطنت وہی شہر تھا اور یہ دفع ہوتا ہے اس کے ساتھ کہ حدیث میں ہے کہ جو سمندر میں جہاد کریں گے وہ اس سے پہلے ہے اور یہ کہ ام حرام رضی اللہ عنہا ان میں تھی اور حمص فتح کیا تھا اس جہاد سے پہلے جس میں ام حرام رضی اللہ عنہا تھیں۔ میں کہتا ہوں کہ جنگ یزید کی ہجرت کے باون سال میں تھی اور اس حدیث میں ترغیب ہے شام میں بسنے کی۔ (فتح)

بَابُ قِتَالِ الْيَهُوْدِ.

باب ہے بیان میں پیشین گوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ لڑنے کے یہود سے۔

٢٧٠٨۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدِ الْفَرْوِيُّ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ

٢٧٠٨۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لڑو گے تم اے مسلمانوں یہود سے یہاں تک کہ پتھر کے پیچھے یہودی چھپے گا تو پتھر کہے گا اے مسلمان یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

حَتّٰى يَخْتَبِيَ أَحَدُهُمْ وَرَآءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ.

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے مخاطب کرنا ایک شخص کو اور مراد اس کا غیر ہو جو اس کے قول کے ساتھ قائل ہو اور اس کے اعتقاد کا معتقد ہو اس لیے کہ یہ بات معلوم ہے کہ جس وقت کی طرف حضرت ﷺ نے اشارہ کیا تھا وہ ابھی نہیں آیا تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد ساتھ قول حضرت ﷺ کے کہ تم لڑو گے مسلمانوں کو خطاب کرنا ہے اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ خطاب شفاہی عام ہوتا ہے مخاطبین کو اور جو ان کے بعد ہیں اور لیکن اتفاق ہے حکم کی جہت سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ہے اس میں اختلاف بیچ غائب لوگوں کے کہ کیا غائبوں کو بھی نفس خطاب سے حکم واقع ہوا ہے یا بطریق الحاق کے اور حدیث تائید کرتی ہے اس شخص کی جس کا پہلا مذہب ہے اور اس میں اشارہ ہے دین اسلام کے باقی رہنے کی طرف یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام اتریں پس عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال سے لڑیں گے اور جڑ اکھاڑ ڈالیں گے یہودی جو دجال کے تابع دار ہیں اور اس کا پورا بیان علامات النبوۃ میں آئے گا۔ (فتح)

۲۷۰۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَآئَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ.

۲۷۰۹۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ ہوگی قائم قیامت یہاں تک کہ اے مسلمانو تم یہودیوں کو قتل کرو گے یہاں تک کہ پتھر کہے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا اے مسلمانوں یہ یہودی میری آڑ میں ہے تو اس کو مار ڈال۔

بَابُ قِتَالِ التُّرْكِ.

باب ہے بیان میں لڑائی ترک کے کہ آخر زمانہ میں واقع ہوگی۔

فائدہ: اور ترک کی اصل میں اختلاف ہے پس خطابی نے کہا کہ وہ قنطورا کی اولاد ہیں جو ابرہیم علیہ السلام کی لونڈی تھیں اور ابو عمر نے کہا کہ یافث کی اولاد سے ہیں اور وہ کئی قسم ہیں اور وہب بن منبہ نے کہا کہ وہ یاجوج ماجوج کے چچیرے بھائی ہیں کہ جب ذوالقرنین نے دیوار بنائی تو اس وقت بعض لوگ یاجوج ماجوج سے غائب تھے تو وہ دیوار سے باہر اپنی قوم کے ساتھ داخل نہ ہوئے پس نام رکھا گیا ان کا ترک اور بعض کہتے ہیں کہ وہ تبع کی اولاد ہیں۔ (فتح)

٢٧١٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُولُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ نِعَالَ الشَّعْرِ وَإِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ تُقَاتِلُوْا قَوْمًا عِرَاضَ الْوُجُوْهِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

٢٧١٠۔ عمرو بن ثعلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں اور قیامت کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تم لڑو گے اس قوم سے جن کے منہ چوڑے ہیں گویا کہ منہ ان کے جیسے ڈھالیں ہیں تہہ بہ تہہ جمی ہوئی یعنی ان پر چمڑا جما ہوا یعنی ان کے منہ گول اور موٹے موٹے ہیں۔

فائدہ: یہ حدیث اور جو اس کے بعد ہے ظاہر ہے اس میں کہ جو لوگ بالوں کی جوتیاں پہنتی ہیں وہ ترک کے غیر ہیں۔ (فتح)

٢٧١١۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ الْأَعْرَجِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْأَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ.

٢٧١١۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو تم ترک سے چھوٹی آنکھوں والے سرخ منہ والے چپٹے ناکوں والے ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بہ تہ جمی ہوئی اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں۔

بَابُ قِتَالِ الَّذِيْنَ يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ.

باب ہے بیان میں ان لوگوں کی لڑائی ہے جو بال کی جوتیاں پہنتے ہیں۔

٢٧١٢۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ

٢٧١٢۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑو گے تم اس قوم سے جن کی جوتیاں بال کی ہیں اور نہ قائم ہوگی قیامت یہاں تک کہ تم اس قوم سے لڑو گے کہ ان کے منہ جیسے ڈھالیں ہیں تہ بہ تہ جمی ہوئی اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹی آنکھوں

الشَّعَرُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ. قَالَ سُفْيَانُ وَزَادَ فِيْهِ أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْأُنُوْفِ كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ.

والے چپٹے ناکوں والے۔

بَابُ مَنْ صَفَّ أَصْحَابَهُ عِنْدَ الْهَزِيْمَةِ وَنَزَلَ عَنْ دَآبَّتِهِ وَاسْتَنْصَرَ.

جو صف باندھے اپنے یاروں کی وقت شکست کے۔یعنی صف باندھے ان کی جو اس کے ساتھ ثابت رہے بعد بھاگنے اس شخص کے کہ بھاگا اور اپنے چوپائے سے اترے اور فتح چاہے اللہ سے۔

۲۷۱۳۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ أَكُنْتُمْ فَرَرْتُمْ يَا أَبَا عُمَارَةَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنَّهُ خَرَجَ شُبَّانُ أَصْحَابِهِ وَأَخِفَّآؤُهُمْ حُسَّرًا لَّيْسَ بِسِلَاحٍ فَأَتَوْا قَوْمًا رُّمَاةً جَمْعَ هَوَازِنَ وَبَنِيْ نَصْرٍ مَّا يَكَادُ يَسْقُطُ لَهُمْ سَهْمٌ فَرَشَقُوْهُمْ رَشْقًا مَّا يَكَادُوْنَ يُخْطِئُوْنَ فَأَقْبَلُوْا هُنَالِكَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَابْنُ عَمِّهِ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَقُوْدُ بِهِ فَنَزَلَ وَاسْتَنْصَرَ ثُمَّ قَالَ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ثُمَّ صَفَّ أَصْحَابَهُ.

۲۷۱۳۔ابو اسحق سے روایت ہے کہ میں نے براء رضی اللہ عنہ سے سنا اور حالانکہ ایک مرد نے اس سے پوچھا کہ اے ابوعمارہ کیا تم جنگ حنین کے دن بھاگے تھے اس نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی حضرت ﷺ نے تو پیٹھ نہیں پھیر لیکن آپ کے اصحاب سے نوجوان اور ہلکے لوگ نکلے اس حال میں کہ ننگے تھے ان کے پاس ہتھیار نہ تھے سو تیرانداز قوم کے سامنے آئے جو ہوازن اور بنی نصر کی جماعت تھے نہ قریب تھا کہ ان کا تیر زمین پر گرے یعنی خالی جائے تو ہوازن نے ان کو تیر مارے نہ قریب تھا کہ چوکے یعنی ان کا تیر نشانے سے چوکتا نہ تھا تو وہ اصحاب پھرے اس جگہ سے طرف حضرت ﷺ کی اور حضرت ﷺ اپنے خچر سفید پر سوار تھے اور آپ کے چچا کا بیٹا ابو سفیان رضی اللہ عنہ خچر کی باگ کھینچتا تھا تو حضرت ﷺ اترے اور اللہ سے مدد چاہی پھر فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں اس میں کچھ جھوٹ نہیں میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں پھر اپنے اصحاب کی صف باندھی۔

فائدہ: اور یہ بعد اس کے تھے کہ آپ اترے اور مدد چاہی یعنی اللہ سے بعد اس کے کہ کافروں کو مٹی کی مٹھی ماری

اوراس کی پوری شرح کتاب المغازی میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ بِالْهَزِيْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ.

دعا کرنی مشرکوں پر ساتھ شکست اورزلزلے کی۔

٢٧١٤۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسٰى حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلَاةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ.

۲۷۱۴۔علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خندق کا دن ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے انہوں نے ہم کو نماز وسطی یعنی بیچ کی نماز سے باز رکھا یہاں تک کہ سورج غروب ہوا۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور اس کے آخر میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کی صف باندھی۔اس حدیث میں بد دعا ہے اوپر ان کے ساتھ اس کے کہ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھرے اور اس میں ان پر شکست کی دعا نہیں لیکن یہ ہزیمت پکڑی جاتی ہے زلزلے کے لفظ سے اس لیے کہ ان کے گھروں کے جلانے میں نہایت تزلزل ہے ان کی جانوں کے لیے۔(فتح)

٢٧١٥۔ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ فِي الْقُنُوْتِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اللّٰهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ.

۲۷۱۵۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں دعا کیا کرتے تھے کہ الہی نجات دے سلمہ بن ہشام کو الہی نجات دے ولید بن ولید کو الہی نجات دے عیاش بن ابی ربیعہ کو الہی نجات دے مکے کے دبے ہوئے مسلمانوں کو الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور ان پر سات برس کا قحط ڈال جیسے یوسف علیہ السلام کے وقت میں قحط پڑا تھا۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الہی اپنا سخت عذاب ڈال مضر کی قوم پر اور داخل ہونا اس کا ترجمہ میں بطور عموم کے ہے اس لیے کہ سخت عذاب میں ترجمہ باب بھی داخل ہے پس مراد یہ ہے کہ سخت ڈال ان پر سختی اور عقوبت اور اس کی شرح تفسیر میں آئے گی۔(فتح)

٢٧١٦۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

٢٧١٦۔عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خندق کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں پر بددعا کی سو فرمایا کہ اے الٰہی! اتارنے والے قرآن کے جلد حساب لینے والے الٰہی شکست دے کفار کے گروہوں کو الٰہی شکست دے ان کو اوران کو ڈگمگا دے۔

فائدہ: جنگ احزاب کے دن کفار نے مدینے کو گھیر لیا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے نہایت سرد ہوا چلی کفار گھبرا کر بھاگ گئے اور یہ حدیث ترجمہ میں ظاہر ہے اور مراد دعا ہے ان پر جب کہ بھاگیں یہ کہ ان کو قرار نہ دے اور داود نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ ان کی عقل ماری جائے اوران کے پاؤں کانپنے لگیں لڑائی کے وقت پس نہ ثابت رہیں۔(فتح)

٢٧١٧۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَنَاسٌ مِّنْ قُرَيْشٍ وَنُحِرَتْ جَزُوْرٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ فَأَرْسَلُوْا فَجَآءُوْا مِنْ سَلَاهَا وَطَرَحُوْهُ عَلَيْهِ فَجَآءَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ لِأَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَأُبَيِّ بْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِيْ قَلِيْبِ بَدْرٍ قَتْلٰى قَالَ أَبُوْ

٢٧١٧۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانے کعبے کے سایے میں نماز پڑھتے تھے سو ابو جاہل اور قریشیوں نے کہا اور حالانکہ مکے کے ایک کنارے میں اونٹ ذبح ہوا تھا تو انہوں نے کچھ آدمی بھیجے وہ ان کی اوجھری لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر رکھ دی تو فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اوراس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ سے اُتارا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بددعا کی کہ الٰہی پکڑ لے قریش کو یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا(یعنی اولاً مجمل قریش کو ذکر کیا پھر بڑے بڑے موذیوں کا مفصل نام لیا)فرمایا کہ الٰہی پکڑ لے ابو جاہل بن ہشام کو اور عتبہ بن ربیعہ کو اور شیبہ بن ربیعہ کو اور ولید بن عتبہ اور ابی بن خلف کو اور عقبہ بن ابی معیط کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کو جنگ بدر میں دیکھا کہ مارے گئے اور وہ بدر کے کنویں میں ڈالے گئے ابو اسحٰق سے روایت کی ہے کہ ساتواں امیہ بن خلف ہے اور شیبہ نے کہا کہ امیہ یا ابی ہے۔اور صحیح امیہ ہے۔

إِسْحَاقَ وَنَسِيتُ السَّابِعَ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ وَّقَالَ شُعْبَةُ أُمَيَّةُ أَوْ أُبَيٌّ وَّالصَّحِيْحُ أُمَيَّةُ.

فائدہ: اور مطابقت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اس وجہ سے ہے کہ میں نے تقریر کی باب کی دوسری حدیث میں۔ (فتح)

۲۷۱۸۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ الْيَهُوْدَ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكَ فَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَا لَكِ قُلْتُ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

۲۷۱۸۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودی حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ السام علیکم تم کو موت ہو تو میں نے ان کو لعنت کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا کہ تو نے ان کو لعنت کی عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت ﷺ نے فرمایا کیا تو نے نہیں سنا جو کچھ میں نے کہا اور تم پر۔

فائدہ: اور شاید اس نے اشارہ کیا ہے اس چیز کی طرف کہ اس کے بعض طرق میں وارد ہوئی ہے اس کے آخر میں کہ ہماری دعا ان کے حق میں قبول کی جاتی ہے اور ان کی دعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوتی پس اس میں جائز ہونا دعا کا ہے مشرکین کے خلاف اگرچہ دعا کرنے والا خوف کرے کہ وہ اس پر بددعا کریں گے اور اس کی پوری شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُرْشِدُ الْمُسْلِمُ أَهْلَ الْكِتَابِ أَوْ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ.

کیا جائز ہے مسلمان کو کہ اہل کتاب کو ہدایت کرے یا ان کو کتاب سکھائے؟

فائدہ: مراد کتاب اول سے توراۃ اور انجیل ہے اور کتاب ثانی سے مراد وہ چیز ہے کہ عام تر ہے اس سے اور قرآن سے اور غیر اس کے سے۔ (فتح)

۲۷۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۲۷۱۹۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کی طرف لکھا کہ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا یعنی جب تو مسلمان نہ ہوا تو رعیت بھی مسلمان نہ ہوگی اور ان کی گمراہی کا عذاب تجھ پر ہو گا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى قَيْصَرَ وَقَالَ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْأَرِيْسِيِّيْنَ.

فائدہ: اور ہدایت کرنا اہل کتاب کا اس سے ظاہر ہے اور لیکن ان کو کتاب سکھانی شاید استنباط کیا ہے اس نے اس کو اس سے کہ حضرت ﷺ نے بعض قرآن ان کی طرف لکھا تھا ساتھ عربیت کے گویا کہ مسلط کیا ان کو اس کی تعلیم پر اس لیے کہ نہ پڑھیں گے وہ اس کو مگر ترجمہ کروانے کے بعد اور نہ ترجمہ کیا جائے گا ان کے لیے یہاں تک کہ پہچانے مترجم کیفیت اس کے استخراج کی۔ اور اس مسئلے میں سلف کو اختلاف ہے پس امام مالک کہتے ہیں کہ کافر کو قرآنی تعلیم کرنا منع ہے۔ اور ابو حنیفہ نے اس کی اجازت دی ہے اور شافعی کا قول اس میں مختلف ہے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ راجح تفصیل ہے اس شخص کے درمیان کہ اس میں دین کی رغبت کی امید کی جائے اور اس کے مسلمان ہونے کی امید ہو ساتھ امن کے اس سے یہ کہ غالب ہو اس کے ساتھ طرف طعن کے بیچ اس کے اور درمیان اس شخص کے کہ ثابت ہو جائے کہ وہ اس میں رغبت نہیں کرتا یا گمان ہو کہ وہ پہنچے گا اس کے ساتھ دین میں طعن کی طرف۔ اور نیز فرق کیا جاتا درمیان قلیل کے اس سے اور کثیر کے کما تقدم فی اوائل کتاب الحيض۔ (فتح)

بَابُ الدُّعَآءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ بِالْهُدٰى لِيَتَأَلَّفَهُمْ.

دعا کرنی مشرکین کے لیے ساتھ ہدایت اسلام کے تاکہ ان کے دلوں کو الفت دے۔

۲۷۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

۲۷۲۰۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمر رضی اللہ عنہ دوسی اور اس کے یار حضرت ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ یا حضرت! بے شک دوس نے نافرمانی کی اور دین اسلام نہیں مانا تو آپ ان پر بددعا کیجیے تو کسی نے کہا کہ ہلاک ہوئی قوم دوس کی تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ الٰہی ہدایت کر دوس کو اور ان کو مسلمان کر کے لا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور یہ جو کہا کہ تاکہ الفت دے ان کو تو یہ مصنف کی فقاہت سے ہے اور یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں مقاموں میں فرق ہے اور یہ کہ حضرت ﷺ ایک بار ان پر بددعا کرتے تھے اور ایک بار ان کے لیے دعا کرتے تھے پس پہلی حالت یعنی ان پر بددعا کرنی اس جگہ ہے جس جگہ ان کی شوکت سخت

ہواوران کی ایذا بہت ہو جیسے کہ پہلے باب کی حدیثوں میں گذر چکا ہے اور دوسری حالت یعنی ان کی ہدایت کے لیے دعا اس جگہ ہے کہ ان کے دکھ سے امن ہو اور ان کی الفت کی امید ہو اور اس کی شرح مغازی میں آئے گی۔(فتح)

بَابُ دَعْوَةِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَعَلٰى مَا يُقَاتَلُوْنَ عَلَيْهِ وَمَا كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالدَّعْوَةِ قَبْلَ الْقِتَالِ.

باب ہے بیان میں بلانے یہود اور نصاریٰ کے طرف اسلام کی قبل اس کے کہ لڑائی کی جائے ان سے۔

فائدہ: یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ پچھلے باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ لڑو ان سے یہاں تک کہ ہماری طرح ہوں اور اس میں حکم ہے حضرت ﷺ کا اس کے لیے ساتھ اترنے کے ان کے میدان میں پھر بلانا ان کو طرف اسلام کی پھر لڑنا اور وجہ لینے اس کے کی باب کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے روم کی طرف لکھا اس حال میں کہ ان کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اس سے پہلے کہ ان کی لڑائی کی طرف متوجہ ہوں۔(فتح)

فائدہ: اور بیان ہے اس چیز کا کہ لکھی فارس کے بادشاہ کی طرف اور روم کے بادشاہ کی طرف۔

فائدہ: یہ بات باب میں مسند مذکور ہے۔

فائدہ: اور لڑنے سے پہلے اسلام کی دعوت کرنی۔

فائدہ: شاید یہ ابن عون کی حدیث کی طرف اشارہ ہے حضرت ﷺ کے بنی مصطلق کے لوٹنے کے بارے میں غفلت کی حالت میں۔ اور وہ حدیث مروی ہے اس کے نزدیک کتاب الفتن میں اور وہ اس شخص کے نزدیک محمول ہے جو کہتا ہے ساتھ اشتراط کے دعوت اسلام کی لڑائی سے پہلے اس پر کہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچ گئی تھی اور یہ مسئلہ اختلافی ہے سو ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ لڑنے سے پہلے اسلام کی طرف بلانا شرط ہے اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ یہ حکم ابتدائے اسلام میں تھا پہلے پھیلنے دعوت اسلام کے پس اگر کوئی ایسا آدمی پایا جائے جس کو اسلام کی دعوت نہ پہنچی ہو تو اس کے ساتھ دعوت دینے سے پہلے لڑائی نہ کی جائے۔ شافعی نے اور مالک نے کہا ہے کہ جس کا گھر دار السلام سے قریب ہو لڑائی کی جائے اس سے بغیر دعوت کے اسلام کے مشہور ہونے کی وجہ سے اور جس کا گھر دور ہو اس کو دعوت ضروری ہے شک کی وجہ سے۔ اور ابو عثمان مندی سے روایت ہے کہ ہم کبھی دعوت کرتے تھے اور کبھی نہیں کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ محمول ہے پہلے دونوں حالوں پر۔(فتح)

۲۷۲۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

۲۷۲۱۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ نے روم کے بادشاہ کی طرف خط لکھنے کا ارادہ کیا اس کو بلانے کے لیے طرف اسلام کی تو کسی نے عرض کیا کہ وہ بغیر مہر کے خط نہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْرَئُوْنَ كِتَابًا إِلَّا أَنْ يَّكُوْنَ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

پڑھتے تو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جیسے کہ میں اس کی سفیدی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں دیکھتا ہوں اور اس میں محمد رسول اللہ ﷺ کھودا گیا۔

فائدہ: اس کی شرح کتاب اللباس میں آئے گی۔

٢٧٢٢۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهٗ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ إِلٰى كِسْرٰى فَأَمَرَهٗ أَنْ يَّدْفَعَهٗ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ يَدْفَعُهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهٗ كِسْرٰى حَرَّقَهٗ فَحَسِبْتُ أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ.

٢٧٢٢۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنا خط کسری بادشاہ فارس کی طرف بھیجا یعنی طرف بیٹے نوشیروان کے جس کا نام خسرو تھا پس حکم کیا ایلچی کو کہ اس کو بحرین کے سردار کے پاس پہنچا دے (یعنی اس نے اس کے پاس پہنچایا) اور بحرین کے سردار نے اس کو کسری کے پاس پہنچایا سو جب کسری نے اس کو پڑھا تو اس کو پھاڑ ڈالا پس میں گمان کرتا ہوں کہ سعید بن مسیب نے کہا کہ حضرت ﷺ نے ان پر بددعا کی یہ کہ پارہ کئے جائیں وہ تمام پارہ پارہ ہونا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور اس میں ہے کہ خط لے جانے والا عبداللہ بن حذافہ تھا اور ذکر کریں گے ہم اس جگہ جو کسری سے متعلق ہے اور یہ کہ عظیم البحرین سے کیا مراد ہے۔ اور اس حدیث میں بلانا ہے اسلام کی طرف کلام کے ساتھ اور لکھنے کے ساتھ اور یہ کہ لکھنا قائم مقام ہوتا ہے نطق کے۔ اور اس میں بھیجنا مسلم کا ہے کافر کی طرف اور یہ کہ بادشاہوں کے درمیان عادت جاری ہے ساتھ اس کے کہ ایلچی کو قتل نہ کیا جائے اس لیے کسری نے خط پھاڑ ڈالا اور ایلچی کو کچھ نہ کہا۔ (فتح)

بَابُ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ وَأَنْ لَّا يَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

باب ہے بیان میں بلانے حضرت ﷺ کے لوگوں کو طرف اسلام اور نبوت کی اور یہ کہ نہ پکڑے بعض ہمارا بعض کو رب سوائے اللہ کے یعنی کسی کو اللہ کا شریک نہ

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰى ﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ﴾ إِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ.

ٹھہرائے۔یعنی اوراللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کسی بندے کا کام نہیں کہ اللہ اس کو دے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر کہے لوگوں کو کہ تم میرے بندے ہو جاؤ اللہ کو چھوڑ کر آخر تک۔

فائدہ: اس آیت سے مراد انکار کرنا ہے اس شخص پر جو لوگوں کو کہے کہ میرے بندے ہو جاؤ اور مثل اس کی یہ آیت ہے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں کو کہا ہے آخر آیت تک۔(فتح)

۲۷۲۳۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ إِلَى الْإِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ إِلَيْهِ مَعَ دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ وَأَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهُ إِلٰى قَيْصَرَ وَكَانَ قَيْصَرُ لَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنْهُ جُنُوْدَ فَارِسَ مَشٰى مِنْ حِمْصَ إِلٰى إِيْلِيَآءَ شُكْرًا لِمَا أَبْلَاهُ اللّٰهُ فَلَمَّا جَآءَ قَيْصَرَ كِتَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِيْنَ قَرَأَهُ الْتَمِسُوْا لِيْ هَاهُنَا أَحَدًا مِّنْ قَوْمِهٖ لِأَسْأَلَهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ أَنَّهُ كَانَ بِالشَّامِ فِيْ رِجَالٍ مِّنْ قُرَيْشٍ قَدِمُوْا تِجَارًا فِي الْمُدَّةِ الَّتِيْ كَانَتْ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۲۷۲۳۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روم کے بادشاہ کو خط لکھا اس حال میں کہ اس کو اسلام کی طرف بلاتے تھے اور اپنا خط دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم کیا کہ خط کو بصری کے سردار کے پاس پہنچا دے تا کہ بصری کا سردار اس کو روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا دے اور جب اللہ تعالیٰ نے روم کے بادشاہ سے فارس کی فوجیں دور کیں اور وہ ان پر غالب ہوا تو بیت المقدس کی طرف چلا شکر ادا کرنے کے لیے اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو انعام کی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط روم کے بادشاہ کے پاس پہنچا تو کہا اس نے جب کہ اس کو پڑھا کہ کسی کو اس کی قوم سے اس جگہ تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ کہ میں ان سے آپ کا حال پوچھوں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ابو سفیان نے مجھ کو خبر دی کہ وہ شام میں تھا مع چند مردوں قریش کے کہ تجارت کے لیے آئے تھے اور اس مدت میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش کے درمیان قرار پائی تھی یعنی دن صلح حدیبیہ کے۔ابو سفیان نے کہا کہ قیصر کے ایلچی نے ہم کو شام کی بعض جگہ میں پایا تو وہ مجھ کو اور میرے ساتھیوں کو لے چلا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس میں آئے اور روم کے بادشاہ پر داخل کیے گئے تو اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ اپنے ملک کی مجلس میں بیٹھا ہے اور

وَسَلَّمَ وَبَيْنَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَوَجَدَنَا رَسُوْلُ قَيْصَرَ بِبَعْضِ الشَّامِ فَانْطَلِقَ بِيْ وَبِأَصْحَابِيْ حَتّٰى قَدِمْنَا إِيْلِيَآءَ فَأُدْخِلْنَا عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ فِيْ مَجْلِسِ مُلْكِهٖ وَعَلَيْهِ التَّاجُ وَإِذَا حَوْلَهٗ عُظَمَآءُ الرُّوْمِ فَقَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا إِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يَزْعَمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ أَنَا أَقْرَبُهُمْ إِلَيْهِ نَسَبًا قَالَ مَا قَرَابَةُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ فَقُلْتُ هُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَلَيْسَ فِي الرَّكْبِ يَوْمَئِذٍ أَحَدٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ غَيْرِيْ فَقَالَ قَيْصَرُ أَدْنُوْهُ وَأَمَرَ بِأَصْحَابِيْ فَجُعِلُوْا خَلْفَ ظَهْرِيْ عِنْدَ كَتِفِيْ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لِأَصْحَابِهٖ إِنِّيْ سَآئِلٌ هٰذَا الرَّجُلَ عَنِ الَّذِيْ يَزْعُمُ أَنَّهٗ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَ فَكَذِّبُوْهُ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَآءُ يَوْمَئِذٍ مِّنْ أَنْ يَّأْثُرَ أَصْحَابِيْ عَنِّي الْكَذِبَ لَكَذَبْتُهٗ حِيْنَ سَأَلَنِيْ عَنْهُ وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ أَنْ يَّأْثُرُوا الْكَذِبَ عَنِّيْ فَصَدَقْتُهٗ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهٗ كَيْفَ نَسَبُ هٰذَا الرَّجُلِ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا فَقَالَ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ عَلَى الْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَأَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ أَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ

اس کے سر پر تاج ہے اور اس کے گروہ روم کے سردار ہیں اس نے اپنے مترجم دوبیان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ ان لوگوں میں اس مرد کا رشتے میں کون شخص زیادہ تر قریب ہے جو گمان کرتا ہے کہ وہ پیغمبر ہے تو ابوسفیان کہتا ہے کہ میں نے کہا میں اس کو رشتے میں سب سے زیادہ تر قریب ہوں تو بادشاہ نے کہا کہ تیرے اور اس کے درمیان کیا قرابت ہے میں نے کہا کہ وہ میرا چچیرا بھائی ہے اور اس دن قافلے میں عبد مناف کی اولاد سے میرے سوا کوئی نہ تھا تو بادشاہ نے کہا کہ میرے نزدیک لاؤ اور میرے ساتھیوں کو حکم ہوا تو وہ میرے پیچھے بٹھائے گئے میرے دونوں مونڈھوں کے پاس پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ میں اس مرد سے اس شخص کا حال پوچھتا ہوں جو اپنے آپ کو پیغمبر گمان کرتا ہے سو اگر یہ جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ۔ ابوسفیان نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی اگر اس دن شرم نہ ہوتی یعنی اس کا ڈر نہ ہوتا ہے میرے یار میری دروغ گوئی مشہور کریں گے تو البتہ میں اپنی طرف سے جھوٹ بولتا جب کہ اس نے مجھ سے حضرت ﷺ کا حال پوچھا لیکن میں نے حیا کیا اس سے کہ میری دروغ گوئی مشہور ہو سو میں نے سچ کہا پھر بادشاہ نے ترجمان سے کہا کہ اس سے کہہ کہ تم میں اس پیغمبر کا نسب کیسا ہے میں نے کہا وہ ہم لوگوں میں نہایت شریف اور عمدہ خاندان ہے پھر بادشاہ نے کہا کہ تم لوگوں میں سے اس طرح نبوت کا دعوی کسی نے اس سے پہلے بھی کیا ہے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ نبوت کے دعوی سے پہلے کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت بھی کرتے تھے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا اس کے باپ دادے میں کوئی بادشاہ بھی تھا میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ سردار لوگ اس کے

قُلْتُ بَلْ ضُعَفَآؤُهُمْ قَالَ فَيَزِيْدُوْنَ أَوْ
يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ
أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهِ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ
لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ الْآنَ مِنْهُ
فِيْ مُدَّةٍ نَحْنُ نَخَافُ أَنْ يَّغْدِرَ قَالَ أَبُوْ
سُفْيَانَ وَلَمْ يُمْكِنِّيْ كَلِمَةٌ أُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا
أَنْتَقِصُهُ بِهِ لَا أَخَافُ أَنْ تُؤْثَرَ عَنِّيْ غَيْرُهَا
قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ أَوْ قَاتَلَكُمْ قُلْتُ نَعَمْ
قَالَ فَكَيْفَ كَانَتْ حَرْبُهُ وَحَرْبُكُمْ قُلْتُ
كَانَتْ دُوَلًا وَّسِجَالًا يُدَالُ عَلَيْنَا الْمَرَّةَ
وَنُدَالُ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى قَالَ فَمَاذَا يَأْمُرُكُمْ
بِهِ قَالَ يَأْمُرُنَا أَنْ نَّعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ لَا نُشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا وَّيَنْهَانَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا
وَيَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ
وَالْوَفَاءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ فَقَالَ
لِتَرْجُمَانِهِ حِيْنَ قُلْتُ ذٰلِكَ لَهُ قُلْ لَهُ إِنِّيْ
سَأَلْتُكَ عَنْ نَّسَبِهِ فِيْكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ ذُوْ
نَسَبٍ وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِيْ نَسَبِ
قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ هٰذَا
الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ
أَحَدٌ مِّنْكُمْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ قُلْتُ
رَجُلٌ يَّأْتَمُّ بِقَوْلٍ قَدْ قِيْلَ قَبْلَهُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ
كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَّقُوْلَ مَا
قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ
لِّيَدَعَ الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكْذِبَ عَلَى

تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ میں نے کہا کہ بلکہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اس کے ساتھی بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے ہیں میں نے کہا کہ بلکہ بڑھتے جاتے ہیں، بادشاہ نے کہا کہ کوئی اس کے دین سے پھر بھی جاتا ہے ناخوش ہوکر بعد داخل ہونے کے بیچ اس کے میں نے کہا کہ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا کبھی قول اقرار کر کے دغا بھی کرتا ہے میں نے کہا کہ نہیں لیکن اب ہم سے اور اس سے ایک مدت تک صلح ہوئی ہم ڈرتے ہیں کہ دغا کرے ۔ابو سفیان نے کہا کہ میں اتنی بات کے سوا اس میں اور کوئی بات نہ ملا سکا کہ اس کے ساتھ حضرت ﷺ کی تنقیص کروں جس کے مشہور ہونے کا مجھ کو خوف نہ ہو سوائے اس بات کے بادشاہ نے کہا کہ کیا تم سے اور اس سے لڑائی بھی ہے میں نے کہا کہ ہاں بادشاہ نے کہا کہ تمہاری اور اس کی لڑائی کا کیا حال ہے یعنی کون غالب ہوتے ہیں میں نے کہا کہ لڑائی ڈول ہے کبھی وہ ہم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی ہم اس پر غالب ہوتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ تم کو کس بات کا حکم کرتا ہے میں نے کہا کہ ہم کو حکم کرتا ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور منع کرتا ہے ہم کو اس چیز سے کہ ہمارے باپ دادا نے عبادت کی یعنی بت پرستی وغیرہ اور حکم کرتا ہے ہم کو نماز پڑھنے کا اور خیرات کرنے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد کے پورا کرنے کا اور امانت کے ادا کرنے کا تو بادشاہ نے اپنے ترجمان سے کہا (جب کہ میں نے یہ اس سے کہا) کہ اس کو کہہ کہ میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کا نسب تم میں کیسا ہے تو تم نے کہا کہ وہ شریف خاندان ہے اور اسی طرح پیغمبر لوگ اپنی قوم میں شریف اور عالی خاندان ہوتے آئے

اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كَانَ مِنْ آبَآئِهٖ مِنْ مَّلِكٍ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَآئِهٖ مَلِكٌ قُلْتُ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَآئِهٖ وَسَأَلْتُكَ أَشْرَافُ النَّاسِ يَتَّبِعُوْنَهٗ أَمْ ضُعَفَآؤُهُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّ ضُعَفَآئَهُمْ اتَّبَعُوْهُ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيْدُوْنَ أَوْ يَنْقُصُوْنَ فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيْدُوْنَ وَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ سَخْطَةً لِّدِيْنِهٖ بَعْدَ أَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا فَكَذٰلِكَ الْإِيْمَانُ حِيْنَ تَخْلِطُ بَشَاشَتُهُ الْقُلُوْبَ لَا يَسْخَطُهٗ أَحَدٌ وَّسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ لَا يَغْدِرُوْنَ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ وَقَاتَلَكُمْ فَزَعَمْتَ أَنْ قَدْ فَعَلَ وَأَنَّ حَرْبَكُمْ وَحَرْبَهٗ تَكُوْنُ دُوَلًا وَّيُدَالُ عَلَيْكُمُ الْمَرَّةَ وَتُدَالُوْنَ عَلَيْهِ الْأُخْرٰى وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلٰى وَتَكُوْنُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ بِمَاذَا يَأْمُرُكُمْ فَزَعَمْتَ أَنَّهٗ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّيَنْهَاكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَآؤُكُمْ وَيَأْمُرُكُمْ بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالْوَفَآءِ بِالْعَهْدِ وَأَدَآءِ الْأَمَانَةِ قَالَ وَهٰذِهٖ صِفَةُ النَّبِيِّ قَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهٗ خَارِجٌ وَّلٰكِنْ لَّمْ أَظُنَّ أَنَّهٗ مِنْكُمْ وَإِنْ يَّكُ مَا قُلْتَ حَقًّا فَيُوْشِكُ أَنْ يَّمْلِكَ مَوْضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ وَلَوْ أَرْجُوْ أَنْ أَخْلُصَ

ہیں اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا تم میں کسی نے اس سے پہلے نبوت کا دعوی کیا ہے سو تم نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں کسی نے اس سے پہلے بھی دعوی کیا ہوتا تو میں جانتا کہ اس شخص نے بھی پہلی بات کی پیروی کی اور اگلوں کی طرح اس کو بھی ہوس نے لیا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا نبوت کے دعوی سے پہلے بھی کبھی تم اس کو جھوٹ کی تہمت کرتے تھے سو تو نے کہا کہ نہیں سو میں نے جانا کہ جو کبھی آدمیوں پر جھوٹ نہ باندھے گا بھلا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ باندھے گا اور میں نے تم سے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے تو نے کہا کہ نہیں سو میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا کہ یہ شخص نبوت کے پردے میں اپنے باپ دادے کی بادشاہی چاہتا ہے میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا سردار لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں یا غریب لوگ تو تو نے کہا کہ غریب لوگ اس کے تابع ہوئے ہیں تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول غریب انکی اطاعت کرتے ہیں یعنی رئیس لوگ غرور سے بے نصیب رہتے ہیں اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ اس کے تابع دار بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جاتے ہیں سو تو نے کہا کہ بڑھتے جاتے ہیں سو یہی حال ہے ایمان کا یہاں تک کہ پورا ہو یعنی ایمان کی بھی خاصیت ہے کہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورا ہو اور کمال کو پہنچے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا اس کے دین سے کوئی ناخوش ہو کر پھر بھی جاتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں اور یہی حال ہے ایمان کے نور کا جب دل میں رچ جائے کہ کوئی اس سے ناخوش نہیں ہوتا اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا دغا بھی کرتا ہے تو تو نے کہا کہ نہیں سو یہی حال پیغمبروں کا کہ وہ دغا نہیں کرتے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ تم

إِلَيْهِ لَتَجَشَّمْتُ لُقِيَّهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ قَدَمَيْهِ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُرِءَ فَإِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ أَسْلِمْ تَسْلَمْ وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ إِثْمُ الْأَرِيْسِيِّيْنَ وَ ﴿يَاأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِأَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا أَنْ قَضٰى مَقَالَتَهُ عَلَتْ أَصْوَاتُ الَّذِيْنَ حَوْلَهُ مِنْ عُظَمَآءِ الرُّوْمِ وَكَثُرَ لَغَطُهُمْ فَلَا أَدْرِيْ مَاذَا قَالُوْا وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا فَلَمَّا أَنْ خَرَجْتُ مَعَ أَصْحَابِيْ وَخَلَوْتُ بِهِمْ قُلْتُ لَهُمْ لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِيْ كَبْشَةَ هٰذَا مَلِكُ بَنِي الْأَصْفَرِ يَخَافُهُ قَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ وَاللّٰهِ مَا زِلْتُ ذَلِيْلًا مُسْتَيْقِنًا بِأَنَّ أَمْرَهُ سَيَظْهَرُ حَتّٰى أَدْخَلَ اللّٰهُ قَلْبِي الْإِسْلَامَ وَأَنَا كَارِهٌ.

سے اور اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے سو تو نے کہا کہ اس نے لڑائی کی ہے اور تمہاری اور اس کی لڑائی ڈھول ہے کبھی وہ تم پر غالب ہوتا ہے اور کبھی تم اس پر غالب ہوتے ہو تو یہی حال ہے پیغمبروں کا کہ اول ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کو فتح نصیب ہوتی ہے اور میں نے تجھ سے پوچھا کہ کیا چیز تم کو بتلاتا ہے تو نے کہا کہ ہم کو بتلاتا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور منع کرتا ہے تم کو اس چیز سے کہ تمہارے باپ دادے عبادت کرتے تھے اور حکم کرتا ہے تم کو نماز کا اور صدقے کا اور حرام سے بچنے کا اور عہد پورا کرنے کا اور امانت ادا کرنے کا اور یہی صفت ہے پیغمبری کی میں آگے سے جانتا تھا کہ پیغمبر ظاہر ہونے والا ہے لیکن مجھ کو گمان نہ تھا کہ تم عرب لوگوں میں پیدا ہوگا اور اگر تیری یہ سب باتیں سچی ہیں تو عنقریب ہے کہ وہ میرے دونوں قدموں کی جگہ کا مالک ہوگا یعنی اس کی سلطنت اور حکومت یہاں تک پہنچے گی اور اگر میں جانتا کہ میں اس تک پہنچ سکوں گا تو میں اس کے دیدار کے لیے تکلیف کرتا یعنی بہر کیف اس کی ملاقات حاصل کرتا اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھوتا پھر بادشاہ نے حضرت ﷺ کا خط منگوایا اور پڑھا تو ناگہاں اس میں یہ مضمون تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا یہ خط ہے محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول کی طرف سے ہرقل کی طرف جو روم کا سردار ہے سلام ہے اس پر جو راہ راست پر چلا بعد اس کے میں تجھ کو بلاتا ہوں اسلام کی دعوت سے اسلام قبول کرتا کہ تو دین و دنیا میں سلامت رہے اور تو مسلمان ہو جا اللہ تعالیٰ تجھ کو دوہرا ثواب دے گا (یعنی ایک ثواب دین عیسوی کے قبول کرنے

کا اور دوسرا ثواب محمدی ہونے کا) اور اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا تو تیرے اوپر رعیت کا گناہ پڑے گا اور اے کتاب والو! آ جاؤ اس بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے وہ بات یہ ہے کہ ہم اور تم اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے بعض آدمی بعضوں کو اللہ تعالیٰ کے سوائے اپنا رب اور مالک نہ بنائیں سو اگر اہل کتاب توحید سے منہ موڑیں تو ان سے کہہ دو کہ تم گواہ رہو کہ ہم تو مسلمان ہیں حکم الٰہی کے مطیع ہیں ابوسفیان نے کہا کہ جب وہ اپنی بات پوری کر چکا یعنی خط پڑھ چکا تو روم کے سردار اس کے گرد تھے یعنی اہل درباران کی آوازیں بلند ہوئیں اور نہایت شور اور غل ہوا سو میں نہیں جانتا کہ انہوں نے کیا کہا اور ہمارے نکالنے کا حکم ہوا سو ہم دربار سے نکالے گئے ابوسفیان نے کہا کہ جب میں اپنے ساتھیوں سمیت باہر نکلا اور ان کے ساتھ خالی ہوا تو میں نے کہا کہ ابی کبشہ کے بیٹے یعنی محمد ﷺ کا رتبہ بلند ہوا کہ یہ روم کا بادشاہ اس سے ڈرتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میں جب سے ہمیشہ خوار اور یقین کرنے والا تھا کہ حضرت ﷺ سب پر غالب ہوں گے یہاں تک کہ اللہ نے مجھ کو اسلام میں داخل کیا اور حالانکہ میں اسلام سے ناخوش تھا۔

فائدہ: یہ حدیث پوری کتاب بدء الوحی میں گذر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں اور کچھ شرح اس کی آئندہ آئے گی۔ (فتح)

٢٧٢٤۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ

٢٧٢٤۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ جنگ خیبر کے دن فرماتے تھے کہ البتہ میں علم دوں گا اس کو جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح کرے گا تو اصحاب اس کی امید کو کھڑے ہوئے کہ کس کو ملے (یعنی اس

لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذٰلِكَ أَيُّهُمْ يُعْطٰى فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُوْ أَنْ يُعْطٰى فَقَالَ أَيْنَ عَلِيٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ فَأَمَرَ فَدُعِيَ لَهُ فَبَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ شَيْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَأَنْ يُهْدٰى بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ.

کے لیے مستعد ہوئے) تو صبح کو کل اصحاب حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالانکہ ہر ایک شخص ان میں سے امید وار تھا کہ علم اس کو ملے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ (مرتضی) کہاں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ یا حضرت ﷺ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں تو فرمایا کہ ان کو بلاؤ تو وہ بلائے گئے حضرت ﷺ نے لب مبارک ان کی آنکھ پر لگایا تو اسی وقت صحت ہوگئی جیسے کہ ان کو کچھ درد نہ تھا تو علی رضی اللہ عنہ (مرتضی) نے کہا کہ ہم ان سے لڑتے ہیں یہاں تک کہ ہماری مثل ہوں یعنی مسلمان ہو جائیں تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جا یہاں تک کہ تو ان کے میدان میں اترے پھر ان کو اسلام کی طرف بلا اور خبر دے ان کو ساتھ اس چیز کے کہ اوپر ان پر واجب ہے پس قسم ہے اللہ کی کہ ہدایت پانا ایک مرد کا تیرے سبب سے تیرے لیے بہتر ہے سرخ اونٹ سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المغازی میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ پھر ان کو اسلام کی طرف بلا۔ (فتح)

٢٧٢٥۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا غَزَا قَوْمًا لَّمْ يُغِرْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِنْ لَّمْ يَسْمَعْ أَذَانًا أَغَارَ بَعْدَ مَا يُصْبِحُ فَنَزَلْنَا خَيْبَرَ لَيْلًا. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا غَزَا بِنَا.

٢٧٢٥۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کسی قوم سے جہاد کرتے تھے تو نہ لوٹ کرتے تھے یہاں تک کہ فتح کرتے پس اگر اذان سنتے تو لوٹ سے باز رہتے اور اگر اذان نہ سنتے تو صبح کے بعد لوٹ کرتے سو ہم رات کو خیبر میں اترے۔

٢٧٢٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ

٢٧٢٦۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ خیبر کی

مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَهَا لَيْلًا وَكَانَ إِذَا جَآءَ قَوْمًا بِلَيْلٍ لَا يُغِيْرُ عَلَيْهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتْ يَهُوْدُ بِمَسَاحِيْهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ ﴿فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ﴾.

طرف نکلے اور رات کو اس کی طرف پہنچے اور آپ کا معمول تھا کہ جب جہاد کے لیے کسی قوم کے پاس جاتے تھے تو ان پر لوٹ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ صبح کرتے سو جب حضرت ﷺ نے صبح کی تو یہود اپنے بیلچوں اور تھیلوں کے ساتھ نکلے یعنی ساتھ اسباب زراعت کے سو جب انہوں نے حضرت ﷺ کو دیکھا تو کہا اے محمد! قسم ہے اللہ کی آئے محمد ﷺ ساتھ لشکر کے تو حضرت ﷺ نے فرمایا بطور تفاول کے کہ اللہ بڑا ہے خراب ہوا خیبر (یہ خبر ہے یا دعا ہے) تحقیق ہم مسلمان یا جماعت پیغمبروں کی جب کسی قوم کے میدان میں اترتے ہیں تو بری ہوئی صبح اس قوم کی ڈرائے گئے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح غزوہ خیبر میں آئے گی اور یہ دلالت کرتی ہے اس پر کہ جائز ہے لڑنا اس شخص سے جس کو اسلام کی دعوت پہنچ چکی ہو بغیر دعوت کے۔ پس تطبیق دی جائے گی اس کے اور سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث کے درمیان کہ دعوت مستحب ہے شرط نہیں اور اس میں دلالت ہے اوپر حکم کے ساتھ دلیل کے حضرت ﷺ کے ہونے کی وجہ سے کہ باز رہتے تھے لڑنے سے ساتھ مجرد سننے اذان کے اور اس میں اخذ ہے ساتھ زیادہ احتیاط کے خونوں کے امروں میں اس لیے کہ باز رہے ان سے بیچ اس حالت کے باوجود اس احتمال کے کہ نہ ہو یہ حقیقت پر اور اس روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ خیبر میں صبح کے وقت میں پہنچے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ دن چڑھے پہنچے تھے تو ان دونوں کے درمیان تطبیق اس طرح ہے کہ شہر کے پاس اول ابتدا میں صبح کے وقت پہنچے پھر اترے اور نماز پڑھی پھر سوار ہوئے۔ (فتح)

٢٧٢٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ. رَوَاهُ عُمَرُ وَابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۲۷۲۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو لڑنے کا حکم ہوا یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں سو جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس نے اپنا مال اور جان بچایا مگر دین کا حق تلفی کا بدلہ ہے اور اس کا حساب اللہ کے حوالے ہے۔

فائدہ: یہ حدیث ظاہر ہے ترجمہ باب میں یعنی موافق ہے اس چیز کے ساتھ کہ کہا اس چیز پر ان سے لڑائی کی جائے اور اس کی شرح کتاب الایمان میں گذر چکی ہے لیکن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اتنا زیادہ ہے کہ نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا تحقیق وارد ہوئی ہیں کئی حدیثیں ساتھ اس کے کہ ایک دوسری سے زیادہ ہیں پس ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تو صرف لا الہ الا اللہ کا ذکر ہے اور مسلم کے نزدیک اس کی حدیث میں حتی یشهدوا ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو ذکر کی جا چکی ہے اور حدیث انس میں جو ابواب القبلہ میں گذر چکی ہے یہ ہے کہ جب نماز پڑھیں اور قبلے کی طرف منہ کریں اور ہمارا ذبح کیا ہوا جانور کھائیں۔ طبری وغیرہ نے کہا کہ لیکن پہلا کلمہ پس کہا ہے اس کو حضرت ﷺ نے بیچ حالت لڑنے آپ کے کی ساتھ بت پرستوں کے جو اللہ کو واحد نہیں جانتے اور لیکن دوسرا کلمہ پس کہا اس کو بیچ حالت لڑائی اہل کتاب کے جو توحید کا اقرار کرتے ہیں اور حضرت ﷺ کی نبوت سے انکار کریں بطور عموم یا خصوص کے اور لیکن تیسرا کلمہ پس اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو اسلام میں داخل ہوں اور گواہی دیں ساتھ توحید اور نبوت کے اور نہ عمل کریں ساتھ بندگیوں کے تو ان کا حکم یہ ہے کہ لڑائی کی جائے ان سے یہاں تک کہ عمل کریں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ أَرَادَ غَزْوَةً فَوَرّٰى بِغَيْرِهَا وَمَنْ أَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

باب ہے بیان میں اس شخص کے کہ ارادہ کرے جہاد کا اور توریہ کرے ساتھ غیر اس کے کے اور جو پسند کرے سفر کو جمعرات کے دن۔

فائدہ: توریہ کے معنی ہیں چھپانا ایک چیز کا اور ظاہر کرنا دوسری چیز کا یعنی اگر حضرت ﷺ چاہتے کہ ایک جگہ جہاد کو جائیں گے تو لوگوں میں ایسا مشہور کر دیتے کہ اور جگہ جائیں گے اور یہ اس لیے تھا کہ دشمن غافل رہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ لڑائی میں پکڑنا دشمن کا ہے غفلت پر اور لیکن سفر کرنا دن جمعرات کے پس شاید سبب اس کا وہ چیز ہے جو روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ برکت کی گئی ہے میری امت کے لیے جمعرات کے دن میں اور یہ حدیث ضعیف ہے اور حضرت ﷺ کا جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرنا نہیں مستلزم ہے ہیشگی کرنے کو اس کے لیے مانع کے پائے جانے کی وجہ سے اس سے اور ایک باب کے بعد آئے گا کہ حضرت ﷺ بعض سفروں میں ہفتے کے دن نکلتے تھے۔ (فتح)

۲۷۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِّنْ بَنِيْهِ

۲۷۲۸۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں جنگ تبوک میں حضرت ﷺ سے پیچھے رہا حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے۔

قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا.

٢٧٢٩۔ وَحَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيْدُ غَزْوَةً يَّغْزُوْهَا إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيْرٍ فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ.

۲۷۲۹۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی جہاد کا ارادہ نہ کرتے تھے مگر کہ اس کو اس کے غیر سے توریہ کرتے تھے یہاں تک کہ جنگ تبوک کا ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جہاد سخت گرمی میں کیا اور متوجہ ہوئے سفر دور دراز کو اور جنگلوں بے آب وگھاس کو اور بہت دشمنوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس کا حال کھول کر کہہ دیا تا کہ اپنے دشمن کے جہاد کا سامان درست کر لیں اور خبر دی ان کو اپنے ارادہ کی جس کا آپ ارادہ رکھتے تھے۔

٢٧٣٠۔ وَعَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِيْ سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيْسِ.

۲۷۳۰۔ اور ایک روایت میں ہے کہ کم تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ نکلتے کسی سفر میں مگر کہ دن جمعرات کے۔

فائدہ: یہ حدیث ترجمہ باب میں ظاہر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ کرتے تھے تو پسند کرتے تھے کہ جمعرات کے دن نکلیں۔ (فتح)

۲۷۳۱۔ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيسِ.

۲۷۳۰۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ تبوک میں جمعرات کے دن نکلے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن سفر کرنے کو پسند کرتے تھے۔

بَابُ الْخُرُوجِ بَعْدَ الظُّهْرِ.

ظہر کی نماز کے بعد سفر کو نکلنا۔

۲۷۳۲۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ الظُّهْرَ أَرْبَعًا وَّالْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ وَسَمِعْتُهُمْ يَصْرُخُونَ بِهِمَا جَمِيعًا.

۲۷۳۲۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھی اور میں نے اصحاب کو سنا کہ حج اور عمرے دونوں کے ساتھ لبیک کہتے تھے۔

فائدہ: یہ حدیث حج میں گذر چکی ہے اور شاید بخاری نے اس کو اشارہ کرنے کے لیے وارد کیا ہے اس بات کی طرف کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ میری امت کے صبحوں میں برکت کی گئی ہے نہیں منع کرتا جواز تصرف کو بیچ غیر وقت صبح کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کی گئی صبح ساتھ برکت کے اس کے ہونے کی وجہ وقت نشاط کا اور یہ حدیث صبح کے وقت میں برکت ہونے کی بیس اصحاب سے مروی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْخُرُوجِ آخِرَ الشَّهْرِ.

مہینے کے آخر میں سفر کرنے کا بیان۔

فائدہ: یعنی رد کرنے کے لیے اس شخص پر جو اس کو برا جانتا ہے شگون بد لینے کے طریقے سے۔

وَقَالَ كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ لِخَمْسٍ بَقِينَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَقَدِمَ مَكَّةَ لِأَرْبَعِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ.

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پچیسویں ذی قعدہ کو مدینے سے چلے اور چوتھی ذی الحجہ کو مکے میں آئے۔

فائدہ: اور ابن بطال نے نقل کیا ہے کہ تھے اہل جاہلیت قصد کرتے مہینوں کے اول کو عمل کے لیے اور یہ برا جانتے

تھے تصرف کو چاند کی کمی میں۔ (فتح)

٢٧٣٣۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ لَيَالٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَلَا نُرٰى إِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْيٌ إِذَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَا هٰذَا فَقَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَزْوَاجِهٖ. قَالَ يَحْيٰى فَذَكَرْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ لِلْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَ أَتَتْكَ وَاللّٰهِ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهٖ.

٢٧٣٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پچیسویں ذی القعدہ کو نکلے اور نہ دیکھتے تھے ہم مگر حج کو یعنی اس لیے کہ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو برا جانتے تھے سو جب ہم مکے کے نزدیک ہوئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ جس کے ساتھ قربانی ہو جب خانے کعبے کا طواف کرے اور صفا اور مروہ کے درمیان دوڑے تو احرام اتار ڈالے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ قربانی کے دن گائے کا گوشت ہمارے پاس لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیسا گوشت ہے تو گوشت لانے والے نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی طرف سے قربانی کی ہے۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ مہینے کے آخر میں سفر کرنا درست ہے۔

الحمد للہ کہ ترجمہ پارہ یازدہم صحیح بخاری تمام ہوا اللہ تعالیٰ اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ دے، آمین ثم آمین۔

وصلى الله عليه تعالى على خير محمد واله واصحابه أجمعين.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الوصایا

كتاب الجهاد

❀......❀......❀